شمائلِ مصطفیٰ ﷺ

(حضور ﷺ کے خصوصی احوال اور عاداتِ مبارکہ کا ذکرِ جمیل)

ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
ڈاکٹر محمد طاہر القادری

جملہ حقوق بحقِ تحریکِ منہاجُ القرآن محفوظ ہیں

نام کتاب	:	شمائلِ مصطفیٰ ﷺ
مؤلف	:	ڈاکٹر محمد طاہر القادری
تحقیق و تدوین	:	محمد تاج الدین کالامی، محمد علی قادری (منہاجینز)
نظرثانی	:	ضیاء نیر
معاونینِ تخریج	:	حافظ فرحان قادری، حافظ عبدالشکور طاہری (منہاجینز)
کمپوزِنگ	:	محمد یامین (منہاجین)، عبدالخالق بلتستانی، بصیر احمد
ٹائٹل	:	ابو اویس محمد اکرم قادری (منہاجین)
زیرِ اِہتمام	:	فریدِ ملّت رحمۃ اللہ علیہ ریسرچ اِنسٹیٹیوٹ www.MinhajBooks.com
مطبع	:	منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعتِ اَوّل	:	مئی 2003ء (1,100)
اِشاعتِ دوم	:	اکتوبر 2004ء
تعداد	:	1,100
قیمت اِمپورٹڈ پیپر	:	-/340 روپے

❁❁❁

نوٹ: ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تمام تصانیف اور خطبات و لیکچرز کے آڈیو/ ویڈیو کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لئے **تحریکِ منہاجُ القرآن** کے لئے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلیکیشنز)

sales@minhaj.biz

شمائلِ مصطفیٰ ﷺ

(حضور ﷺ کے خصوصی احوال اور عاداتِ مبارکہ کا ذکرِ جمیل)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مِنہاجُ القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514 ، 5169111-3

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

بسم الله الرحمن الرحيم

مَوْلَایَ صَلِّ وَ سَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ
فَهُوَ الَّذِیْ تَمَّ مَعْنَاهُ وَ صُوْرَتُهٗ
ثُمَّ اصْطَفَاهُ حَبِیْبًا بَارِئُ النَّسَمِ

﴿صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَ عَلٰی آلِهٖ وَ أَصْحَابِهٖ وَ بَارَکَ وَسَلَّمَ﴾

حکومتِ پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر ایس او (پی۔ا) ۴-۱/ ۸۰ پی آئی وی، مؤرّخہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء؛ حکومتِ بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷-۴-۲۰ جنرل و ایم ۴/ ۹۷۰-۳-۷، مؤرّخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء؛ حکومتِ شمال مغربی سرحدی صوبہ کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۱-۶۷ این۔ا / اے ڈی (لائبریری)، مؤرّخہ ۲۰ اگست ۱۹۸۶ء؛ اور حکومتِ آزاد ریاست جموں و کشمیر کی چٹھی نمبر س ت/ اِنتظامیہ ۶۳-۸۰۶۱/ ۹۲، مؤرّخہ ۲ جون ۱۹۹۲ء کے تحت ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب تمام سکولز اور کالجز کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

فہرست

عنوانات	صفحہ
پیش لفظ	۱۷
اِبتدائیہ	۱۹
انسان حُسنِ صورت و سیرت کا حسین اِمتزاج ہے	۲۲
باب اوّل : معجزانہ حُسن و جمال	۲۵
۱۔ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر	۲۸
۲۔ حُسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا ظہورِ کامل	۳۲
۳۔ کسی آنکھ میں مشاہدۂ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب نہ تھی	۳۶
۴۔ حُسنِ سراپا کے بارے میں حضرت اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کا قول	۴۲
۵۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا راز دان	۴۴
۶۔ حسنِ مصطفیٰ ﷺ اور تقاضائے ایمان	۴۶
۷۔ پیکرِ مقدس کی رنگت	۴۹
❁ روایات میں تطبیق	۵۴
۸۔ حضور ﷺ: پیکرِ نظافت و لطافت	۵۵
۹۔ بے سایہ پیکرِ نور	۵۷
۱۰۔ پیکرِ دلنواز کی خوشبوئے عنبریں	۵۸
۱۔ وادئ بنو سعد میں خوشبوؤں کے قافلے	۵۹
۲۔ خوشبو حضور ﷺ کے پیکرِ اطہر کا حصہ تھی	۶۰

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش

www.MinhajBooks.com

صفحہ	عنوانات
۶۲	۳۔ بعد از وصال بھی خوشبوئے جسمِ رسول ﷺ عنبر فشاں تھی
۶۳	۴۔ جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبوئے دلنواز
۶۵	۵۔ عطر کا بدلِ نفیس ...... پسینۂ مبارک
۶۷	۶۔ خوشبو والوں کا گھر
۶۸	۷۔ اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے
۶۹	۸۔ آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ
۷۱	**باب دُوُم : سراپائے دلنواز**
۷۴	۱۔ حلیۂ مبارک کا حسین تذکرہ
۸۵	۲۔ چہرۂ اقدس ...... ماہِ تاباں
۸۷	❁ اصحابِ رسول، اوراقِ قرآن اور چہرۂ انور
۹۰	❁ روئے منور کی ضَوء فشانیاں
۹۵	❁ چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی چاند سے تشبیہ
۱۰۰	❁ چہرۂ مبارک: صداقت کا آئینہ
۱۰۱	❁ سالارِ قافلہ کی بیوی کی شہادت
۱۰۲	۳۔ سرِ انور
۱۰۴	۴۔ موئے مبارک
۱۰۹	۵۔ جبینِ پُرنور
۱۱۳	۶۔ اَبرُو مبارک
۱۱۵	۷۔ چشمانِ مقدسہ
۱۱۹	۸۔ بصارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غیر معمولی کمال

صفحہ	عنوانات
۱۲۴	۹۔ ناک مبارک
۱۲۵	۱۰۔ رُخسارِ روشن
۱۲۷	۱۱۔ لبِ اقدس
۱۲۸	۱۲۔ دہنِ مبارک
۱۳۰	۱۳۔ دندانِ اقدس
۱۳۲	۱۴۔ زبان مبارک
۱۳۳	۱۵۔ آواز مبارک
۱۳۷	۱۶۔ ریشِ اقدس
۱۴۱	۱۷۔ گوشِ اقدس
۱۴۴	۱۸۔ گردنِ اقدس
۱۴۶	۱۹۔ دوش مبارک
۱۴۸	۲۰۔ بازوئے مقدّس
۱۴۹	۲۱۔ دستِ اقدس
۱۵۱	❁ خوشبوئے دستِ اقدس
۱۵۲	❁ دستِ مبارک کی ٹھنڈک
۱۵۳	۲۲۔ دستِ اقدس کی برکتیں
۱۵۴	۱۔ دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دوسروں کو فیض یاب کرتے رہے
۱۵۵	۲۔ دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے بال عمر بھر سیاہ رہے

عنوانات	صفحہ
۳۔ دست مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے خشک تھنوں میں دودھ اتر آیا	۱۵۶
۴۔ دستِ مصطفیٰ ﷺ کے لمس سے لکڑی تلوار بن گئی	۱۵۸
۵۔ دستِ اقدس کے لمس سے کھجور کی شاخ روشن ہوگئی	۱۵۹
۶۔ توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ	۱۶۰
۷۔ دستِ شفا سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی	۱۶۲
۸۔ دستِ اقدس کی فیض رسانی	۱۶۲
۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوتِ حافظہ	۱۶۳
۲۳۔ انگشتانِ مبارک	۱۶۴
۲۴۔ ہتھیلیاں مبارک	۱۶۶
۲۵۔ بغل مبارک	۱۶۷
۲۶۔ سینۂ اقدس	۱۶۹
۲۷۔ قلبِ اطہر	۱۷۰
۲۸۔ بطنِ اقدس	۱۷۲
❁ ایک ایمان افروز واقعہ	۱۷۵
❁ شکمِ اطہر پر ایک کی بجائے دو پتھر	۱۷۷
۲۹۔ ناف مبارک	۱۷۹
۳۰۔ پشت اقدس	۱۸۰
۳۱۔ مہرِ نبوت	۱۸۱
❁ مہرِ نبوت: آخری نبی کی علامت	۱۸۴
۳۲۔ مبارک رانیں	۱۸۶
۳۳۔ زانوئے مبارک	۱۸۷

منہاج انٹرنیٹ بیورو کی پیشکش www.MinhajBooks.com

عنوانات	صفحہ
۳۴۔ پنڈلیاں مبارک	۱۸۸
۳۵۔ قدمین شریفین	۱۹۰
۳۶۔ انگشتانِ پا مبارک	۱۹۲
۳۷۔ مبارک تلوے	۱۹۲
۳۸۔ مبارک ایڑیاں	۱۹۳
۳۹۔ قدمین شریفین کی برکات	۱۹۴
۴۰۔ قدِ زیبائے محمد ﷺ	۱۹۷
❁ نمایاں قد کی حکمتیں	۱۹۹
باب سوم : عادات	۲۰۱
۱۔ مزاجِ اقدس	۲۰۴
۲۔ حسنِ تکلم اور شریں گفتاری	۲۰۶
۳۔ تبسم اور خوش مزاجی	۲۱۲
۴۔ گریہ و زاری	۲۱۶
۵۔ عبادت و خشیتِ الٰہی	۲۱۸
۶۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی قرأت	۲۲۰
۷۔ رفتار مبارک	۲۲۲
۸۔ اندازِ نشست و برخاست	۲۲۳
۹۔ حضور ﷺ کا چھینک لینا	۲۲۵
۱۰۔ حضور ﷺ کا اِستراحت فرمانا	۲۲۸
❁ بستر مبارک	۲۳۱
۱۱۔ دورانِ سفر معمولاتِ نبوی ﷺ	۲۳۷

عنوانات	صفحہ
۱۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی سواریاں	۲۴۱
۱۔ گھوڑے	۲۴۲
۲۔ اُونٹ	۲۴۳
۳۔ خچر	۲۴۴
۴۔ دراز گوش	۲۴۴
۱۳۔ خیمۂ اقدس	۲۴۷
۱۴۔ طعامِ نبوی ﷺ	۲۴۸
❁ بسم اللہ کی برکت	۲۴۹
❁ پسندیدہ روٹی	۲۵۲
❁ پسندیدہ سبزیاں	۲۵۴
❁ پسندیدہ گوشت	۲۵۵
❁ ثرید سے محبت	۲۵۷
❁ پسندیدہ پھل	۲۵۷
❁ پسندیدہ شیرینی	۲۵۹
۱۵۔ مشروباتِ نبوی ﷺ	۲۶۰
❁ پسندیدہ مشروبات	۲۶۱
۱۶۔ ظروف مبارک	۲۶۲
۱۷۔ حضور ﷺ کے مبارک ملبوسات	۲۶۵
❁ قمیص مبارک	۲۶۶
❁ جبہ مبارک	۲۶۸

صفحہ	عنوانات
۲۷۱	❁ کملی مبارک
۲۷۵	❁ ازار مبارک
۲۷۷	❁ عمامہ شریف
۲۸۳	❁ ٹوپی شریف
۲۸۴	❁ عمامے کے بغیر صرف ٹوپی پہننا بھی سُنت ہے
۲۸۵	❁ نعلینِ مقدسہ
۲۸۸	❁ موزے
۲۸۸	۱۸۔ حضور ﷺ کا بال بنوانا
۲۹۳	۱۹۔ حضور ﷺ کا خضاب لگانا
۲۹۶	❁ مذکورہ روایات میں تطبیق
۲۹۶	۲۰۔ کنگھی فرمانے کا معمول
۲۹۸	۲۱۔ خوشبو استعمال کرنے کا معمول
۳۰۱	۲۲۔ آئینہ دیکھنے کا معمول
۳۰۲	۲۳۔ انگوٹھی پہننے کا معمول
۳۰۹	۲۴۔ چشمانِ مقدسہ میں سرمہ ڈالنے کا معمول
۳۱۲	۲۵۔ مسواک فرمانے کا معمول
۳۱۴	۲۶۔ عصا مبارک
۳۱۵	۲۷۔ حضور ﷺ کا دوا استعمال فرمانا
۳۱۸	۱۔ شہد
۳۲۰	۲۔ زیتون

عنوانات	صفحہ
۳۔ کھجور	۳۲۰
۴۔ مہندی	۳۲۲
۵۔ سنامکی	۳۲۳
باب چہارم: عبادات	۳۲۵
ا۔ حضور ﷺ کا نماز سے ٹھنڈک اور راحت حاصل کرنا	۳۲۷
ا۔ نماز کے وقت حضور ﷺ کی حالت مبارک متغیر ہو جاتی	۳۳۰
۲۔ ادائیگی نماز	۳۳۲
۳۔ فرض نمازوں میں مقدارِ قراءت	۳۳۴
۴۔ فرض نمازوں کے ساتھ ادائیگی نوافل	۳۳۶
۵۔ فرض نمازوں کے بعد کا معمول	۳۳۸
۶۔ نماز چاشت	۳۶۴
۷۔ گھر پر ادا کردہ نوافل	۳۴۷
۲۔ حضور ﷺ کا روزہ رکھنا	۳۴۸
ا۔ رمضان المبارک میں معمولاتِ مصطفیٰ ﷺ	۳۴۹
۲۔ نفلی روزے رکھنے کا معمول	۳۵۳
۳۔ صومِ وصال	۳۵۶

صفحہ	عنوانات
۳۵۷	۳۔ حضور ﷺ کا حج ادا فرمانا
۳۶۱	۴۔ حضور ﷺ کا قربانی فرمان
۳۶۳	۵۔ حضور ﷺ کے معمولاتِ عیدین
۳۶۵	**باب پنجم : دعوات (جامع دعائیں)**
۳۶۹	ا۔ چند معروف قرآنی دعائیں
۳۷۵	۲۔ احادیث مبارکہ سے ماخوذ دعائیں
۳۷۵	ا۔ عفو و سلامتی اور طلبِ مغفرت کیلیے دعائیں
۳۷۹	۲۔ دین و ایمان پر ثابت قدمی اور خیر و برکت کے لئے دعائیں
۴۰۱	۳۔ دعائے استخارہ
۴۰۳	۴۔ دعائے نور
۴۰۳	۵۔ جامع دعا...... بوسیلۂ مصطفیٰ ﷺ
۴۰۵	**باب ششم : معمولات (زہد و ورع)**
۴۱۵	حضور ﷺ کا زہد و فقر پر فخر
۴۱۷	ا۔ حضور ﷺ کا سادہ طرزِ زندگی اور غریب نوازی
۴۲۰	۲۔ حضور ﷺ کا شکم سیری سے اجتناب
۴۲۱	۳۔ شکم اطہر پر پتھر

صفحہ	عنوانات
۴۲۲	۴۔ حضور ﷺ کا انبیاء کی اتباع میں سادہ لباس پسند فرمانا
۴۲۵	۵۔ فخرِ دو جہاں ﷺ کا کاشانۂ مبارک
۴۲۶	۶۔ بستر مبارک کی سادگی
۴۳۰	۷۔ آپ ﷺ کے اہل خانہ کا شانِ فقر
۴۳۲	۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی شان خلوت گزینی
۴۳۴	۹۔ حضور ﷺ کے معمولاتِ بیعت
۴۳۶	۱۰۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیماتِ زہد و ورع
۴۴۳	**باب ہفتم : برکاتِ مصطفیٰ ﷺ**
۴۴۶	۱۔ ہاتھ اور پاؤں مبارک سے حصولِ برکت
۴۴۹	۲۔ ناخن مبارک سے حصولِ برکت
۴۵۰	۳۔ موئے مبارک سے حصولِ برکت
۴۵۱	❁ صحابہ کرام موئے مصطفیٰ کو دنیا و ما فیہا سے عزیز جانتے
۴۵۲	❁ موئے مصطفیٰ کی برکت سے بیمار شفایاب ہوئے
۴۵۴	❁ موئے مصطفیٰ کے حصول کے لئے صحابہ کرام پروانہ پڑھتے
۴۵۴	❁ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پس مرگ بھی موئے مصطفیٰ سے حصول برکت کے خواہاں تھے

صفحہ	عنوانات
۴۵۵	❁ موئے مبارک کی برکت سے شاہ عبدالرحیم کی صحت یابی
۴۵۷	۴۔ جنگ میں فتح کے لئے موئے مبارک کا توسل
۴۵۸	❁ موئے مبارک کی برکت سے جنگ یرموک میں مسلمانوں کی فتح
۴۶۰	۵۔ پسینہ مبارک سے حصولِ برکت
۴۶۳	۶۔ لعاب دہن سے حصولِ برکت
۴۶۴	❁ صحابہ کرام اپنے بچوں کو حضور ﷺ سے گھٹی دلواتے
۴۶۷	۷۔ قربِ مصطفیٰ ﷺ میں دفن ہونے کی خواہش
۴۶۹	۸۔ جبۂ رسول ﷺ سے حصولِ برکت
۴۷۰	۹۔ کمبل مبارک سے حصولِ برکت
۴۷۲	❁ چادرِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے امام بوصیری شفایاب ہوئے
۴۷۴	۱۰۔ مس شدہ کپڑے سے حصولِ برکت
۴۷۵	❁ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے استعمال شدہ کپڑوں کو کفن بنایا
۴۷۷	۱۱۔ نعلین پاک سے حصولِ برکت
۴۸۳	۱۔ شدید درد کا ازالہ
۴۸۴	۲۔ مفتی محمد قصار المغیشی حادثہ میں محفوظ رہے
۴۸۵	۳۔ شیخ عبدالخالق بن حب النبی کا مشاہدہ

عنوانات	صفحہ
۴۔ امام مقری کا مشاہدہ	۴۸۵
۱۲۔ مستعمل پانی سے حصولِ برکت	۴۸۷
۱۳۔ پیالہ مبارک سے حصولِ برکت	۴۸۸
❁ صحابہ کرام نے پیالہ مصطفیٰ ﷺ سے مس شدہ پانی اپنے سروں اور چہروں پر انڈیلا	۴۹۰
❁ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پیالہ مصطفیٰ ﷺ کو چاندی کے تار سے جوڑا	۴۹۱
۱۴۔ مشکیزہ سے حصولِ برکت	۴۹۲
۱۵۔ عصا مبارک سے حصولِ برکت	۴۹۴
❁ آثارِ رسول ﷺ کی بے ادبی کی سزا	۴۹۵
۱۶۔ منبر مبارک سے حصولِ برکت	۴۹۶
۱۷۔ عطا شدہ سونے سے حصولِ برکت	۴۹۲
خلاصۂ کلام	۴۹۸
مآخذ و مراجع	۴۹۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

محبوب رب العالمین، سید الاولین والآخرین حضور نبی اکرم ﷺ کے ذکر جمیل سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے۔ ایک امتی کی سب سے بڑی خوش بختی یہ ہے کہ اُسے ذکر نبی ﷺ کی توفیق مل جائے، آپ ﷺ باعث کائنات بھی ہیں اِبتدائے کائنات بھی ہیں اور منتہائے کائنات بھی ہیں لہٰذا کائنات کے اختتام تک اور اس کے بعد بھی آپ ﷺ کے حسین ذکر کا زمزمہ کسی نہ کسی پیرایہ میں جاری رہے گا۔

اکابر اسلاف کا ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا کہ وہ آپ ﷺ کے ساتھ تعلق حبی و عشقی کو پختہ اور مضبوط کرنے پر اپنی تمام تر توجہ مرکوز کرتے رہے کیونکہ دین و ایمان کی سلامتی اس کے بغیر ممکن ہی نہیں۔ بدقسمتی سے امت کے اندر انتشار و افتراق حدوں کو چھونے لگا ہے اور اس عظیم ترین ہستی کو بھی متنازعہ بنانے سے بھی دریغ نہیں کیا گیا جن کی وجہ سے یہ امت خیر امم کا لقب پا گئی تھی۔

مادیت پرستی کے اس دور میں یہ سعادت قائد تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے حصے میں آئی کہ انہوں نے امت میں موجود بے حسی کے جمود کو توڑا اور اپنی تصانیف وخطبات کے ذریعہ عظمت شان رسالت مآب ﷺ کو بطریقِ احسن اُجاگر کیا اور افراد امت کے اندر یہ شعور بیدار کیا کہ اگر تم پھر سے عظمت رفتہ کی بحالی چاہتے ہو تو مکین گنبد خضراء ﷺ سے اپنا ٹوٹا ہوا تعلق بحال کرو۔ ہر سو ذکر نبی ﷺ کی دھوم مچا دو اگر تمہیں اپنی زندگی میں ان کے ولادت باسعادت کا مبارک مہینہ (ربیع الاول) نصیب ہو جائے تو ہر طرف ایک جشن کا سماں پیدا کرو۔ آمد مصطفیٰ ﷺ کی خوشیاں منانے میں دامے درمے سخنے تامل نہ کرو۔ ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ کشت ایمان ویراں ہوگئی ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ محبت اور عشقی تعلق کو کوئی اہمیت نہ دینا الا ماشاء اللہ ہمارا شعارِ حیات

بن گیا ہے۔ یہ بھی ڈاکٹر صاحب کا امتیاز ہے کہ وہ جس موضوع پر بھی خطاب فرمائیں اس میں ذکر نبی ﷺ ضرور ہوتا ہے۔ آپ نے جب احیاء دین کے عالمگیر تحریک منہاج القرآن کا آغاز کیا تو اپنے ابتدائی خطبات میں ہی بطور خاص شمائل مصطفیٰ ﷺ کو بڑے ہی ایمان افروز طریقے سے بیان کیا۔

زیر نظر کتاب قائد تحریک کے انہی خطبات کو ان کی ہدایات کی روشنی میں مرتب کر کے نذر قارئین کی جا رہی ہے۔ ہم محترم محمد فاروق رانا اور حافظ محمد عمر کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے کتاب کی بروقت اشاعت میں ہماری معاونت کی۔

دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہماری کاوش کو قبول فرمائے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق حبی نصیب فرمائے۔ (آمین)

محمد تاج الدین کالامی
محمد علی قادری

اِبتدائیہ

اُس حسنِ مطلق نے دنیا کے نظاروں کو اِس قدر حسین بنایا ہے کہ اِنسان اس دِل کش اور جاذبِ نظر ماحول میں بار بار گم ہو جاتا ہے۔ کبھی زمین کی دلفریب رعنائیاں اُس کے دامنِ دل کو کھینچتی ہیں تو کبھی افلاک کی دِلکش وُسعتیں، کبھی ہواؤں کی جاوداں و جانفزا کیفیتیں اُس کے لئے راحتِ جاں بنتی ہیں تو کبھی فضاؤں میں گونجنے والے نغماتِ حسن اس کی توجہ کو مہمیز عطا کرتے ہیں۔ یہ کائناتِ آب و ِگل حسن وعشق کے ہنگاموں کا مرکز ہے جس میں حسن کبھی گلِ لالہ کی نرم و نازک پنکھڑیوں سے عیاں ہوتا ہے اور کبھی اُن کی دلفریب مہک سے۔ نغماتِ حسن کبھی آبشاروں میں سنائی دیتے ہیں اور کبھی دریاؤں اور نہروں کے سکوت میں۔ کہیں باغات کی دِلکش رونقیں چہرۂ حسن کو بے نقاب کرتی ہیں اور کہیں صحراؤں کی خاموشیاں۔ کہیں سمندروں کا بہاؤ حسن میں ڈھلتا دِکھائی دیتا ہے تو کہیں سبزہ زاروں کا پھیلاؤ۔ الغرض ہر سُو حسن کی جلوہ سامانیاں ہیں اور نگاہ و دِل خوب سے خوب تر کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

عالمِ آفاق کے نغماتِ حُسن کی صدائے بازگشت اَنفسی کائنات کے نہاں خانوں میں سنائی دے رہی ہے اور کائناتِ خارجی کی بے کراں وُسعتوں میں بھی، غرض یہ کہ حسین خواہشات ہر سُو مچل رہی ہیں۔ یہی خواہشات خوگرِ حُسن بھی ہیں اور پیکرِ حُسن بھی۔ تخیلات بھی حُسن سے سکون پاتے ہیں اور تصوّرات بھی اُسی کے مشتاق ہیں۔ اہلِ دل کبھی حُسن کو جلوَت میں تلاش کرتے ہیں، کبھی خلوَت میں۔ کوئی جلوۂ حُسن میں مست ہے اور کوئی تصورِ حُسن میں بے خود۔ اِس کارگہِ حیات میں ہر کوئی حُسن کا متلاشی ہے۔ کوئی ذوق و شوق کے مرحلے میں ہے تو کوئی جذب و کیف کے مقام پر، کوئی سوز و مستی میں ہے، کوئی وجد و حال میں، لیکن شبستانِ عشق میں ہر کسی کو نورِ حسن ہی کی کوئی نہ کوئی شعاع میسر ہے۔ دل کہتا ہے

کہ حُسن کے دِلفریب جلوے جو اِس قدر کثرت سے ہر طرف بکھرے پڑے ہیں، کہیں نہ کہیں اُن کا منبع ضرور ہو گا، کہیں نہ کہیں وہ سرچشمۂ حُسن یقیناً موجود ہو گا جہاں سے سب کے سب جمالیاتی سُوتے پھوٹ رہے ہیں۔ ہر خوب سے خوب تر کا وجود اور حسین سے حسین تر کا نشان یہ بتلاتا ہے کہ کہیں نہ کہیں حُسن و رعنائی کا آخری نظارہ بھی ہو گا، تلاشِ حُسن کا سفر کہیں تو ختم ہوتا ہو گا۔ آنکھیں کہتی ہیں، بیشک کہیں وہ آخری تصویرِ حسن بھی ہو گی جسے دیکھ کر جذبۂ تسکین کو بھی سکوں آ جائے۔ رُوح پکارتی ہے بلاشبہ کہیں وہ حریمِ ناز بھی ہو گا جہاں سب بے چینیاں ختم ہو جائیں اور راحتیں تکمیل کو پہنچ جائیں۔

آؤ! اُس حسن کی تلاش میں نکلیں اور اُس جمال کو اپنائیں جس کی ادائے ناز سے جہانِ رنگ و بو میں ہر سُو حسن و جمال کی جلوہ آرائی ہے۔ آؤ! جادۂ عشق کے رَہ نوردو! اِس صحرائے حیات میں دیکھو، وہ طُور پر سے ایک عاشق کی ندا آ رہی ہے، فضائے طلب میں اُس کی صدائے عشق بلند ہو رہی ہے، رُوح کے کانوں سے سنو، آواز آ رہی ہے:

رَبِّ أَرِنِیْ أَنْظُرْ إِلَيْكَ ۔ (۱)

’’اے میرے ربّ! مجھے (اپنا جلوہ) دِکھا کہ میں تیرا دِیدار کرلوں۔‘‘

نظارۂ حسن کی طلب کرنے والے حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ آپ علیہ السلام کس حسن کو پکار رہے ہیں؟ اُسی حُسن کو جو حُسنِ مطلق ہے، حُسنِ ازل ہے، حُسنِ کامل ہے، حُسنِ حقیقت ہے، اور جو ہر حُسن کا منبع و مصدر ہے، اور ہر حُسن کی اصل ہے۔ حسین جس کے حُسن کا تصوّر نہیں کر سکتے، جمیل جس کے جمال کا گمان نہیں کر سکتے۔

آپ علیہ السلام کو حریمِ ناز سے کیا جواب ملتا ہے! اِرشاد ہوا:

لَنْ تَرَانِیْ ۔ (۲)

(۱) القرآن، الاعراف، ۷:۱۴۳

(۲) القرآن، الاعراف، ۷:۱۴۳

’’تم مجھے (براہِ راست) ہرگز دیکھ نہ سکو گے۔‘‘

پھر...... عشق کی بیتابی دیکھ کر، اُس نے حُسنِ ذات کی بجائے حُسنِ صفات کا صرف ایک نقاب اُلٹا مگر

فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّ خَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا(۱)

’’پھر جب اُس کے رب نے پہاڑ پر (اپنے حُسن کا) جلوہ فرمایا تو (شدتِ اَنوار سے) اُسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔‘‘

موسیٰ زِ ہوش رفت بیک پرتوِ صفات

رُوحِ بیتاب پکارنے لگی: اے حسنِ مطلق! بیشک تو ہی حسین و جمیل ہے اور تو حسن و جمال سے محبت کرتا ہے، لیکن آنکھیں ترس گئی ہیں کہ تیرے حسنِ کامل کا نظارہ کسی پیکرِ محسوس میں دِکھائی دے تو اُسے دیکھیں۔

کبھی اے حقیقتِ منتظر! نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

اے لامکاں میں بسنے والے حسنِ تمام! عالمِ مکاں میں بھی اپنے حسنِ کامل کی جلوہ سامانی کر۔ تو عالمِ ہوّیت میں تو نور فگن ہے ہی، مطلعِ بشریت کو بھی اپنے پرتوِ حُسن و نور سے روشن کر۔ تو حسنِ بے مثال ہے، لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (اُس کے جیسا کوئی نہیں) کا مصداق تیرا ہی جمال ہے، تو ہی ہے جو کسی کے حسنِ سراپا کو اپنی شانِ مظہریت سے نوازتا ہے تاکہ عاشقانِ صادِق عالمِ ہست و بود میں تیرے حسن کا نقشِ کامل دیکھ سکیں، تیرے نور کا مظہرِ اَتمّ دیکھ سکیں۔ حریمِ ناز سے صدا آتی ہے: اَے حسن و جمالِ حق کے متلاشی! تیری تلاش تجھے مل چکی، تیرا سوال پورا ہو چکا، تیری مُراد بر آ چکی۔ اے متلاشئ حسنِ مطلق! یوں تو ہر سُو میرے ہی حسن کے جلوے ہیں:

فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ(۲)

(۱) القرآن، الاعراف، ۷:۱۴۳

(۲) القرآن، البقرہ، ۲:۱۱۵

’’تم جدھر بھی رُخ کرو اُدھر ہی اللہ کی توجہ ہے (یعنی ہر سمت ہی اللہ کی ذات جلوہ گر ہے)۔‘‘

لیکن میرے محبوبِ مکرم **محمد** ﷺ کا حسنِ سراپا عالمِ خلق میں میرے پرتوِ حسن کی کامل جلوہ گاہ ہے۔ **محمد** ﷺ کے مطلعِ ذات پر میرا آفتابِ حُسن شباب پر ہے۔ اُس پیکرِ حسن ونور کو دیکھ، یہی مظہرِ حسنِ حقیقت ہے اور یہی منظرِ جمالِ مطلق۔

جب یہ حقیقت واضح ہو چکی تو آؤ اُس حسنِ سراپا کی بات کریں جس سے مُردہ دِلوں کو زندگی، پژمُردہ رُوحوں کو تازگی وشیفتگی اور بے سکون ذِہنوں کو اَمن و آشتی کی دولت میسر آتی ہے۔ اللہ ربّ العزت نے حضرتِ اِنسان کو اَشرفُ المخلوقات بنایا ہے اور اُس کی تخلیق وتقویم بہترین شکل وصورت میں فرمائی ہے، اِرشادِ ربانی ہے:

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِيْ أَحْسَنِ تَقْوِيْمٍO (۱)

’’بیشک ہم نے اِنسان کو بہترین (اِعتدال اور توازُن والی) ساخت میں پیدا فرمایاO‘‘

اِس آیۂ کریمہ کا مفہوم بصراحت اِس اَمر پر دلالت کر رہا ہے کہ خلاّقِ عالم نے اِنسان کو دِیگر اَوصاف کے علاوہ بہترین شکل وصورت عطا فرمائی ہے اور اُسے بہ اِعتبارِ حسنِ صورت کائنات میں تخلیق کردہ ہر ذِی رُوح پر فوقیت اور برتری سے نوازا ہے۔

اِنسان حسنِ صورت و سیرت کا حسین اِمتزاج ہے

اِنسانی شخصیت کے دو پہلو ہیں: ایک ظاہر اور دُوسرا باطن۔ ظاہری پہلو اَعضاء و جوارِح سے تشکیل پاتا ہے۔ اِس تشکیل و ترتیب میں سر سے پاؤں تک تمام اَعضاء کے باہمی تناسب سے جو ہیئت ہمارے سامنے آتی ہے اُسے شکل وصورت کا نام دیا جاتا ہے۔ اَعضاء کے تناسب میں اگر اِعتدال و توازُن کارفرما ہو اور کوئی عضو ایسا نہ ہو جو بے جوڑ ہونے کی بنا پر اِنسانی جسم میں بے اِعتدالی کا مظہر قرار پائے تو ایسی صورت بلاشبہ حسین

(۱) القرآن، التین، ۹۵:۴

صورت سے تعبیر کی جائے گی جبکہ اِنسان کی باطنی شخصیت میں اَوصاف حمیدہ اور پسندیدہ عادات وخصائل کا جمع ہو جانا حسنِ سیرت کہلاتا ہے۔

تاریخ کے مختلف اَدوار میں اُن تمام برگزیدہ انبیاء و رُسل کی شخصیات، جو راہِ اِنسانیت سے ہٹے ہوئے لوگوں کی رُشد و ہدایت پر مامور ہوتے رہے، حسنِ صورت اور حسنِ سیرت کا حسین اِمتزاج ہیں۔ یہ وہ اَفراد تھے جن کا مقصدِ بعثت اورنصبُ العین ہر دَور میں گمراہی و ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکنے والے اِنسانوں کونورِ ہدایت سے حق و راستی کی جانب رہنمائی عطا کرنا تھا۔ اِس لئے اُن کے باطن کے ساتھ ساتھ اُن کے ظاہر کو بھی ہمیشہ پُرکشش بنایا گیا تاکہ لوگوں کی طبیعتیں مکمل طور پر اُن کی طرف راغب اور مانوس ہوں۔

اِس بزمِ ہستی میں وہ مبارک شخصیت جس میں حسنِ صورت اورحسنِ سیرت کے تمام محامد و محاسن بدرجۂ اَتمّ سمو دیئے گئے، پیغمبر آخر الزماں ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ اگر تمام ظاہری و باطنی محاسن کوایک وُجود میں مجتمع کر دیا جائے اور شخصی حُسن و جمال کے تمام مظاہر جو جہانِ آب و گِل میں ہرسُو منتشر دِکھائی دیتے ہیں، ایک پیکر میں اِس طرح یکجا دِکھائی دیں کہ اُس سے بہتر ترکیب و تشکیل ناممکن ہو تو وہ حُسن و جمال کا پیکرِ اَتمّ **محمد مصطفیٰ** ﷺ کے وجود میں ڈھلتا نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّم ہے کہ عالمِ اِنسانیت میں سرورِ کائنات فخرِ موجودات نبیٔ آخرالزماں ﷺ بحیثیتِ عبدِ کامل ظاہری و باطنی حسن و جمال کے اُس مرتبۂ کمال پر فائز ہیں جہاں سے ہر حسین کو خیراتِ حُسن مل رہی ہے۔ حُسن و جمال کے سب نقش و نگار آپ ﷺ کی صورتِ اَقدس میں بدرجۂ اَتمّ اِس خوبی سے مجتمع کر دیئے گئے ہیں کہ ازل تا اَبد اِس خاکدانِ ہستی میں ایسی مثال ملنا ناممکن ہے۔ گویا عالمِ بشریت میں آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات جامعِ کمالات بن کر منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی اور آپ ﷺ ہی وہ شاہکار قرار پائے جسے دیکھ کر دِل ونگاہ پکار اُٹھتے ہیں:

زِ فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

بابِ اَوّل

معجزانہ حُسن و جمال

جان لینا چاہیے کہ سرورِ دو عالم ﷺ کے علوِ مرتبت، رُوحانی کمالات و خصائص اور باطنی فضائل و محامد کے علاوہ آپ ﷺ کا بے مثل حسن و جمال بھی آپ ﷺ کا زِندۂ جاوید معجزہ ہے، جس کا تذکرہ کم و بیش سیرت کی تمام کتب میں موجود ہے۔ یہی سبب ہے کہ ہم آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کو جاننے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی صورتِ طیبہ کا ایک تحریری مرقع دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ سیرت کے ساتھ صورت سے بھی پیار پیدا ہو۔ یہ ایک مسلّمہ حقیقت بھی ہے کہ صورت، سیرت کی عکاس ہوتی ہے اور ظاہر سے باطن کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے کیونکہ اِنسان کا چہرہ اُس کے مَن کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ پہلی نظر ہمیشہ کسی شخصیت کے چہرے پر پڑتی ہے، اُس کے بعد سیرت و کردار کو جاننے کی خواہش دِل میں جنم لیتی ہے۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے اَحوال و فضائل اس نقطۂ نظر سے معلوم کرنے سے پہلے یہ جاننے کی خواہش فطری طور پر پیدا ہوتی ہے کہ اُس مبارک ہستی ﷺ کا سراپا، قد و قامت اور شکل وصورت کیسی تھی، جس کے فیضانِ نظر سے تہذیب و تمدّن سے ناآشنا خطہ ایک مختصر سے عرصے میں رشکِ ماہ و اَنجم بن گیا، جس کی تعلیمات اور سیرت و کردار کی روشنی نے جاہلیت اور توّہم پرستی کے تمام تیرہ و تار پردے چاک کر دیئے اور جس کے حیات آفریں پیغام نے چہار دانگِ عالم کی کایا پلٹ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ذاتِ خداوندی نے اُس عبدِ کامل اور فخرِ نوعِ اِنسانی کی ذاتِ اَقدس کو جملہ اَوصافِ سیرت سے مالا مال کر دینے سے پہلے آپ ﷺ کی شخصیت کو ظاہری حُسن کا وہ لازوال جوہر عطا کر دیا تھا کہ آپ ﷺ کا حسنِ صورت بھی حسنِ سیرت ہی کا ایک باب بن گیا تھا۔

سرورِ کائنات حضرت **محمد** ﷺ کے حسنِ سراپا کا ایک لفظی مرقع صحابۂ کرام اور تابعینِ عظام کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کو وہ حسن و جمال عطا کیا تھا کہ جو شخص بھی آپ ﷺ کو پہلی مرتبہ دور سے دیکھتا تو مبہوت ہو جاتا اور قریب سے دیکھتا تو مسحور ہو جاتا۔

ا۔ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر

حضور نبیٔ اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے محبوب اور مقرب نبی ہیں، اِس لئے باری تعالیٰ نے اَنبیائے سابقین کے جملہ شمائل و خصائص اور محامد و محاسن آپ ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں اِس طرح جمع فرما دیئے کہ آپ ﷺ افضلیت و اکملیت کا معیارِ آخر قرار پائے۔ اِس لحاظ سے حسن و جمال کا معیارِ آخر بھی آپ ﷺ ہی کی ذات ہے۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی اِس شانِ جامعیت و کاملیت کے بارے میں اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ۔ (۱)

”(یہی) وہ لوگ (پیغمبرانِ خدا) ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے، پس (اے رسولِ آخرالزماں!) آپ اُن کے (فضیلت والے سب) طریقوں (کو اپنی سیرت میں جمع کر کے اُن) کی پیروی کریں (تاکہ آپ کی ذات میں اُن تمام انبیاء و رُسل کے فضائل و کمالات یکجا ہو جائیں)۔“

آیتِ مبارکہ میں ہدایت سے مُراد انبیائے سابقہ کے شرعی اَحکام نہیں کیونکہ وہ تو آپ ﷺ کی بعثت کے ساتھ ہی منسوخ ہو چکے ہیں، بلکہ اِس سے مُراد وہ اَخلاقِ کریمانہ اور کمالاتِ پیغمبرانہ ہیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ کو تمام مخلوق پر فوقیت حاصل ہے۔ چنانچہ وہ کمالات و اِمتیازات جو دِیگر انبیاء علیہم السلام کی شخصیات میں فرداً فرداً موجود

(۱) القرآن، الانعام، ۶:۹۰

تھے آپ ﷺ میں وہ سارے کے سارے جمع کر دیئے گئے اور اِس طرح حضور نبیٔ اکرم ﷺ جملہ کمالاتِ نبوّت کے جامع قرار پا گئے۔

۱۔ **علامہ آلوسی** رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت اِمام قطبُ الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں:

أنه يتعين أن الإقتداء المأمور به ليس إلا فی الأخلاق الفاضلة و الصفات الكاملة، كالحلم و الصبر و الزهد و كثرة الشكر و التضرع و نحوها، و يكون فی الآية دليل على أنهﷺ أفضل منهم قطعا لتضمنها، أن الله تعالٰی هدى أولئك الأنبياء عليهم الصلٰوة و السلام إلٰی فضائل الأخلاق و صفات الكمال، و حيث أمر رسول اللهﷺ أن يقتدى بهداهم جميعًا امتنع للعصمة أن يقال: أنه لم يتمثل، فلا بدّ أن يقال: أنهعليه الصلوة والسلام قد امتثل و أتى بجميع ذالك، و حصل تلك الأخلاق الفاضلة التی فی جميعهم، فاجتمع فيه من خصال الكمال ما كان متفرقاً فيهم، و حينئذٍ يكون أفضل من جميعهم قطعا، كما أنه أفضل مِن كل واحدٍ منهم۔(۱)

’’یہ اَمر طے شدہ ہے کہ اِس آیت میں شریعت کے اَحکام کی اِقتداء کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اَخلاقِ حسنہ اور صفاتِ کاملہ مثلاً حلم، صبر، زُہد، کثرتِ شکر، عجز و اِنکساری وغیرہ کے حاصل کرنے کا حکم ہے۔ یہ آیتِ مقدسہ اِس اَمر پر قطعی دلیل کا درجہ رکھتی ہے کہ اِس اِعتبار سے حضور ﷺ تمام انبیاء و رُسل سے اَفضل و اَعلیٰ ہیں کیونکہ ربِ کائنات نے جو اَوصاف اور فضیلتیں اُن نبیوں اور رسولوں کو عطا کی ہیں اُن کے حصول کا آپ ﷺ کو حکم فرمایا گیا ہے،

(۱) آلوسی، روح المعانی، ۷: ۲۱۷

حضور ﷺ کی عصمت کے پیشِ نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ ﷺ نے اُن (فضیلتوں) کو حاصل نہیں کیا بلکہ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ ﷺ نے وہ خصائص اور کمالات جو دِیگر انبیاء و رُسل میں جدا جدا تھے اُن سب کو اپنی سیرت و کردار کا حصہ بنا لیا، اِس لئے حضور ﷺ جس طرح ہر نبی سے اُس کے اِنفرادی کمالات کے اعتبار سے اَفضل ہوئے اُسی طرح تمام انبیاء و رُسل سے اُن کے اِجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی اَفضل قرار پائے۔‘‘

درجِ بالا عبارت تحریر کرنے کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هو إستنباطٌ حسنٌ۔

’’یہ بہت ہی خوبصورت اِستنباط ہے۔‘‘

۲۔ آیتِ مذکورہ کے حوالے سے اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

إحتج العلماء بهذه الآية علٰى أن رسولنا ﷺ أفضل من جميع الأنبياء عليهم السلام۔(۱)

’’اہلِ علم نے اِس آیتِ مقدسہ سے اِستدلال کیا ہے کہ ہمارے رسول ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام سے اَفضل ہیں۔‘‘

۳۔ اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اِس موقف کی وجہِ اِستدلال کا ذِکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أنه تعالٰى لما ذكر الكل أمر محمداً عليه الصلوة والسلام **بأن يقتدى بهم بأسرهم، فكان التقدير كأنه تعالٰى أمر محمداً ﷺ أن يجمع من خصال العبودية و الطاعة كل الصفات التى كانت مفرقة فيهم بأجمعهم۔**(۲)

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۳: ۷۰

(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۱۳: ۷۱

’’آیتِ مذکورہ سے قبل اللہ رب العزت نے دیگر جلیل القدر انبیاء و رسل کا اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ذِکر فرمایا اور آخر میں حضور ﷺ کو یہ حکم دیا کہ (محبوب!) اُن (انبیاء و رُسل) کی ذواتِ مطہرہ میں جو بھی فرداً فرداً اَوصافِ حمیدہ ہیں اُن اَوصافِ حمیدہ کو اپنی ذات کے اندر جمع فرمالیجئے۔‘‘

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر آیتِ مذکورہ کا مفہوم اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

فکأنه سبحانه قال: ”إنا أطلعناك على أحوالهم و سيرهم، فاختر أنت منها أجودها و أحسنها، و كن مقتديا بهم فى كلها“ و هذا يقتضى أنه اجتمع فيه من الخصال المرضية ما كان متفرقاً فيهم فوجب أن يكون أفضل منهم۔(۱)

’’گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اے نبیِٔ مکرم! ہم نے آپ کو انبیاء و رُسل کے اَحوال اور سیرت و کردار سے آگاہ کر دیا۔ اَب آپ ان تمام (انبیاء و رُسل) کی سیرت و کردار کو اپنی ذات میں جمع فرما لیں۔‘‘ اِسی آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تمام اَخلاقِ حسنہ اور اَوصافِ حمیدہ جو متفرق طور پر انبیاء و رُسل میں موجود تھے آپ ﷺ کی سیرتِ مطہرہ میں اپنے شباب و کمال کے ساتھ جمع ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کو تمام انبیاء و رُسل سے اَفضل ماننا لازمی ہے‘‘۔

۴۔ رسولِ اوّل و آخر ﷺ کے محامد و محاسن کے ضمن میں شیخ عبدالحق محدث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

آں حضرت ﷺ را فضائل و کمالات بود، کہ اگر مجموع فضائلِ انبیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین را در جنب آن بنہند راجح آید۔(۲)

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۶: ۱۹۶

(۲) محدث دہلوی، شرح سفر السعادت: ۴۴۲

’’حضور ﷺ کے محاسن و فضائل اِس طرح جامعیت کے مظہر ہیں کہ کسی بھی تقابل کی صورت میں آپ ﷺ کے محاسن وفضائل کو ہی ترجیح حاصل ہو گی‘‘۔

اِس کائناتی سچائی کے بارے میں کوئی دُوسری رائے ہی نہیں کہ جملہ محامد و محاسن اور فضائل وخصائل جس شان اور اِعزاز کے ساتھ آقائے محتشم ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں ہیں اِس شان اور اِعزاز کے ساتھ کسی دُوسرے نبی یا رسول کی ذات میں موجود نہ تھے۔

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر رقمطراز ہیں:

خلائق در کمالاتِ انبیاء علیهم الصلوة و السلام حیران، و انبیاء همه در ذاتِ وے۔ کمالاتِ انبیاءِ دیگر محدود و معین است، اما ایں جا تعین و تحدید نگنجد و خیال و قیاس را بدرکِ کمالِ وے را نه بود۔(۱)

’’(اللہ رب العزت کی) تمام مخلوقات کمالاتِ انبیاء علیہم السلام میں اور تمام انبیاء و رُسل حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں متحیر ہیں۔ دِیگر انبیاء و رُسل کے کمالات محدُود اور متعین ہیں، جبکہ حضور ﷺ کے محاسن و فضائل کی کوئی حد ہی نہیں، بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی ممکن نہیں۔‘‘

۲۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا ظہورِ کامل

حضور سرورِ کونین ﷺ کی ذات حسن و کمال کا سرچشمہ ہے۔ کائناتِ حُسن کا ہر ذرّہ دہلیزِ مصطفیٰ ﷺ کا ادنیٰ سا بھکاری ہے۔ چمنِ دہر کی تمام رعنائیاں آپ ﷺ ہی کے دم قدم سے ہیں۔ ربِ کریم نے آپ ﷺ کو وہ جمالِ بے مثال عطا فرمایا کہ اگر اُس کا ظہورِ کامل ہو جاتا تو اِنسانی آنکھ اُس کے جلووں کی تاب نہ لا سکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے کمالِ حسن و جمال کو نہایت ہی خوبصورت اَنداز میں بیان کیا ہے۔

(۱) محدث دہلوی، مرج البحرین

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأيتُ رسول اللہ ﷺ فی ليلة إضحيان، فجعلت أنظر إلى رسول اللہ ﷺ و إلى القمر، و عليه حلة حمراء، فإذا هو عندی أحسن من القمر۔(۱)

''ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا اور اِدھر حضور ﷺ بھی تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپ ﷺ سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ اُس رات کبھی میں رسول اللہ ﷺ کے حسنِ طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند پر، پس میرے نزدیک حضور ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔''

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيتُ من ذی لمة أحسن فی حلّة حمراء من رسول اللہ ﷺ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۱۱۸، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۱۱
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۹، رقم: ۱۰
۳۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، مقدمہ، رقم: ۵۷
۴۔ ابو یعلی، المسند، ۱۳: ۴۶۴، رقم: ۷۴۷۷
۵۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۱۹۶
۶۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۰، رقم: ۱۴۱۷
۷۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۶۷

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۱۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۵
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۱، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۳
۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۱، رقم: ۴

←

’’میں نے کوئی زلفوں والا شخص سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔‘‘

۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا:

أکان وجه رسول اللہ ﷺ مثل السیف؟

’’کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟‘‘

تو اُنہوں نے کہا:

لا، بل مثل القمر۔(۱)

’’نہیں‘‘، بلکہ مثلِ ماہتاب تھا۔‘‘

۴۔ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ میں حضور ﷺ کی بعداز وِلادت پہلی زیارت کے تأثرات بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

.......۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۳

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۰

۸۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۲: ۱۶۰

۹۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۱۲، رقم: ۹۳۲۵

۱۰۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۸۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۳۳

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۰

۱۲۔ ابن قدامہ، المغنی، ۱: ۳۴۱

۱۳۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۱۵۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲، باب ما جاء فی خلق رسول اللہ

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، أبواب المناقب، رقم: ۳۶۳۶

۳۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۹

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۸۱

←

فأشفقتُ أن أوقظه من نومه لحسنه و جماله، فدنوتُ منه رويداً، فوضعتُ يدى على صدره فتبسّم ضاحكاً، ففتح عينيه ينظر إلىّ، فخرج من عينيه نورٌ حتى دخل خلال السماء۔(۱)

’’حضور ﷺ کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا پس میں آہستہ سے ان کے قریب ہوگئی۔ میں نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ مبارک پر رکھا پس آپ ﷺ مسکرا کر ہنس پڑے اور آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو آسمان کی بلندیوں میں پھیل گیا۔‘‘

۵۔ حضور ﷺ کے حسنِ دلرُبا کو چاندی سے ڈھال کر بنائی گئی دِیدہ زیب اشیاء سے تشبیہ دیتے ہوئے حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كأنّما صِيغَ من فضة۔(۲)

...... ۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۸، رقم: ۶۲۸۷

۶۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۴

۷۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۳: ۴۵۱، رقم: ۷۴۵۶

۸۔ رویانی، المسند، ۱: ۲۲۵، رقم: ۳۱۰

۹۔ ابن الجعد، المسند، ۱: ۳۷۵، رقم: ۲۵۷۲

۱۰۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۱۰

۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۷

۱۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۳۸۱

۱۳۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳، رقم: ۳۳۵۹

۱۴۔ ابو علا مبارک پوری، تحفۃ الاحوذی، ۱۰: ۸۰

(۱) نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۹

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۴۱

←

”حضور نبیٔ اکرم ﷺ (مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے) یوں معلوم ہوتے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں۔“

۳۔ کسی آنکھ میں مشاہدۂ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کی تاب نہ تھی

ربِ کائنات نے وہ آنکھ تخلیق ہی نہیں کی جو تاجدارِ کائنات ﷺ کے حسن و جمال کا مکمل طور پر مشاہدہ کر سکے۔ اَنوارِ محمدی ﷺ کو اس لئے پردوں میں رکھا گیا کہ اِنسانی آنکھ جمالِ مصطفےٰ ﷺ کی تاب ہی نہیں لا سکتی۔ اللہ ربّ العزت نے آپ ﷺ کا حقیقی حسن و جمال مخلوق سے مخفی رکھا۔

۱۔ اِمام زرقانی نے اپنی کتاب میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ایمان افروز قول نقل کیا ہے:

لم يظهر لنا تمام حسنه ﷺ، لأنّه لو ظهر لنا تمام حسنه لما أطاقت أعيننا رؤيته ﷺ۔(۱)

”حضور کا حسن و جمال مکمل طور پر ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اور اگر آقائے کائنات ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں حضور ﷺ کے جلوؤں کا نظارہ کرنے سے قاصر رہتیں۔“

۲۔ قولِ مذکور کے حوالے سے اِمام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ حافظ اِبن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کا

------ ۲۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۱۲

۳۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۰: ۲۹۷، رقم: ۵۴۳۷

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۹

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

۶۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۶۹

(۱) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۲۴۱

قول نقل کرتے ہیں:

وَ ما أحسن قول بعضهم: لم يظهر لنا تمام حسنه ﷺ۔ (۱)

’’بعض ائمہ کا یہ کہنا کہ حضور ﷺ کا تمام حسن و جمال ہم (یعنی مخلوق) پر ظاہر نہیں کیا گیا نہایت ہی حسین و جمیل قول ہے۔‘‘

۱۔ نبیِٔ بے مثال ﷺ کے حسن و جمال کا ذکرِ جمیل حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اِن اَلفاظ میں کرتے ہیں:

وَ ما كان أحد أحبّ إليّ مِن رسول الله ﷺ و لا أجل في عيني منه، و ما كنت أطيق أن أملأ عيني منه إجلالا لهٗ و لو سئلت أن أصفه ما أطقت لأني لم أكن أملأ عيني منه (۲)

’’میرے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی آپ ﷺ سے حسین تر تھا، میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کے مقدس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اگر کوئی مجھے آپ ﷺ کے محامد و محاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کرسکتا تھا کیونکہ (حضور رحمت عالم ﷺ کے حسنِ جہاں آرا کی چمک دمک کی وجہ سے) آپ ﷺ کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ

(۱) نبھانی، جواہر البحار، ۲:۱۰۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۱۱۲، کتاب الإیمان، رقم: ۱۲۱

۲۔ ابوعوانہ، المسند، ۱:۷۰، ۷۱، رقم: ۲۰۰

۳۔ ابراہیم بن محمد الحسینی، البیان والتعریف، ۱:۱۵۷، رقم: ۴۱۸

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴:۲۵۹

۵۔ ابونعیم، المسند المستخرج علی صحیح الامام مسلم، ۱:۱۹۰، رقم: ۳۱۵

۶۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۲:۳۰

تھا۔‘‘

۲۔ اِنسانی آنکھ کی بے بسی کا یہ عالم تھا کہ شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو اپنے آقا ﷺ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں دُرودوں کے گجرے اور سلاموں کی ڈالیاں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے تھے وہ آپ ﷺ کا رُوئے منوّر دیکھ کر اپنی آنکھیں ہتھیلیوں سے ڈھانپ لیا کرتے تھے، وہ خود فرماتے ہیں:

لما نظرتُ إلی أنوارہ ﷺ وضعتُ کفی علی عینی خوفاً من ذھاب بصری۔(۱)

’’میں نے جب حضور ﷺ کے اَنوار و تجلیات کا مُشاہدہ کیا تو اپنی ہتھیلی اپنی آنکھوں پر رکھ لی، اِس لئے کہ (رُوئے منوّر کی تابانیوں سے) کہیں میں بینائی سے ہی محروم نہ ہو جاؤں۔‘‘

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے کمالِ حسن کو بڑے ہی دِلپذیر انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ أَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِیۡ
وَ أَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّأً مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ
كَأَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَاءُ (۲)

(آپ ﷺ سے حسین تر میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں اور نہ کبھی کسی ماں نے آپ ﷺ سے جمیل تر کو جنم ہی دیا ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق بے عیب (ہر نقص سے پاک) ہے، (یوں دِکھائی دیتا ہے) جیسے آپ ﷺ کے ربّ نے آپ کی خواہش کے مطابق آپ ﷺ کی صورت بنائی ہے۔)

---

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۲:۴۵۰

(۲) حسان بن ثابت، دیوان: ۲۱

۵۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

آنحضرت بتمام از فرق تا قدم همه نور بود، که دیدهٔ حیرت درجمالِ با کمالِ وی خیره میشد مثل ماه و آفتاب تاباں و روشن بود، و اگر نه نقاب بشریت پوشیده بودی هیچ کس را مجال نظر و اِدراکِ حسنِ اُو ممکن نبودی۔(۱)

’’حضور رحمتِ عالم ﷺ سرِانور سے لے کر قدمِ پاک تک نور ہی نور تھے، آپ ﷺ کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتیں، آپ ﷺ کا جسمِ اَطہر چاند اور سورج کی طرح منوّر و تاباں تھا۔ اگر آپ ﷺ کے جلوہ ہائے حسن لباسِ بشری میں مستور نہ ہوتے تو رُوئے منوّر کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنا ناممکن ہو جاتا۔‘‘

۶۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علماءِ محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أنَّ جمال نبينا ﷺ كان فی غاية الكمال ...... لكن الله ستر عن أصحابه كثيرًا من ذالك الجمال الزاهر و الكمال الباهر، إذ لو برز إليهم لصعب النظر إليه عليهم۔(۲)

’’ہمارے نبی اکرم ﷺ کا حسن و جمالِ اَوجِ کمال پر تھا ...... لیکن ربِ کائنات نے حضور ﷺ کے جمال کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مخفی رکھا، اگر آپ ﷺ کا جمال پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا تو حضور ﷺ کے روئے تاباں کی طرف آنکھ اُٹھانا بھی مشکل ہو جاتا۔‘‘

۷۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر ’قصیدہ بُردہ شریف‘ کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

(۱) محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۱:۱۳۷

(۲) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۲:۹

أنه إذا ذكر على ميت حقيقى صارحياً حاضراً، و إذا ذكر علىٰ كافر و غافل جعل مؤمنا و هول ذاكرًا لكن الله تعالىٰ ستر جمال هذا الدر المكنون و كمال هذا الجوهر المصون لحكمة بالغة و نكتة سابقة و لعلها ليكون الايمان غيبيًّا و الأمور تكليفيًّا لا لشهود عينيا و العيان بديهيا أولئلا يصيرمزلقة لأقدام العوام و مزلة لتضر الجمال بمعرفة الملك العلّام ۔(۱)

''اگر خدائے رحیم و کریم حضور ﷺ کے اسمِ مبارک کی حقیقی برکات کو آج بھی ظاہر کردے تو اُس کی برکت سے مُردہ زندہ ہوجائے، کافر کے کفر کی تاریکیاں دُور ہوجائیں اور غافل دل ذکرِ الٰہی میں مصروف ہوجائے لیکن ربِ کائنات نے اپنی حکمتِ کاملہ سے حضور ﷺ کے اِس اَنمول جوہر کے جمال پر پردہ ڈال دیا ہے، شاید ربِ کائنات کی یہ حکمت ہے کہ معاملات کے برعکس اِیمان بالغیب پردہ کی صورت میں ہی ممکن ہے اور مشاہدۂ حقیقت اُس کے منافی ہے۔ حضور ﷺ کے حسن و جمال کو مکمل طور پر اِس لئے بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ کہیں ناسمجھ لوگ غلُوّ کا شکار ہوکر معرفتِ اِلٰہی سے ہی غافل نہ ہو جائیں۔''

۸۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والدِ ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی تو اُنہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بعض لوگ اُنہیں دیکھ کر بیہوش بھی ہو جاتے تھے، لیکن کیا سبب ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتیں۔ اس پر نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے، اگر وہ کماحقہٗ آشکار ہو جاتا تو لوگوں پر محویت و بے خودی کا عالم اِس سے کہیں بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا۔'' (۲)

---

(۱) ملا علی قاری، الزبدۃ فی شرح البردۃ: ۶۰

(۲) شاہ ولی اللہ، الدرّ الثمین: ۳۹

۹۔ اِمام محمد مہدی الفاسی رحمۃ اللہ علیہ نے الشیخ ابو محمد عبدالجلیل القصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

و حسن يوسف عليه السلام وغيره جزء من حسنه، لأنه على صورة اسمه خلق، و لو لا أن الله تبارك و تعالىٰ ستر جمال صورة محمد ﷺ بالهيبة و الوقار، و أعمىٰ عنه آخرين لما استطاع أحد النظر إليه بهذه الأبصار الدنياوية الضعيفة(۱)

''حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر حسینانِ عالم کا حسن و جمال حضور ﷺ کے حسن و جمال کے مقابلے میں محض ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ آپ ﷺ کے اسم مبارک کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حسن کو ہیبت اور وقار کے پردوں سے نہ ڈھانپا ہوتا اور کفار و مشرکین کو آپ ﷺ کے دیدار سے اندھا نہ کیا گیا ہوتا تو کوئی شخص آپ ﷺ کی طرف ان دنیاوی اور کمزور آنکھوں سے نہ دیکھ سکتا۔''

۱۰۔ مولانا اشرف علی تھانوی شیم الحبیب کے حوالے سے اِس بات کی تائید یوں کرتے ہیں:

أقول: و أمَّا عَدَمُ تعشُّقِ العوام عليه كما كان على يوسف عليه السلام فلغيرة الله تعالىٰ حتى لم يظهر جماله كما هو على غيره، كما أنه لم يظهر جمال يوسف كما هو إلا على يعقوب أو زليخا(۲)

''میں کہتا ہوں کہ (باوُجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ ﷺ پر اُس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرتِ الٰہی کے ہے کہ آپ ﷺ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا، جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت

(۱) محمد مہدی الفاسی، مطالع المسرّات: ۳۹۴

(۲) اشرف علی تھانوی، نشر الطیب: ۲۱۷

یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔‘‘

بقول شاعر:

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں لاکھوں ہی طور بنتے جو اِک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

۴۔ حسنِ سراپا کے بارے میں حضرت اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کا قول

سرخیلِ قافلۂ عشق حضرت اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں رِوایت منقول ہے کہ وہ اپنی والدہ کی خدمت گزاری کے باعث زندگی بھر حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں بالمشافہ زیارت کے لئے حاضر نہ ہو سکے، لیکن سرکارِ دوعالم ﷺ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت اور وارفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ اکثر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنے اُس عاشقِ زار کا تذکرہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے صحابہ کو ہدایت فرمائی کہ میرے وِصال کے بعد اویسِ قرنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر اُسے یہ خرقہ دے دینا اور اُسے میری اُمت کے لئے دعائے مغفرت کے لئے کہنا۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے وِصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اُن کے آبائی وطن ’قرن‘ پہنچے اور اُنہیں آپ ﷺ کا فرمان سنایا۔ اثنائے گفتگو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی فخرِ موجودات ﷺ کا دِیدار بھی کیا ہے؟ اُنہوں نے اِثبات میں جواب دِیا تو مسکرا کر کہنے لگے:

لَمْ تَرَيَا مِن رسولِ الله ﷺ اِلَّا ظِلَّہ۔ (۱)

’’تم نے حضور ﷺ کے حسن و جمال کا محض پرتو دیکھا ہے۔‘‘

---

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۳: ۶۷

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بعض صوفیا کرام کے حوالے سے فرماتے ہیں:

قال بعض الصوفية: أكثر الناس عرفوا اللهﷻ و ما عرفوا رسول اللہ ﷺ، لأنّ حجابَ البشريّةِ غطتْ أبصارَهم۔(۱)

''بعض صوفیا فرماتے ہیں: اکثر لوگوں نے اللہ ربّ العزت کا عرفان تو حاصل کر لیا لیکن حضور ﷺ کا عرفان اُنہیں حاصل نہ ہوسکا اِس لئے کہ بشریت کے حجاب نے اُن کی آنکھوں کو ڈھانپ رکھا تھا۔''

شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَ إنَّ مجموع نوره ﷺ لو وضع على العرش لذاب ...... و لو جمعت المخلوقات كُلّها و وضع عليها ذٰلِكَ النور العظيم لتهافتت و تساقطت۔(۲)

''اگر حضور ﷺ کے نورِ کامل کو عرشِ عظیم پر ظاہر کر دیا جاتا تو وہ بھی پگھل جاتا۔ اِس طرح اگر تمام مخلوقات کو جمع کر کے اُن پر حضور ﷺ کے اَنوارِ مقدّسہ کو ظاہر کر دیا جاتا تو وہ فنا ہو جاتے۔''

سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہے؟

شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ اِسی بات کی نشاندہی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

انبیاء مخلوق اند از أسماءِ ذاتیه حق و أولیاء از أسماءِ صفاتیه و بقیه کائنات از صفاتِ فعلیه و سید رسل مخلوق ست از ذاتِ حق و ظهورِ حق در وے بالذات ست۔(۳)

''تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام تخلیق میں اللہ ربّ العزت کے اَسمائے ذاتیہ کے

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۰

(۲) عبدالعزیز دباغ، الابریز: ۲۷۲

(۳) محدث دہلوی، مدارج النبوۃ، ۲: ۱۷۷

فیض کا پرتو ہیں اور اولیاء (اللہ کے) اَسمائے صفاتیہ کا اور باقی تمام مخلوقات صفاتِ فعلیہ کا پَر تَو ہیں لیکن سید المرسلین ﷺ کی تخلیق ذاتِ حق تعالیٰ کے فیض سے ہوئی اور حضور ﷺ ہی کی ذات میں اللہ ربّ العزت کی شان کا بالذّات ظہور ہوا۔‘‘

اِسی مسئلے پر اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لمّا تعلّقت إرادة الحق تعالى بإيجاد خلقه و تقدير رزقه، أبرز الحقيقة المحمدية من الأنوار الصمدية فى الحضرة الأحدية، ثم سلخ منها العوالم كلها علوها و سفلها على صورة حكمه(۱)

’’جب خدائے بزرگ و برتر نے عالم خلق کو ظہور بخشنے اور اپنے پیمانۂ عطا کو جاری فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے انوارِ صمدیت سے براہ راست حقیقتِ محمدیہ ﷺ کو بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا اور پھر اس ظہور کے فیض سے تمام عالم پست و بالا کو اپنے امر کے مطابق تخلیق فرمایا۔‘‘

اِسی لئے حضور ﷺ نے اِرشاد فرمایا تھا:

يا أبابكر! والذى بعثنى بالحق! لم يعلمنى حقيقةً غير ربى(۲)

’’اے ابوبکر! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا، میری حقیقت میرے پروردگار کے سوا کوئی دُوسرا نہیں جانتا۔‘‘

حضور ﷺ کا فرمان مذکورہ بالا تمام اَقوال کی نہ صرف توثیق کرتا ہے بلکہ اُن پر مہرِ تصدیق بھی ثبت کرتا ہے۔

۵۔ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی عظمتوں کا راز دان

جس طرح اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کی حقیقت

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱:۵۵

(۲) محمد فاسی، مطالع المسرات: ۱۲۹

کو اپنی مخلوقات سے مخفی رکھا اور تجلیاتِ مصطفیٰ ﷺ کو پردوں میں مستور فرمایا، اِسی طرح آپ ﷺ کے اوصافِ ظاہری کو بھی وہی پروردگارِ عالم خوب جانتا ہے۔ محدثین، مفسرین اور علمائے حق کا یہ اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کے اوصافِ ظاہری کی حقیقت بھی مکمل طور پر مخلوق کی دسترس سے باہر ہے۔ اس ضمن میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور تابعین عظام نے جو کچھ بیان فرمایا ہے وہ بطور تمثیل ہے۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ رسولِ محتشم ﷺ کی حقیقت کو اُن کے خالق کے سوا کوئی نہیں جانتا، اس لئے کہ

آں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

۱۔ امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و من وصفه ﷺ فإنما وصفه على سبيل التمثيل وإلا فلا يعلم أحد حقيقة وصفه إلا خالقه (۱)

''جس کسی نے حضور ﷺ کے اَوصاف بیان کئے بطور تمثیل ہی کئے ہیں، اُن کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔''

۲۔ امام علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كانت صفاته ﷺ الظاهرة لا تدرك حقائقها ۔(۲)

''حضور ﷺ کی صفاتِ ظاہرہ کے حقائق کا اِدراک بھی ممکن نہیں۔''

۳۔ اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

هذه التشبيهات الواردة فى حقه عليه الصلوة والسلام إنما هى على سبيل التقريب و التمثيل و إلا فذاته أعلى ۔(۳)

''اَسلاف نے حضور ﷺ کے اَوصاف کا جو تذکرہ کیا ہے یہ بطورِ تمثیل ہے،

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۹
(۲) حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۴
(۳) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱: ۲۴۹

ورنہ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس اور مقام اُس سے بہت بلند ہے۔‘‘

۴۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مرا در تکلم در اَحوال و صفاتِ ذاتِ شریفِ وی و تحقیق آں حرجے تمام است که آں مُتشابه ترین مُتشابہات است نزدِ من که تأویلِ آں هیچ کس جُز خدا نداند و هر کسے هر چه گوید بر قدر و اندازۂ فهم و دانش گوید و اُو ﷺ از فهم و دانشِ تمام عالم برتر است۔(۱)

’’میں نے حضور علیہ السلام کے محامد و محاسن پر اِظہارِ خیال کرتے ہوئے ہمیشہ ہچکچاہٹ محسوس کی ہے، کیونکہ (میں سمجھتا ہوں کہ) وہ ایسے اہم ترین متشابہات میں سے ہیں کہ اُن کی حقیقت پروردگارِ عالم کے سوا کوئی دُوسرا نہیں جانتا۔ جس نے بھی حضور ﷺ کی توصیف بیان کی اُس نے اپنے فہم و فراست کے مطابق بیان کی اور حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس تمام اہلِ عالم کی فہم و دانش سے بالا ہے۔‘‘

۶۔ حُسنِ مصطفیٰ ﷺ اور تقاضائے اِیمان

اَقلیمِ رسالت کے تاجدار حضور رسالتِ مآب ﷺ مسندِ محبوبیت پر یکتا و تنہا جلوہ اَفروز ہیں۔ آپ ﷺ کا باطن بھی حسنِ بے مثال کا مرقع اور ظاہر بھی اَنوار و تجلیات کا آئینہ دار ہے۔ جہاں نقطۂ کمال کی انتہاء ہوتی ہے وہاں سے حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی اِبتدا ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کے حسن و جمال کو بے مثل ماننا اِیمان و اِیقان کا بنیادی جزو ہے۔ کسی شخص کا اِیمان اُس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک وہ نبئ بے مثال

(۱) محدث دہلوی، شرح فتوح الغیب: ۳۴۰

ﷺ کو باعتبار صورت و سیرت اِس کائناتِ ہست و بود کی تمام مخلوقات سے اَفضل و اَکمل تسلیم نہ کرلے۔

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

من تمام الإيمان به إعتقادٌ أنه لم يجتمع فِيْ بَدَنِ آدمی من المحاسن الظاهرة الدالة على محاسنه الباطنة، ما اجتمع فى بَدَنِهٖ عليه الصلوة و السلام۔(۱)

’’کسی شخص کا اِیمان اُس وقت تک مکمل ہی نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ اِعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ آپ ﷺ کے وُجودِ اَقدس میں ظاہری و باطنی محاسن و کمالات ہر شخص کی ظاہری و باطنی خوبیوں سے بڑھ کر ہیں۔‘‘

۲۔ شیخ اِبراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و مِمَّا يتعيّن على كلّ مكلّف أن يعتقد أنّ الله سبحانه تعالى أوجد خَلْقَ بدنه ﷺ على وجه لم يُوجد قبله ولابعده مثله(۲)

’’مسلمانانِ عالم اِس بات پر متفق ہیں کہ ہر شخص کے لئے سرکارِ دوعالم ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ربِ کائنات نے حضور ﷺ کے بدنِ اطہر کو اِس شان سے تخلیق فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو آپ ﷺ کے مثل نہ بنایا۔‘‘

۳۔ اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

إنّ من تمام الإيمان بهﷺ الإيمان بأنّ الله تعالىٰ جعل خلق بدنه

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۰

(۲) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ:۱۴

الشريف علی وجه لم يظهر قَبْلَهٗ و لا بعده خلق آدمی مثلهﷺ۔(۱)

''یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ اِیمان کی تکمیل کے لئے (بندۂ مومن کا) یہ اِعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو حضور ﷺ سے پہلے اور نہ بعد میں ہی کسی کو آپ ﷺ کی مثل حسین وجمیل بنایا۔''

۴۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ذاتِ گرامی پر اِیمان کی تکمیل کے موضوع پر اِمام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مِن تمامِ الإيمان به عليه الصلوة و السلام: الإيمان به بأنّه سبحانهٗ خلق جسدهٗ علی وجهٍ لم يظهرُ قبلهٗ و لا بعدهٗ مِثلهٗ(۲)

''اِیمان کی تکمیل کے لئے اِس بات پر اِیمان لانا ضروری ہے کہ ربِ کائنات نے حضور ﷺ کا وُجودِ اقدس حسن و جمال میں بے نظیر و بے مثال تخلیق فرمایا ہے۔''

۵۔ اِمام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و قد صرّحوا بأنّ مِن كمال الإيمان إعتقاد أنه لم يجتمعُ فی بدن إنسان من المحاسن الظاهرة، ما اجتمع فی بدنهﷺ۔(۳)

''تمام علماء نے اِس اَمر کی تصریح کر دی ہے کہ کسی اِنسان کا اِیمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ عقیدہ نہ رکھے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ اَقدس میں پائے جانے والے محامد و محاسن کا کسی دُوسرے شخص میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں۔''

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۱:۲۴۸

(۲) سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۷

(۳) مناوی، شرح الشمائل برحاشیہ جمع الوسائل، ۱:۲۲

۶۔ مذکورہ عقیدے پر پختہ یقین رکھنے کے حوالے سے حافظ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:

انه يجب عليك أن تعتقد أنّ من تمام الإيمان به عليه الصلوة و السلام: الإيمان بأن الله تعالىٰ أوجد خلق بدنه الشريف على وجه، لم يظهر قبله و لا بعده فى آدمى مثلهﷺ۔(۱)

’’(اے مسلمان!) تیرے اُوپر واجب ہے کہ تو اِس اِعتقاد کو حضور ﷺ پر اِیمانِ کامل کا تقاضا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور ﷺ کے جسم مبارک کو حسین و جمیل اور کامل بنایا ہے اُس طرح آپ ﷺ سے پہلے یا بعد میں کسی بھی شخص کو نہیں بنایا۔‘‘

۷۔ پیکرِ مقدّس کی رنگت

نبیِٔ اکرم ﷺ کے جسمِ مبارک کی رنگت سفید تھی، لیکن یہ دودھ اور چونے جیسی سفیدی نہ تھی بلکہ ملاحت آمیز سفیدی تھی جو سُرخی مائل تھی۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی رنگت کو چاندی اور گلاب کے حسین امتزاج سے نسبت دی ہے، کسی نے سفید مائل بہ سُرخی کہا ہے اور کسی نے سفید گندم گوں بیان کیا ہے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

كان أنورهم لونًا۔(۲)

’’حضور ﷺ رنگ روپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ پُرنور تھے۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جسمِ اطہر کی رنگت کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۲: ۱۰۱

(۲) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۰

کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس لوناً۔(۱)

’’حضور ﷺ رنگت کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔‘‘

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أزھر اللون۔(۲)

’’حضور ﷺ کا رنگ سفید چمکدار تھا۔‘‘

۴۔ حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے:

و لا بالأبیض الأمھق و لیس بالادم۔(۳)

---

(۱) ا۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۲۱

۲۔ یہی روایت ابن سعد نے ’الطبقات الکبریٰ (۱:۴۱۵)‘ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔

(۲) ا۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰

۲۔ دارمی، السنن، ۱:۴۵، رقم: ۶۱

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۲۸

(۳) ا۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۵

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۲۳

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۲۹۸، رقم: ۶۳۸۷

۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵:۴۰۹، رقم: ۹۳۱۰

۶۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱:۲۰۵، رقم: ۳۲۸

۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۴۸، رقم: ۱۴۱۲

۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۳، ۴۱۸

۹۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶:۵۶۹، رقم: ۳۳۵۴

۱۰۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۱، رقم: ۱۷

۱۱۔ طبری، تاریخ، ۲:۲۲۱

’’آپ ﷺ کا رنگ نہ تو بالکل سفید اور نہ ہی گندمی تھا۔‘‘

۵۔ حضرت جریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ کو جب یہ کہتے سنا:

رأیتُ رسول اللہ ﷺ و ما علی وجہ الأرض رجل رأہ غیری۔

’’میں نے رسولِ محتشم ﷺ کی زیارت کی ہے اور آج میرے سوا پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جسے حضور ﷺ کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو۔‘‘

تو میں عرض پرداز ہوا:

فکیف رأیتہ؟

آپ نے حضور ﷺ کو کیسا دیکھا؟

تو اُنہوں نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا:

کان أبیض ملیحا مقصَّدًا(۱)

’’حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید، جاذبِ نظر اور قد میانہ تھا۔‘‘

۷۔ امام ترمذی حضرت ابوطفیل رحمۃ اللہ علیہ ہی سے روایت کرتے ہیں:

کان أبیض ملیحا مقصدًا(۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۱۸۲۰، کتاب الفضائل، رقم:۲۳۴۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۴۵۴
۳۔ بزار، المسند، ۷:۲۰۵، رقم: ۲۷۷۵
۴۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱:۲۷۶، رقم: ۷۹۰
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۷، ۴۱۸
۶۔ فاکہی، اخبار مکہ، ۱:۳۲۶، رقم: ۶۶۴
(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۶
۲۔ خطیب بغدادی، الکفایہ فی علم الروایہ، ۱:۱۳۷

’’حضور ﷺ کا رنگ مبارک سفید، جاذب نظر اور قد میانہ تھا۔‘‘

۸۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أبيض مُشرباً بِحُمْرة۔(۱)

’’حضور ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حَسین امتزاج تھا۔‘‘

۹۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان أبيض تعلوه حمرة۔(۲)

’’حضور ﷺ کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حسین مرقع تھا۔‘‘

۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان لونُ رسولِ الله ﷺ أسمر۔(۳)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۱۱۶، رقم: ۹۴۴

۲۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۳:۸

۳۔ ابن حبان، الثقات، ۷:۴۴۸، رقم: ۱۰۸۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۹

۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۰

۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۳

۷۔ امام صالحی، سُبل الھدیٰ والرشاد، ۲:۱۰

(۲) ۱۔ رویانی، مسند الرویانی، ۲:۳۱۸، رقم: ۱۲۸۰

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰:۱۸۳، رقم: ۱۰۳۹۷

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۶

۴۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۲۳

(۳) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۱۹۷، رقم: ۶۲۸۶

۲۔ مقدسی، الأحادیث المختارہ، ۵:۳۰۹، رقم: ۱۹۵۵

۳۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱:۵۲۱، رقم: ۲۱۱۵

۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۱۰

’’نبیٔ اکرم ﷺ کی رنگت (کی سفیدی) گندم گوں تھی۔‘‘

۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أبیض کأنّما صیغ مِن فضّۃٍ(۱)

’’آپ ﷺ سفید رنگت والے تھے گویا آپ ﷺ کا جسم مبارک چاندی سے ڈھالا گیا ہو۔‘‘

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اما لونِ آنحضرت روشن و تاباں بود و اتفاق دارند جمہور اصحاب بربیاض لونِ آں ﷺ، و وصف کردند او را بابیض و بعضے گفتند کان ابیض ملیحا و در روایتے أبیض ملیح الوجہ و ایں احتمال دارد کہ مراد وصف کہ بیاض و ملاحت و صفت زائدہ برائے بیان حسن و جمال و لذت بخشی و دلربائی دیدار جان افزای وے ﷺ باشد۔(۲)

’’حضور ﷺ کا مبارک رنگ خوب روشن اور چمکدار تھا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہیں کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کا رنگ سفید تھا، اسی چیز کو احادیثِ نبوی میں لفظ ’’أبیض‘‘ سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں ’’کان أبیض ملیحا‘‘ اور بعض روایات میں ’’أبیض ملیح الوجہ‘‘ جیسے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ ان سے مراد بھی حضور ﷺ کے رنگ کی سفیدی بیان کرنا مقصود ہے، باقی ملاحت کا ذکر بطور صفتِ زائدہ ہے اور اس لئے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ حضور ﷺ کی زیارت سے جو لذت اور تسکینِ روح و جاں حاصل ہوتی ہے،

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۵، رقم: ۱۱
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱: ۲۶

اس پر دلالت کرے۔‘‘

نبیٔ اکرم ﷺ کا حُسن و جمال بے مثال تھا۔ جسمِ اطہر کی رنگت، نور کی کرنوں کی رِم جھم اور شفق کی جاذبِ نظر سُرخی کا حسین امتزاج تھی۔ آپ ﷺ کے حُسن و جمال کو کائنات کی کسی مخلوق سے بھی تشبیہ نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی الفاظ میں جلوہ ہائے محبوب ﷺ کا نقشہ کھینچا جا سکتا ہے، اس لئے کہ ہر لفظ اور ہر حرف حضور ﷺ کی شانِ اقدس سے فروتر ہے۔ یہاں جذبات واحساسات کی بیساکھیاں بھی ٹوٹ جاتی ہیں۔

روایات میں تطبیق

امام عبدالروف مناوی رحمۃ اللہ علیہ ان تمام روایات کو بیان فرمانے کے بعد رقمطراز ہیں:

فثبت بمجموع هذه الروايات أن المراد بالسمرة حمرة تخالط البياض، و بالبياض المثبت ما يخالط الحمرة، و أما وصف لونه في أخبار بشدة البياض فمحمول على البريق و اللمعان كما يشير إليه حديث كأن الشمس تحرك في وجهه ۔(۱)

’’ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ جن میں لفظ سمرہ کا ذکر ہے، وہاں اس سے مراد وہ سُرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو، اور جن میں سفیدی کا ذکر ہے اس سے مُراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سُرخی ہو اور بعض روایات میں جو حضور ﷺ کے مبارک رنگ کو بہت زیادہ سفید بیان کیا گیا ہے، اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کے چہرۂ انور میں آفتاب محوِخرام رہتا ہے۔‘‘

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ’جمع الوسائل‘ میں امام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

(۱) مناوی، حاشیہ برجمع الوسائل، ۱:۱۳

قال العسقلانی: تبین من مجموع الروایات أنّ المراد بالبیاض المنفی ما لا یخالطه الحمرة، و المراد بالسمرة الحمرة التی یخالطها البیاض۔(۱)

’’امام عسقلانی نے فرمایا: ان تمام روایات سے واضح ہوتا ہے کہ صرف سفیدی سے مراد وہ سفید رنگت ہے جس میں سرخی کی آمیزش نہ ہو اور ’’سمرہ‘‘ سے مراد وہ سرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو۔‘‘

۸۔ حضور ﷺ : پیکرِ نظافت و لطافت

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی جسمانی وجاہت اور حسن و رعنائی قدرت کا ایک عظیم شاہکار تھی جس کو آپ ﷺ کی نفاست پسندی اور نظافت وطہارت کی عادت شریفہ نے چار چاند لگا دیئے تھے۔ آپ ﷺ سرتاپا پاکیزگی کا پیکر تھے۔ جسم اطہر ہر طرح کی آلائشوں سے پاک وصاف تھا۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ رقیق البشرة۔(۲)

’’حضور ﷺ کا جسمِ اقدس نہایت نرم و نازک تھا۔‘‘

۲۔ آپ ﷺ کے عم محترم حضرت ابوطالب فرماتے ہیں:

واللہ ما ادخلته فراشی فاذا هو فی غایة اللین۔(۳)

’’خدا کی قسم! جب بھی میں نے حضور ﷺ کو اپنے ساتھ بستر میں لٹایا تو آپ ﷺ کے جسم اطہر کو نہایت ہی نرم و نازک پایا۔‘‘

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۳

(۲) ابن جوزی، الوفا:۴۰۹

(۳) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱:۲۱۴

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

ما مَسِسْتُ حريرًا ولا ديباجا ألين من كف رسول الله ﷺ۔(۱)

’’میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو مَس نہیں کیا جو نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک ہتھیلی سے زیادہ ملائم ہو۔‘‘

حضور ﷺ ظاہری صفائی و پاکیزگی کا بھی خصوصی اہتمام فرماتے تھے، نفاست پسندی میں اپنی مثال آپ تھے۔ اگرچہ جسمِ اطہر ہر قسم کی آلائش سے پاک تھا اور قدرت نے اس پاکیزگی کا خصوصی اہتمام فرمایا تھا، تاہم حضور ﷺ اپنے لباس اور جسم کی ظاہری پاکیزگی کو بھی خصوصی اہمیت دیتے تھے۔

شبِ میلاد جب آپ ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے اس وقت بھی ہر لمحہ پاکیزگی اور طہارت کا مظہر بن گیا، عام بچوں کے برعکس جسمِ اطہر ہر قسم کی آلائش اور میل کچیل سے پاک تھا۔

۴۔ حضور ﷺ کی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ولدته نظيفاً ما به قذر۔(۲)

’’میں نے آپ ﷺ کو اس طرح پاک صاف جنم دیا کہ آپ کے جسم پر کوئی

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۳۰، رقم: ۱۳۸۲۳
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۱، رقم: ۶۳۰۳
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸
۷۔ ابو یعلی، المسند، ۶: ۱۲۸، رقم: ۳۴۰۰
۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸
(۲) خفاجی، نسیم الریاض، ۱: ۳۶۳

میل نہ تھا۔‘‘

۵۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

ولدته أمّه بغير دم و لا وجع۔(۱)

’’آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے آپ ﷺ کو بغیر خون اور تکلیف کے جنم دیا۔‘‘

تاجدارِ کائنات ﷺ کے جسم اطہر کی سی شانِ نظافت اللہ رب العزت نے آج تک کسی کو عطا نہیں کی۔ آپ ﷺ جہاں حسن و جمال کے پیکر اتم تھے وہاں نظافت و طہارت میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔

۹۔ بے سایہ پیکرِ نور

کتب احادیث میں درج ہے کہ آپ ﷺ کا مقدس جسم اتنا لطیف تھا کہ آپ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

۱۔ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كان لا ظلّ لشخصه فی شمس و لا قمر لأنه كان نورًا۔(۲)

’’سورج اور چاند (کی روشنی میں) آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ ﷺ سراپا نور تھے۔‘‘

۲۔ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الخصائص الکبریٰ میں روایت نقل فرماتے ہیں:

ان ظله كان لا يقع على الأرض، وأنه كان نورًا فكان إذا مشى فی

(۱) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱:۱۶۵

(۲) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱:۵۲۲

۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۱۲

۳۔ خازن، لباب التأویل فی معانی التنزیل، ۳:۳۲۱

۴۔ نسفی، المدارک، ۳:۱۳۵

۵۔ مقری، تلمسانی، فتح المتعال فی مدح النعال: ۵۱۰

الشمس أو القمر لا ينظر له ظلّ۔(۱)

’’حضور ﷺ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، کیونکہ آپ ﷺ سراپا نور تھے، پس جب آپ ﷺ سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ ﷺ کا سایہ نظر نہ آتا۔‘‘

۳۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لم يكن لها ظل في شمس و لا قمر۔(۲)

’’شمس و قمر (کی روشنی) میں آپ ﷺ کا سایہ نہ ہوتا۔‘‘

۱۰۔ پیکرِ دلنواز کی خوشبوئے عنبریں

تاجدارِ کائنات ﷺ جہاں خوشبو کو پسند فرماتے وہاں آپ ﷺ کے بدن مبارک سے بھی نہایت نفیس خوشبو پھوٹتی تھی جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مشامِ جاں معطر رہتا۔ جسمِ اطہر کی خوشبو ہی اتنی نفیس تھی کہ کسی دوسری خوشبو کی ضرورت نہ تھی۔ دُنیا کی ساری خوشبوئیں جسمِ اطہر کی خوشبوئے دلنواز کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھیں۔ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی روایات مروی ہیں۔

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے صبحِ میلاد کے حوالے سے تاجدارِ کائنات ﷺ کی والدہ ماجدہ کا ایک دلنشین قول یوں نقل کیا ہے:

نظرتُ إليه فإذا هو كالقمر ليلة البدر، ريحه يسطع كالمسك الأذفر۔(۳)

---

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۲

۲۔ ابن شاہین، غایۃ السؤل فی سیرۃ الرسول، ۱:۲۹۷

(۲) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵:۵۲۴

(۳) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵:۵۳۱

’’میں نے آپ ﷺ کی زیارت کی تو میں نے آپ ﷺ کے جسمِ اقدس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا، جس سے تروتازہ کستوری کے حلقے پھوٹ رہے تھے۔‘‘

(ا) وادئ بنو سعد میں خوشبوؤں کے قافلے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب حضور ﷺ کو رضاعت کے لئے اپنے گھر کی طرف لے کر چلیں تو راستے خوشبوؤں سے معطر ہو گئے۔ وادئ بنو سعد کا کوچہ کوچہ حضور نبئ اکرم ﷺ کے بدنِ اقدس کی نفیس خوشبو سے مہک اٹھا۔

۱۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

و لما دخلت به إلی منزلی لم يبق منزل من منازل بنی سعد إلا شممنا منه ريح المسك۔(۱)

’’جب میں حضور ﷺ کو اپنے گھر لائی تو قبیلہ بنو سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس سے ہم نے کستوری کی خوشبو محسوس نہ کی۔‘‘

۲۔ حضور نبئ اکرم ﷺ کے بچپن کے بارے میں ایک روایت حضرت ابوطالب کے حوالے سے بھی ملتی ہے، وہ فرماتے ہیں:

فإذا هو فی غاية اللين وطيب الرائحة كأنه غمس فی المسك۔(۲)

’’آپ ﷺ کا جسمِ اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبو دار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبویا ہوا ہو۔‘‘

۳۔ خوشبوؤں کا قافلہ عمر بھر قدم قدم آپ ﷺ کے ہمرکاب رہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱:۳۸۷
(۲) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱:۲۱۴

روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أحسن الناس لوناً وأطيب الناس ريحاً(١)

’’رسول اللہ ﷺ رنگ کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور خوشبو کے لحاظ سے سب سے زیادہ خوشبودار۔‘‘

(٢) خوشبو حضور ﷺ کے پیکرِ اطہر کا حصہ تھی

اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ یہ خوشبو آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی تھی نہ کہ وہ خوشبو جو آپ استعمال کرتے۔ ذاتِ اقدس کسی خوشبو کی محتاج نہ تھی بلکہ خود خوشبو جسمِ اطہر سے نسبت پا کر معتبر ٹھہری۔ اگر حضور ﷺ خوشبو کا استعمال نہ بھی فرماتے تب بھی جسمِ اطہر کی خوشبو سے مشامِ جاں معطر رہتے۔

١۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

كانت هذه الريح الطيبة صفتها و إن لم يمس طيبا(٢)

’’مہک حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کی صفات میں سے تھی، اگرچہ آپ ﷺ نے خوشبو استعمال نہ بھی فرمائی ہوتی۔‘‘

٢۔ امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی تصریح کرتے ہیں:

ان هذه الرائحة الطيبة كانت رائحة رسول الله ﷺ من غير طيب۔(٣)

’’یہ پیاری مہک آپ ﷺ کے جسمِ مقدسہ کی تھی نہ کہ اُس خوشبو کی جسے آپ ﷺ استعمال فرماتے تھے۔‘‘

(١) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ١:٣٢١
(٢) نووی، شرح صحیح مسلم، ٢:٢٥٦
(٣) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ٢:٨٨

٣۔ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی اس منفرد خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

ریحھا الطیبۃ طبعیاً خلقیاً خصہ اللہ بہ مکرمۃ و معجزۃ لھا(١)

’’اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر میں خلقتاً اور طبعًا مہک رکھ دی تھی۔‘‘

٤۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

یکے از طبقاتِ عجیبِ آنحضرت طیبِ ریح است کہ ذاتی وے ﷺ بود بی آنکہ استعمال طیب از خارج کند و ہیچ طیب بداں نمی رسد۔(٢)

’’حضور ﷺ کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کرسکتی۔‘‘

٥۔ علامہ احمد عبدالجواد الدومی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ طیبا من غیر طیب، و لکنہ کان یتطیب و یتعطر توکیدا للرائحۃ و زیادۃ فی الإذکاء۔(٣)

’’حضور ﷺ کا جسمِ اقدس خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن حضور ﷺ اس کے باوجود پاکیزگی و نظافت میں اضافے کے لئے خوشبو استعمال فرمالیتے تھے۔‘‘

---

(١) خفاجی، نسیم الریاض، ١:٣٤٨

(٢) محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ١:٢٩

(٣) دومی، الاتحافات الربانیہ: ٢٦٣

۶۔ شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و قد کان ﷺ طیب الرائحة، و ان لم یمس طیبا کما جاء ذلک فی الأخبار الصحیحة لکنه کان یستعمل الطیب زیادة فی طیب الرائحة۔(۱)

’’احادیثِ صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب ﷺ کے جسمِ اطہر سے خوشبو کی دلآویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں، آپ ﷺ خوشبو کا استعمال فقط خوشبو میں اضافہ کے لئے کرتے۔‘‘

(۳) بعداز وصال بھی خوشبوئے جسمِ رسول ﷺ عنبرفشاں تھی

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

غسلت النبی ﷺ، فذھبت أنظر ما یکون من المیت، فلم أجد شیئا، فقلت: طبت حیا و میتا۔(۲)

’’میں نے رسالت مآب ﷺ کو غسل دیا، جب میں نے حضور ﷺ کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر مُردوں سے خارج ہوتی ہے تو پکار اٹھا کہ اللہ کے محبوب! آپ ﷺ ظاہری حیات اور بعد از وصال دونوں حالتوں میں پاکیزگی کا سرچشمہ ہیں۔‘‘

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

وسطعت منه ریح طیبة لم نجد مثلھا قط۔(۳)

’’(غسل کے وقت) حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو کے حلّے شروع

(۱) ابراہیم بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۰۹

(۲) قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۸۹

(۳) قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۸۹

ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی ہے۔‘‘

۳۔ ایک دوسری روایت میں مذکور ہے:

فاح ريح المسك في البيت لما في بطنه ۔(۱)

’’تمام گھر اس خوشبو سے مہک اٹھا جو آپ ﷺ کے شکمِ اطہر میں موجود تھی۔‘‘

۴۔ یہ روایت ان الفاظ میں بھی ملتی ہے کہ جب شکمِ اطہر پر ہاتھ پھیرا تو:

إنتشر في المدينة۔

’’پورا مدینہ اس خوشبو سے مہک اٹھا۔‘‘

۵۔ اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وضعت يدي على صدر رسول الله ﷺ يوم مات، فمر بي جمع أكل و أتوضأ ما يذهب ريح المسك من يدي ۔(۲)

’’میں نے وصال کے بعد حضور ﷺ کے سینۂ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ اس کے بعد مدت گزر گئی، کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں (یعنی سارے کام کاج کرتی ہوں) لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔‘‘

(۴) جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبوئے دلنواز

۱۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان ريح عرق رسول الله ﷺ ريح المسك، بأبي و أمي! لم أر قبله و لا بعده أحدا مثله(۳)

(۱) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱:۱۶۱

(۲) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۲۷۴

(۳) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۱۹

’’حضور ﷺ کے مبارک پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، حضور ﷺ جیسا نہ کوئی آپ ﷺ سے پہلے میں نے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔‘‘

حضور رحمتِ عالم ﷺ کا مبارک پسینہ کائناتِ ارض وسماوات کی ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا۔ یہ خوشبو خوشبوؤں کے جھرمٹ میں اعلیٰ اور افضل ترین تھی۔ پسینے کی خوشبو لاجواب اور بے مثال تھی۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما شممت عنبراً قط ولا مسکا و لا شیئا أطیب من ریح رسول اللہ ﷺ۔(۱)

’’میں نے حضور ﷺ (کے پسینے) کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار عنبر اور کستوری یا کوئی اور خوشبودار چیز کبھی نہیں سونگھی۔‘‘

۳۔ تاجدارِ کائنات ﷺ کے مبارک پسینے کا ذکرِ جمیل حضرت علی رضی اللہ عنہ ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰
۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۰
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸
۶۔ ابو یعلی، المسند، ۶: ۴۶۳، رقم: ۳۸۶۶
۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹
۹۔ ابونعیم، مسند أبی حنیفہ، ۱: ۵۱
۱۰۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۸۵، رقم: ۳۴۶
۱۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۲۱، رقم: ۶۳۰۳
(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۸۶

كان عرق رسول الله ﷺ فی وجهه اللؤلؤ، و ريح عرق رسول الله ﷺ أطيب من ريح المسك الأذفر۔(٢)

''حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر پسینے کے قطرے خوبصورت موتیوں کی طرح دکھائی دیتے اور اس کی خوشبو عمدہ کستوری سے بڑھ کر تھی۔''

(۵) عطر کا بدلِ نفیس......پسینہ مبارک

صحابہ کرام رضی اللہ عنھم جسمِ اطہر کے مقدس پسینے کو محفوظ کر لیتے اور وقتاً فوقتاً اُسے بطور عطر استعمال میں لاتے کہ اُس جیسا عطر روئے زمین پر دستیاب نہیں ہوسکتا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آقائے محتشم حضور رحمتِ عالم ﷺ اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ عموماً آپ ﷺ ہمارے ہاں قیلولہ بھی فرماتے۔ ایک دن میری والدہ ماجدہ حضرت امِ سلیم رضی اللہ عنہا کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں، اُن کی عدم موجودگی میں تاجدارِ کائنات ﷺ ہمارے گھر میں جلوہ افروز ہوئے اور قیلولہ فرمایا:

فقيل لها: هذا النبی ﷺ نائم فی بيتك على فراشك ۔

''انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو سرورِ کونین حضور رحمتِ عالم ﷺ استراحت فرما رہے ہیں۔''

انہوں نے یہ مژدۂ جانفزا سنا تو جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف لوٹیں اور دیکھا کہ سید المرسلین حضور رحمتِ عالم ﷺ استراحت فرما رہے ہیں اور جسمِ مقدس پر پسینے کے شفاف قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ قطرے جسمِ اطہر سے جدا ہوکر بستر میں جذب ہو رہے ہیں۔

آگے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

جاء ت أمی بقارورة فجعلت تَسلُت العرق فيها

’’میری والدہ ماجدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں حضور ﷺ کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔‘‘

اس اثنا میں والیٔ کونین ﷺ بیدار ہو گئے۔ آپ ﷺ نے میری امی جان کو مخاطب کر کے فرمایا:

ما هذا الذی تصنعين؟

’’تو یہ کیا کر رہی ہے؟‘‘

امی جان نے احتراماً عرض کی:

هذا عرقك نجعله فی طيبنا و هو من أطيب الطيب ۔

’’(یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!) یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے، جسے ہم اپنے خوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔‘‘

ایک روایت کے مطابق حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا جواب کچھ یوں تھا:

نرجو بركته لصبياننا

’’ہم اسے (جسمِ اطہر کے پسینے کو) اپنے بچوں کو برکت کے لئے لگائیں گے۔‘‘

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

أصبتِ۔(۱)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۱
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۱۸، کتاب الزینہ، رقم: ۵۳۷۱
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۱
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۵۴، رقم: ۱۱۳۵
۵۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۷۶، رقم: ۲۰۷۸
۶۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸
۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۱۹، رقم: ۲۸۹
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹
۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸: ۴۲۸

’’تو نے درست کیا۔‘‘

(٦) خوشبو والوں کا گھر

ایک صحابی سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں، عنقریب میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی خوشبو نہیں، یا رسول اللہ ﷺ اس سلسلے میں میری مدد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا:

إيتني بقارورة واسعة الرأس و عود شجرة.

’’ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آؤ۔‘‘

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی سنتے ہی وہ صحابی مطلوبہ شیشی اور لکڑی لے کر پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا ﷺ نے لکڑی سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ...... جو خوشبوؤں کا خزینہ تھا ...... اس شیشی میں جمع فرمایا۔ وہ شیشی حضور ﷺ کے مبارک پسینے سے بھر گئی۔ نبی آخرالزماں ﷺ نے فرمایا:

خذه و أمر بنتك تطيب به ۔

’’اِسے لے جا اور اپنی بیٹی سے کہہ کہ اسے خوشبو کے طور پر استعمال کرے۔‘‘

خوش نصیب صحابی وہ شیشی جس میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے اپنی کلائی مبارک کا پسینہ اپنے دستِ اقدس سے جمع فرمایا تھا لے کر اپنے گھر پہنچے اور گھر والوں کو عطائے رسول کی نوید سنائی۔ اس صحابی کے افرادِ خانہ نے حضور ﷺ کی کلائی مبارک کے پسینے کو بطور خوشبو استعمال فرمایا تو ان کے گھر کی فضا جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبو سے مہک اٹھی، در و دیوار جھوم اٹھے۔ یہ مقدس خوشبو صرف ان کے گھر تک محدود نہ رہی بلکہ ساکنانِ شہرِ خنک نے بھی اس خوشبوئے رسول کو محسوس کیا اور اس کی کیفیت میں گم رہے۔ پورے شہر میں ان کا گھر بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے مشہور ہو گیا، کتب احادیث میں درج ہے:

فكانت اذا تطيب شم أهل المدينة رائحة ذلك الطيب فسموا

بيت المطيبين۔(۱)

''جب بھی وہ خوش نصیب خاتون خوشبو لگاتی تو جملہ اہل مدینہ اس مقدس خوشبو کو محسوس کرتے، پس اس وجہ سے وہ گھر 'خوشبو والوں کا گھر' سے مشہور ہو گیا۔''

یوں نسبتِ رسول نے ان کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

(۷) اب تک مہک رہے ہیں مدینے کے راستے

حضور نبیٔ اکرم ﷺ جدھر سے گزرتے وہ راستے بھی مہک اُٹھتے، راہیں قدم بوسی کا اعزاز حاصل کرتیں اور خوشبوئیں جسمِ اطہر کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتیں۔ مدینے کی گلیاں آج بھی حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی خوشبوؤں سے معطر ہیں۔ شہرِ دلنواز کے بام و در سے لپٹی ہوئی خوشبوئیں آج بھی کہہ رہی ہیں کہ حضور ﷺ انہی راستوں سے گزرا کرتے تھے، انہی فضاؤں میں سانس لیا کرتے تھے، اسی آسمان کے نیچے خلقِ خدا میں دین و دُنیا کی دولت تقسیم فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا مرّ في طريق من طرق المدينة وجدوا منه رائحة الطيب، و قالوا: مرّ رسول الله ﷺ من هذا الطريق۔(۲)

(۱) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۱: ۱۸۵، ۱۸۶، رقم: ۶۲۹۵

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۱۹۰، ۱۹۱، رقم: ۲۸۹۵

۳۔ ابو نعیم، دلائل النبوہ، ۱: ۵۹، رقم: ۴۱

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۲۵۵، ۲۵۶

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۳

۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۴۴، رقم: ۲۷

۷۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۸۰

۸۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۳: ۸۶

(۲) سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۶۷

’’رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے جس کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پُکار اُٹھتے کہ ادھر سے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول ﷺ ہی کا گزر ہوا ہے۔‘‘

۲۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

لم یکن النبی ﷺ یمر فی طریق فیتبعه أحد إلا عُرف أنه سلکه من طیب عرفه۔(۱)

’’آپ ﷺ جس راستے سے بھی گزر جاتے تو بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ ﷺ کا گزر ہوا ہے۔‘‘

(۸) آرزوئے جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ

اظہارِ عشق کے انداز بھی مختلف ہوتے ہیں، خوشبوئے وفا کے پیرائے بھی جدا جدا ہوتے ہیں، کبھی کوئی صحابی حضور ﷺ سے چادر مانگ لیتے ہیں کہ میں اس سے اپنا کفن بناؤں گا اور کوئی حصولِ برکت کے لئے جسمِ اطہر کے پسینے کو شیشی میں جمع کر لیتا ہے۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں قیلولہ فرماتے تو آپ رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں ﷺ کا مقدس پسینہ اور موئے مبارک جمع کر لیتے تھے اور اُنہیں ایک شیشی میں ڈال کر خوشبو میں ملا لیا کرتے تھے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی:

أن یجعل فی حنوطه من ذٰلك السُّكِ ۔(۲)

’’(اُن کے وصال کے بعد) وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔‘‘

---

(۱) بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۳۹۹۔۴۰۰، رقم: ۱۲۷۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۱۶، کتاب الاستیذان، رقم: ۵۹۲۵

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۴۶۱، رقم: ۱۱۰۳۶

ان کی اس آرزو کو بعد از وصال پورا کیا گیا۔ حضرت حمید سے روایت ہے:

لما توفی أنس بن مالك جعل فی حنوطه مسك فیه من عرق رسول الله ﷺ۔(۱)

’’جب حضرت انس رضی اللہ عنہ وصال کر گئے تو ان کی میت کے لئے اس خوشبو کو استعمال کیا گیا جس میں آپ ﷺ کے پسینے کی خوشبو تھی۔‘‘

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳:۴۰۶، رقم: ۶۵۰۰
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱:۲۴۹، رقم: ۷۱۵
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷:۲۵
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳:۲۱
۵۔ شیبانی، الاحاد والمثانی، ۴:۲۳۸، رقم: ۲۲۳۱

باب دُوم

سراپائے دلنواز

نہ تو قلم میں اِتنی سکت ہے کہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کو حیطۂ تحریر میں لا سکے اور نہ زبان ہی میں جمالِ مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرنے کا یارا ہے۔ سلطانِ عرب و عجم ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات محاسنِ ظاہری و باطنی کی جامع ہے۔ کائناتِ ارض و سماوات آپ ﷺ کے حسن کے پَرتو سے ہی فیض یاب ہے اور آپ ﷺ کی نسبت کے فیضان سے ہی کائناتِ رنگ و بو میں حسن کی خیرات تقسیم ہوتی ہے۔ اِسی حقیقت کو حکیم الاُمت علامہ محمد اِقبالؒ یوں بیان کرتے ہیں:

ھر کجا بینی جہانِ رنگ و بو
آں کہ از خاکش بروید آرزو
یا ز نورِ مصطفیٰ اُو را بہاست
یا ھنوز اندر تلاشِ مصطفی ﷺ است

(دُنیائے رنگ و بو میں جہاں بھی نظر دوڑائیں اس کی مٹی سے جو بھی آرزو ہویدا ہوتی ہے، وہ یا تو نورِ مصطفیٰ ﷺ سے چمک دمک رکھتی ہے یا ابھی تک مصطفیٰ ﷺ کی تلاش میں ہے۔)

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے حسنِ لامحدود کا اِحاطہ ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے حسن کی مثال تو بحرِ بیکراں کی سی ہے جس میں کوئی ایک آدھ موج اچھل کر اپنے آپ کو ظاہر کرتی ہے اور دور دور تک پھیلے سمندر کی گہرائیوں میں اترنا کسی کے لئے ممکن ہی نہیں۔ بعینہٖ حقیقت حسن محمدی ﷺ تک رسائی کسی فردِ بشر کی بات نہیں کہ محدود نظر اس کا کماحقہٗ

اِدراک کر ہی نہیں سکتی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رہے کہ شمائل اور حلیہ مبارک کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہر امتی کے دل میں آپ ﷺ کی ذات سے عشق و محبت کا تعلق پختہ سے پختہ تر ہوتا چلا جائے اور اس کے شوقِ زیارت کو جلا ملتی رہے۔ ذیل میں حلیہ مبارک کا ذکرِ جمیل ہم اس امید پر کر رہے ہیں کہ یہ ہمارے لئے توشۂ آخرت بن جائے اور ہماری یہ ادنیٰ سی کاوش بارگہ ایزدی میں شرفِ قبولیت پا کر ہمارے لئے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی شفاعت کا موجب بنے۔

۱۔ حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ

کتبِ اَحادیث و سیر میں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک کے حوالے سے بیان کردہ روایات کے مطالعہ سے جو کچھ ہم جان سکے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا جسمِ اقدس نہ تو مائل بہ فربہی تھا اور نہ ہی نحیف و ناتواں، بلکہ آپ ﷺ کے جسمِ اقدس کی ساخت سر تا پا حسنِ اِعتدال کا مرقع تھی۔ آپ ﷺ کے جملہ اعضائے مبارکہ میں ایسا حسین تناسب پایا جاتا تھا کہ دیکھنے والا یہ گمان بھی نہ کر سکتا تھا کہ فلاں عضو دُوسرے کے مقابلے میں فربہ یا نحیف ہے۔ آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی ساخت اِتنی متناسب اور کمالِ موزونیت کی مظہر تھی کہ اُس پر فربہی یا کمزوری کا حکم نہیں لگایا جا سکتا تھا۔ فربہی اور دُبلاپن کی دونوں کیفیتیں شخصی وجاہت اور جسمانی حسن و وقار کے منافی سمجھی جاتی ہیں، چنانچہ اﷲ ربّ العزت کو یہ بات کیونکر گوارا ہوسکتی تھی کہ کوئی اُس کے کارخانۂ قدرت کے شاہکارِ عظیم کی طرف کسی خلافِ حسن و وقار اَمر کا گمان بھی کر سکے۔

خدائے عزوجل نے بالیقین اپنے محبوب ﷺ کو بے مثل اور تمام عیوب و نقائص سے مبّرا تخلیق کیا تھا۔ آپ ﷺ کا سراپا، کمال درجہ حسین و متناسب اور دِلکشی و رعنائی کا حامل اورحسن وخوبی کا خزینہ تھا۔ آپ ﷺ کے اَعضائے مبارکہ کی ساخت اِس قدر مثالی اورحسنِ مناسبت کی آئینہ دار تھی کہ اُسے دیکھ کر ایک حسنِ مجسم پیکرِ اِنسانی میں ڈھلتا دکھائی دیتا تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے حسین سراپا کی مدح میں ہر وقت رطبُ

اللّسان رہتے تھے۔ اُن کی بیان کردہ روایات سے مترشح ہوتا ہے کہ حسنِ ساخت کے اِعتبار سے آپ ﷺ کے جسدِ اطہر کی خوبصورتی اور رعنائی و زیبائی اپنی مثال آپ تھی۔ آپ ﷺ کا سینۂ اقدس اور شکم مبارک دونوں ہموار تھے، تاہم سینہ نہایت حسنِ اِعتدال کے ساتھ بطنِ مبارک کی نسبت ذرا آگے کی طرف اُبھرا ہوا تھا۔ طب و صحت کے مسلمہ اُصولوں کے اِعتبار سے آپ ﷺ کامل و اَکمل طور پر متناسبُ الاعضاء اور وجیہُ الصورت تھے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ ستودہ صفات میں حسنِ تام اپنی تمام تر دلآویزیوں اور رعنائیوں کے ساتھ یوں متشکل نظر آتا تھا کہ بقولِ شاعر:

ز فرق تا به قدم هر کجا که می نگرم
کرشمه دامنِ دل می کشد که جا اینجاست

آپ ﷺ سر تا قدم حسنِ مجسم تھے اور یہ فیصلہ کرنا محال تھا کہ صوری حسن جسدِ اطہر کے کس کس مقام پر کمالِ حسن کی کن کن بلندیوں کو چھو رہا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے سراپائے حسن کو دیکھ کر بیخود اور مبہوت ہو کر رہ جاتے اور آپ ﷺ کے حسن سراپا کے بیان میں اپنے عجز اور کم مائیگی کا اِعتراف کرتے۔ حق تو یہ ہے کہ ذاتِ مصطفوی ﷺ کا حسنِ سرمدی اِظہار و بیان سے ماورا تھا اور اہلِ عرب زبان و بیان کی فصاحت و بلاغت کے اپنے تمام تر دعووں کے باوُجود بھی اُسے کماحقہٗ بیان کرنے سے عاجز تھے:

دامانِ نگه تنگ و گلِ حسنِ تو بسیار!
گلچینِ بهار تو زداماں گله دارد!

(نگاہ کا دامن تنگ ہے اور تیرے حسن کے پھول کثیر ہیں، تیری بہار سے پھول چننے والوں کو اپنے دامن کی تنگی کی شکایت ہے۔)

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سراپائے جمیل اور صورتِ زیبا کے دیدار

سے اپنی آنکھوں کی پیاس بجھاتے تھے۔ اپنے من کی تشنگی کا مداوا کرتے کشتِ دیدہ و دل میں آپ ﷺ کی محبت کے گلاب بوتے، آپ ﷺ کے دیدار سے اُنہیں سکون و طمانیت اور فرحت و راحت کی دولت نصیب ہوتی، اِیمان کو حلاوت اور قلب و جاں کو تقوِیت ملتی۔

۱۔ آپ ﷺ کے نواسے سیدنا اِمام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ فخما مفخما، يتلألأ وجهه تلألؤ القمر ليلة البدر، أطوَل من المربوع و أقصر من المشذب، عظيم الهامة، رجل الشعر، إن انفرقت عقيقته فرقها، و إلا فلا يجاوز شعره شحمة أذنيه، إذا هو وفره، أزهر اللون، واسع الجبين، أزج الحواجب سوابغ فى غير قرن، بينهما عرق يدره الغضب، أقنى العرنين، له نور يعلوه يحسبه من لم يتأمله أشم، كث اللحية، سهل الخدين، ضليع الفم، مفلج الأسنان، دقيق المسربة، كأن عنقه جيد دمية فى صفاء الفضة، معتدل الخلق، بادن متماسك، سواء البطن و الصدر، عريض الصدر، بعيد ما بين المنكبين، ضخم الكراديس، أنور المتجرد، موصول ما بين اللبة و السرة بشعر يجرى كالخط، عارى الثديين والبطن مما سوى ذالك، أشعر الذراعين والمنكبين و أعالى الصدر، طويل الزندين، رحب الراحة، شثن الكفين و القدمين، سائل الأطراف ...... أو قال: شائل الأطراف ...... خمصان الأخمصين، مسيح القدمين، ينبو عنهما الماء، إذا زال زال قلعا، يخطو تكفيا، و يمشى هونا، ذريع المشية إذا مشى كأنما ينحط من صبب، و إذا التفت التفت جميعا، خافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى

السماء، جل نظره الملاحظة، يسوق أصحابه و يبدأ من لقى بالسلام.(۱)

’’حضور ﷺ عظیم المرتبت اور بارعب تھے، آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے نسبتاً پست تھا۔ سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا، بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے، سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب حضور ﷺ کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے، آپ ﷺ کا رنگ مبارک چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۵۔۳۸، رقم: ۸
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۳۰
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۷۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۵۰، ۵۱
۸۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۸۶، ۲۸۷
۹۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۹۱
۱۰۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۰
۱۱۔ مقریزی، اِمتاع الأسماع، ۲: ۱۷۷
۱۲۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۵
۱۳۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۵
۱۴۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۲۸۲
۱۵۔ ذہبی، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ۷: ۲۵۸، رقم: ۹۷۴۳

خمدار، باریک اور گنجان تھے، ابرو مبارک جدا جدا تھے، ایک دُوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔ بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اُس پر ایک چمک اور نور تھا، جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ آپ ﷺ کو بلند بینی والا خیال کرتا۔ آپ ﷺ کی ریش مبارک گھنی تھی، رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے، دہن مبارک اِعتدال کے ساتھ فراخ تھا، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔ سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔ آپ ﷺ کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی (جیسے کسی گوہرِ آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ و صفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔ آپ ﷺ کے اعضاء مبارک پُرگوشت اور معتدل تھے اور ایک دُوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ پیٹ اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینۂ اقدس فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا، دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔ جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں، بدن مبارک کا جو حصہ کپڑوں سے باہر ہوتا روشن نظر آتا۔ ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی (اور اس لکیر کے علاوہ) سینۂ اقدس اوربطن مبارک بالوں سے خالی تھے، البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے، کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُرگوشت تھے، ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ ﷺ کے تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔ جب آپ ﷺ چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، آپ ﷺ سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، (چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے)۔ جب آپ ﷺ چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔ جب کسی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔ آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی

طرف زیادہ رہتی، گوشۂ چشم سے دیکھنا آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی (یعنی غایتِ حیا کی وجہ سے آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے تھے)، چلتے وقت آپ ﷺ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے کر دیتے اور جس سے ملتے سلام کہنے میں خود ابتدا فرماتے۔‘‘

تاجدارِ کائنات ﷺ کے پیکرِ دلنشیں کو اللہ رب العزت نے ایسا حسین بنایا کہ ہر دیکھنے والا آپ ﷺ کے حسن و جمال کی حلاوتوں میں گم ہو کر رہ جاتا۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے منسوب روایات میں آپ ﷺ کے حسن بے مثال کا تذکرہ حسن بلاغت کا شاہکار ہے۔ انہوں نے کمال جامعیت کے ساتھ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے جسمِ اطہر کی رعنائیوں کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے بھی حسن مصطفیٰ ﷺ کے تذکرے سے بھرپور ایک روایت ملتی ہے جس میں انہوں نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے حلیہ مبارک، جسمانی تناسب، اعضائے مبارکہ کے حسنِ اِعتدال اور اوصافِ حمیدہ کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے:

ليس بالطويل الممغّط و لا بالقصير المتردد، و كان ربعة من القوم، و لم يكن بالجعد القطط، و لا بالسبط، كان جعداً رجلًا، و لم يكن بالمطهم و لا بالمكلثم، و كان فی الوجه تدويرٌ، أبيض مشرب، أدعج العينين، أهدب الأشفار، جليل المشاش و الكتد، أجرد ذومسربة، شثن الكفين و القدمين، إذا مشی تقلع، كأنما يمشی فی صبب، و إذا التفت التفت معاً، بين كتفيه خاتم النبوة و هو خاتم النبيين، أجود الناس صدراً، و أصدق الناس لهجة، و ألينهم عريكة، و أكرمهم عشرة، مَن رآه بديهة هابه، و من خالطه معرفة أحبه، يقول ناعته: لم أر قبله ولا بعده مثلهﷺ۔(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۹۹، رقم:۳۶۳۸
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۲، رقم: ۷
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۰، رقم: ۱۴۱۶

←

’’آپ ﷺ قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قد کے تھے، آپ ﷺ کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔ جسمِ اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔ چہرہ مبارک (بالکل گول نہ تھا بلکہ اُس) میں تھوڑی سی گولائی تھی، رنگ سفید سرخی مائل تھا۔ مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔ آپ ﷺ کی پلکیں دراز، جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔ کندھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ پُر گوشت تھی۔ آپ ﷺ کے بدنِ اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک پُرگوشت تھے۔ آپ ﷺ جب چلتے تو قدموں کو قوت سے اُٹھاتے گویا نیچے اُتر رہے ہوں۔ جب آپ ﷺ کسی کی طرف متوجہ ہوتے پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ آپ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں، سب سے زیادہ سخی دل والے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے، سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ افضل تھے۔ جو آپ ﷺ کو اچانک دیکھتا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا، جوں جوں قریب آتا آپ ﷺ سے مانوس ہو جاتا اور آپ ﷺ سے محبت کرنے لگتا۔ (الغرض آپ ﷺ کا) حلیہ بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ ﷺ جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں۔‘‘

......۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

۵۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۳: ۲۹

۶۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۲۴۷

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱

۸۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۶۹

۹۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۴

۱۰۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱: ۱۵۳

۱۱۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحوذی، ۱۰: ۸۲

۳۔ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کا دلنشیں تذکرہ ایک اور مقام پر حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے مکہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں ایک پختہ عمر عورت کا خیمہ تھا۔ وہ اکثر مسافروں کی میزبانی کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتی تھی۔ جس روز حضور ﷺ کا گزر وہاں سے ہوا، اس کا شوہر ریوڑ چرانے کے لئے باہر گیا ہوا تھا، گھر میں صرف ایک لاغر بکری تھی جو ریوڑ کے ساتھ جانے سے قاصر تھی۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے معجزتاً اس بکری کا دودھ دوہنا شروع کیا۔ آپ ﷺ کے ہاتھوں کے لمس سے اُس بکری کے خشک تھنوں میں اِتنا دودھ بھر آیا کہ وہاں موجود تمام لوگ سیر ہو گئے مگر دودھ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اُمِ معبد کا شوہر بکریاں چرانے کے بعد واپس آیا تو گھر میں دودھ سے لبالب برتن دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس موقع پر اُم معبد نے تاجدارِ کائنات ﷺ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا:

رأيتُ رجلاً ظاهر الوضاءة، متبلج الوجه، حسن الخلق، لم تعبه ثجلة و لم تزر به صعلة، وسيم قسيم، فی عينيه دعجٌ، و فی أشفاره وطفٌ، و فی صوته صحلٌ، أحور، أكحل، أزج، أقرن، شديد سواد الشعر، فی عُنقه سطعٌ، و فی لحيته كثافةٌ، إذا صمت فعليه الوقار، و إذا تكلم سما و علاه البهاء، كان منطقه خرزات نظم يتحدرن، حلو المنطق، فصل، لا نزر و لا هذر، أجهر الناس و أجمله من بعيد، و أحلاه و أحسنه من قريب، ربعة، لا تشنؤه من طول و لا تقتحمه عين من قصر، غصن بين غصنين فهو أنضر الثلاثة منظراً، و أحسنهم قدراً، له رفقاء يحفون به، إذا قال استمعوا لقوله، و إذا أمر تبادروا إلى أمره، محفود محشود، لا عابث و لا مفند۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۰، ۲۳۱

←

’’میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں اور چہرہ نہایت ہشاش بشاش (اور خوبصورت) تھا اور اَخلاق اچھے تھے۔ نہ رنگ کی زیادہ سفیدی اُنہیں معیوب بنا رہی تھی اور نہ گردن اور سر کا پتلا ہونا اُن میں نقص پیدا کر رہا تھا۔ بہت خوبرو اور حسین تھے۔ آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں اور پلکیں لمبی تھیں۔ اُن کی آواز گونج دار تھی۔ سیاہ چشم و سرمگین، دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے تھے۔ بالوں کی سیاہی خوب تیز تھی۔ گردن چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔ جب وہ خاموش ہوتے تو پروقار ہوتے اور جب گفتگو فرماتے تو چہرہ اقدس پُر نور اور بارونق ہوتا۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی، جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے۔ گفتگو واضح ہوتی، نہ بے فائدہ ہوتی نہ بیہودہ۔ دُور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے۔ اور قریب سے دیکھیں تو سب سے زیادہ خوبرو، (شیریں گفتار اور) حسین دکھائی دیتے۔ قد درمیانہ تھا، نہ اِتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ آنکھیں معیوب جانیں۔ آپ ﷺ دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے جو خوب سرسبز و شاداب اور قد آور ہو۔ ان کے ساتھی ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے، جب آپ ﷺ کچھ

------ ۲۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۰

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴:۴۹، ۷:۱۰۵

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۹

۵۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۵۸۵۷

۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۳۱۰

۷۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۶:۲۵۳

۸۔ ابن حبان، الثقات، ۱:۱۲۵

۹۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴:۱۹۵۹

۱۰۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۱۳۹

۱۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۳:۳۴۸

فرماتے تو وہ ہمہ تن گوش ہو کر غور سے سنتے اور اگر آپ ﷺ حکم دیتے تو وہ فوراً اسے بجا لاتے۔ سب آپ ﷺ کے خادم تھے اور آپ ﷺ نہ ترش رو تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کے فرمان کی مخالفت کی جاتی۔‘‘

حسنِ مصطفیٰ ﷺ کے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمہ وقت حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ساتھ رہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی نہیں بلکہ ہر وہ فرد بھی آپ ﷺ کے حسن سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتا جو آپ ﷺ سے پہلی بار ملاقات کا شرف حاصل کرتا۔ اُمِ معبد بے ساختہ اپنی زبان میں تاجدارِ کائنات ﷺ کی نعت گوئی کر چکی تو اس کے شوہر نے مسحور کن انداز میں انتہائی عقیدت اور وارفتگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ یقیناً یہی وہ شخص ہے قریش جس کی زندگی کے درپے ہیں۔ اگر میں انہیں پا لیتا تو ضرور ان کی ہمرکابی کا شرف حاصل کرتا، اگر ممکن ہوا تو میں اب بھی انہیں ضرور پاؤں گا۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو پہلی نظر دیکھنے والا آپ ﷺ کے سراپائے اقدس کی وجاہت اور بے پناہ حسن و جمال سے مبہوت ہو کر رہ جاتا لیکن جوں جوں وہ آپ ﷺ سے قریب ہوتا آپ ﷺ کی پرکشش اور جاذبِ نظر شخصیت سے مسحور ہو کر آپ ﷺ کا غلام ہو جاتا۔ جسے ایک بار آپ ﷺ کے قرب کی نعمت میسر آتی وہ ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا اور اس پر آپ ﷺ سے جدائی اِنتہائی شاق گزرتی۔

ان روایات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ حضور سرورِ کائنات ﷺ کی سیرتِ پاک اور سراپائے مبارک کو خالقِ کائنات نے ہر قسم کے عیب اور نقص و سقم سے یکسر مبرّا و منزّہ تخلیق کیا تھا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ کے دوران کسی حاسد کو بھی آپ ﷺ پر انگشت نمائی کا حوصلہ نہ ہوا۔

آپ ﷺ کے سراپائے حسن و جمال کو بیان کرنے کے لئے اہلِ قلب و نظر نے فصاحت و بلاغت کے دریا بہا دیئے۔ شاعروں نے خامہ فرسائی کی حد کر دی لیکن کوئی بھی اس مہبطِ حسنِ اِلٰہی کی رعنائیوں کا اِحاطہ نہ کر سکا اور بالآخر سب کو اپنے عجز اور کم مائیگی

کا اِعتراف کرنا پڑا۔ کسی نے یوں کہا:

مصحفے را ورق ورق دیدم
ھیچ سورت نه مثل صورت اوست

اور کسی کو یوں کہنا پڑا:

حسنِ یوسف، دم عیسٰی، یدِ بیضا داری
آنچه خوباں همه دارند تو تنہا داری

غالب جیسے قادرالکلام شاعر نے اپنی عجز بیانی کا اظہار یوں کیا:

غالبؔ ثنائے خواجہؐ به یزداں گزاشتیم
کاں ذاتِ پاك مرتبه دانِ محمد ﷺ است

آپ ﷺ کا سراپائے اَقدس تناسبِ اُعضاء کا بہترین شاہکار تھا۔ آپ ﷺ کا حسی و ظاہری پہلو حد درجہ دِلکش اور جاذبِ نظر تھا۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ ہر مجلس میں مرکزِ نگاہ ہوتے تھے اور دیکھنے والی ہر آنکھ آپ ﷺ کے سراپائے انور کے حسن و جمال کی رعنائیوں میں کھوئی رہتی اور بیان کرنے والا جہاں بھی ہوتا اُسی حسن کے چرچے کرتا۔ آئندہ صفحات میں ہم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عمل کی اِتباع میں تاجدارِ انبیاء ﷺ کے حسین اور متناسب اعضائے مبارکہ کا ذکر کریں گے۔

۲۔ چہرۂ اقدس ...... ماہِ تاباں

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس قُدرتِ خُداوندی کا شاہکارِ عظیم ہے۔ آپ ﷺ کی تخلیق ربِ کائنات کی جملہ تخلیقی رعنائیوں کا مرقعِ زیبائی ہے۔ مخلوقات کے تمام محامد و محاسن کا نقطۂ کمال آپ ﷺ ہیں۔ حضور ﷺ کا روئے مقدس جمالِ خُداوندی کا آئینہ دار ہے، آپ ﷺ مرکزِ نگاہِ خاص و عام ہیں۔ ’’اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (آپ ہر وقت ہماری نگاہوں میں رہتے ہیں‘‘) کا خطابِ خداوندی آپ ﷺ کا اعزازِ لازوال ہے۔

اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں اپنے محبوب نبی ﷺ کے چہرۂ انور کا ذکر بڑی محبت اور اپنائیت کے انداز میں فرمایا۔ اسلام کے ابتدائی دور میں تقریباً سترہ ماہ مسلمان بیت المقدس کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے رہے۔ اس پر یہود طعنہ زن ہوئے کہ مسلمان اور ان کا نبی یوں تو ہمارے دین کے مخالف ہیں مگر نماز کے وقت ہمارے ہی قبلہ کی طرف رخ کرتے ہیں۔ یہ بات حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی طبیعتِ مبارکہ پر گراں گزری اور آپ ﷺ کے قلبِ اطہر میں تبدیلیٔ قبلہ کی خواہش پیدا ہوئی جو کہ اتنی شدت اختیار کر گئی کہ اس کو پورا ہوتا دیکھنے کے لئے دورانِ نماز چہرۂ اقدس اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔ اللہ رب العزت کو اپنے محبوب بندے کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ عین نماز کی حالت میں تبدیلیٔ قبلہ کا حکم وارد ہوا، جس میں باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کا خصوصی ذکر فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔(۱)

’’اے حبیب! ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیۓ۔‘‘

(۱) القرآن، البقرہ، ۲:۱۴۴

ایک اور مقام پر اپنے محبوب ﷺ کے روئے زیبا کا تذکرہ استعاراتی اور علامتی زبان میں انتہائی دلنشین انداز سے کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا:

وَ الضُّحٰی ۝ وَ الَّیۡلِ اِذَا سَجٰی ۝ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ۝ (۱)

''قسم ہے چاشت (کی طرح چمکتے ہوئے چہرۂ زیبا) کی ۝ اور سیاہ رات (کی طرح شانوں کو چھوتی ہوئی زلفوں) کی ۝ آپ کے رب نے (جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ (جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہی ہوا ہے ۝''

ملاعلی قاریؒ ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والانسب بهذا المقام فی تحقيق المرام أن يقال أن فی الضحی إيماء إلی وجهه ﷺ كما أن فی الليل أشعارا إلی شعره عليه الصلوة والسلام۔ (۲)

''اس سورت کا نزول جس مقصد کے لئے ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضُحٰی میں آپ ﷺ کے چہرۂ انور اور لیل میں آپ ﷺ کی مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے۔''

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

الضُّحٰی: بوجهه ﷺ، و الليل: شعره۔ (۳)

''ضحیٰ سے مُراد آپ ﷺ کا روئے منور اور لَیْل سے مُراد آپ ﷺ کی مبارک زلفیں ہیں۔''

(۱) القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۱۔۳

(۲) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱: ۸۲

(۳) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۸: ۴۴۴

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ پہلے سوال اُٹھاتے ہیں: کیا کسی مفسر نے ضحٰی کی تفسیر حضور ﷺ کے چہرۂ انور اور لیل کی تفسیر حضور ﷺ کی زُلفوں کے ساتھ کی ہے؟ اور پھر خود ہی جواب مرحمت فرماتے ہیں:

نعم، و لا إستبعاد فيه و منهم من زاد عليه، فقال: و الضُّحىٰ: ذكور أهل بيته، و الليل: أناثهم۔(۱)

’’ہاں، یہ تفسیر کی گئی ہے اور اس میں کوئی بُعد نہیں اور بعض (مفسرین) نے اس میں اضافہ فرمایا ہے کہ وَالضُّحیٰ سے حضور ﷺ کے اہلِ بیت کے مرد حضرات اور وَاللَّیْلِ سے اہلِ بیت کی خواتین مراد ہیں۔‘‘

دیگر تفاسیر مثلاً ’تفسیر نیشا پوری (۱۰۷:۳)‘، ’تفسیر روح المعانی (۱۷۸:۳۰)‘، ’تفسیر روح البیان (۴۵۳:۱۰)‘ اور ’تفسیر عزیزی (پارہ عم، ص: ۳۱۰)‘ میں بھی ضحٰی سے چہرۂ مصطفیٰ ﷺ اور لیل سے آپ ﷺ کے گیسوئے عنبریں مراد لئے گئے ہیں۔

اصحابِ رسول، اوراقِ قرآن اور چہرۂ انور

حضور ﷺ کو چلتا پھرتا قرآن کہا گیا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چہرۂ انور کو کھلے ہوئے اوراقِ قرآن سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایامِ وصال میں یارِ باوفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے، اچانک آقائے کائنات ﷺ نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھایا اور اپنے غلاموں کی طرف دیکھا تو ہمیں یوں محسوس ہوا:

كَاَنَّ وجهه ورقةُ مصحفٍ۔(۲)

’’گویا حضور ﷺ کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہے۔‘‘

(۱) رازی، التفسیر الکبیر، ۲۰۹:۳۱

(۲) ا۔ بخاری، الصحیح، ۲۴۰:۱، کتاب الاذان، رقم: ۶۴۸

←

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسی شعورِ جمال کو محدثِ کبیر امام عبدالرؤف المناویؒ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

و وجه التشبيه حسن الوجه و صفا البشرة وسطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات۔(۱)

’’چہرۂ انور کے حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی اور چمک دمک کا (قرآنِ مجید کے ورق سے) تشبیہ دینا اس وجہ سے ہے کہ یہی وہ روئے مقدس ہے جو جمالِ خُداوندی کے مشاہدہ سے فیض یاب ہوا۔‘‘

آقائے دوجہاں ﷺ کا چہرۂ انور اپنی صورت پذیری میں قرآنِ حکیم کے اوراق جیسی چمک دمک کا مظہرِاتم تھا کیونکہ یہی وہ روئے منور ہے جس نے اللہ رب العزت کے حسن و جمال کے مشاہدے سے فیض پایا۔

...... ۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۱۵، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۱۹
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۱۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۶۲۴
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۲۶۱، رقم: ۷۱۰۷
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۰، ۱۶۳، ۱۹۶
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵: ۲۹۶، رقم: ۶۸۷۵
۷۔ عبدالرزاق، المصنف، ۵: ۴۳۳، رقم: ۹۷۵۴
۸۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۲۵۰، رقم: ۳۵۴۸
۹۔ حمیدی، المسند، ۲: ۵۰۱، رقم: ۱۱۸۸
۱۰۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۴۴۵، رقم: ۱۶۴۷
۱۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۷۵، رقم: ۴۸۷۵
۱۲۔ ابونعیم، المسند المستخرج، ۲: ۴۳، رقم: ۹۳۶
۱۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۲۱۶
(۱) مناوی، حاشیہ برجمع الوسائل، ۲: ۲۵۵

آقائے دوجہاں ﷺ کے روئے تاباں کو قرآن مجید کے ورق سے تشبیہ دینے کے حوالے سے امام نوویؒ نے لکھا ہے:

عبارة عن الجمال البارع وحسن البشرة وصفاء الوجه واستنارته(۱)

(جس طرح ورقِ مصحف کلامِ الٰہی ہونے کی وجہ سے حسی اور معنوی نور پر مشتمل ہو کر دیگر تمام کلاموں پر فوقیت رکھتا ہے، اسی طرح) حضور ﷺ (بھی اپنے) حسن و جمال، چہرہ انور کی نظافت و پاکیزگی اور تابانی میں یکتا و تنہا ہیں۔‘‘

آقائے دو جہاں ﷺ میں جمال الٰہیہ کے عکس کا پرتو اور آپ ﷺ کا چہرۂ اقدس سراپا مظہریتِ حق کی شان کا حامل تھا اس لیے اس چہرۂ انور کے دیدار کو عین دیدارِ حق قرار دیا گیا، جیسا کہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رآنی فقد رأی الحق، فإن الشیطٰن لا یتکوننی۔(۲)

’’جس نے مجھے دیکھا، اُس نے حق کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔‘‘

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إن الشیطان لا یستطیع أن یتشبه بی، فمن رآنی فی النوم فقد رآنی۔(۳)

’’بیشک شیطان میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو جس نے

(۱) نووی، شرح صحیح مسلم، ۱:۱۷۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶:۲۵۶۸، کتاب التعبیر، رقم:۶۵۹۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۵۵

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۷:۴۵

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۳۶۱، ۳۶۲

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۲۲، رقم:۳۹۳

←

خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔“

امام مبہانی، امام احمد بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حدیث مذکورہ کی تشریح درج ذیل الفاظ میں کرتے ہیں:

من رآنی فقد رأی الحق تعالٰی۔(۱)

”جس نے مجھے دیکھا یقیناً اُس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔“

حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ بھی اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کے اس فرمان کے دو معنی ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اُس نے یقیناً مجھے ہی دیکھا، اس لئے کہ ابلیس لعین میری صورت اختیار نہیں کرسکتا اور دوسرے یہ کہ جس نے مجھے دیکھا اس نے اللہ رب العزت کو دیکھا۔(۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ حضور ﷺ کے چہرۂ انور کو جمالِ خُداوندی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اما وجہِ شریفِ وے ﷺ مراٰتِ جمالِ الٰہی است، و مظہرِ انوارِ نامتناھی وے بود۔(۳)

”حضور ﷺ کا روئے منور ربِ ذُوالجلال کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا اس قدر مظہر ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔“

روئے منور کی ضوء فشانیاں

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے چہرہ تاباں کی ضوفشانی اللہ رب العزت کے انوار و تجلیات سے مستعار و مستنیر ہے جو آفتاب جہاں تاب کے مانند ہرسو جلوہ فگن ہیں۔ صحابہ کرام ﷺ آپ ﷺ کے دیدار سے فیض یاب ہوتے تو ان کی آنکھوں میں نور اور سینوں

----- ۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۲

(۱) نبہانی، جواہر البحار، ۳: ۶۳

(۲) حاجی امداد اللہ، شمائم امدادیہ، ۴۹: ۵۰

(۳) محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱: ۵

میں ٹھنڈک بھر جاتی، ان کے دل اس حسن جہاں آراء کے جلوؤں سے کبھی بھی سیر نہ ہوتے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ پیکرِ حسن ہمیشہ ان کی آنکھوں کے سامنے جلوہ آرا رہے اور وہ اس حسنِ سرمدی کے حیات آفریں چشمے سے زندگی کی خیرات حاصل کرتے رہیں۔ آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی درخشانی و تابانی ہنگامی اور عارضی نہ تھی بلکہ ہر آن آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس سے انوار کی رِم جھم جاری رہتی تھی۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں اس قدر دل آویزی اور کشش و جاذبیت رکھی تھی کہ ہر طالبِ دیدار ہمہ وقت تمنائی رہتا کہ روئے مقدس کو دیکھتا ہی چلا جائے اور وہ جلوہ گاہِ حسن کبھی اس کی نگاہوں سے اوجھل نہ ہو۔

۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس وجهاً و أحسنهم خلقاً(۱)

’’حضور پُرنور ﷺ چہرۂ انور اور اپنے اخلاقِ حسنہ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ حسین و جمیل ہیں۔‘‘

۲۔ سفرِ ہجرت جاری تھا، کاروانِ ہجرت اُمِ معبد کے پڑاؤ پر رُکا تو اُمِ معبد حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئی اور تصویرِ حیرت بن گئی۔ وہ بے ساختہ پُکار اُٹھی:

رأیت رجلا ظاهر الوضاءة، متبلج الوجه(۲)

’’میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جن کی صفائی و پاکیزگی بہت صاف اور کھلی ہوئی ہے، چہرہ نہایت ہشاش بشاش ہے۔‘‘

حضور ﷺ کا ظاہری حُسن و جمال جو باوجود اس کے کہ کئی پردوں میں مستور

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۳۰، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷
۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۶۰

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۰
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۷۹

تھا، دیکھ کر انسانی آنکھ حیرت کے سمندر میں ڈوب جاتی اور کائنات کی جملہ رعنائیاں قدومِ مصطفیٰ ﷺ پر نثار ہو ہو جاتیں۔

۳۔ جلیل القدر صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کی مدح سرائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَا رَأَیتُ شَیأً أحسن من رسول اللّٰہِ ﷺ کأنّ الشمس تجری فی وجھہ۔(۱)

''میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر حسین و جمیل کسی اور کو نہیں پایا (یعنی آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے روئے منور کی زیارت کر کے یوں محسوس ہوتا) گویا حضور ﷺ کے روئے منور میں آفتابِ روشن محوِ خرام ہے۔''

۴۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے ربیع بنت معوذ سے حضور ﷺ کے شمائل پوچھے تو اُنہوں نے کہا:

یا بنی! لو رأیتہ رأیت الشمس طالعۃ(۲)

''اے میرے بیٹے! اگر تو ان کی زیارت کرتا تو (گویا حسن و جمال میں) طلوع

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۸۰، رقم: ۸۹۳۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۵۰، رقم: ۸۵۸۸
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۵، رقم: ۶۳۰۹
۴۔ ابن مبارک، کتاب الزہد، ۱: ۲۸۸، رقم: ۸۳۸
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۰۹
۷۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۵۱
۸۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳
(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، رقم: ۶۱
۲۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۶: ۱۱۶، رقم: ۳۳۳۵

←

ہوتے سورج کی زیارت کرتا۔‘‘

۵۔ حضرت براء بن عازب ﷛ سے ایک شخص نے دریافت کیا:

أکان وجه النبی ﷺ مثل السیف؟

’’کیا حضور ﷺ کا روئے منور تلوار کی مانند تھا؟‘‘

اُنہوں نے جواباً کہا:

لا، بل مثل القمر۔(۱)

’’نہیں (حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس تلوار کے مانند نہیں) بلکہ چاند کی طرح

.......۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۷۴، رقم: ۶۹۶

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۱، رقم: ۱۴۲۰

۵۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۰۰

۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد: ۸: ۲۸۰

۷۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۸۳۸، رقم: ۳۳۳۶

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۶

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۸۱

۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵، رقم: ۶۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۸، رقم: ۶۲۸۷

۶۔ رویانی، المسند، ۱: ۲۲۴، ۲۲۵، رقم: ۳۱۰

۷۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۳۷۵، رقم: ۲۵۷۲

۸۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۱۰

۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۶، ۴۱۷

۱۰۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۶۳

۱۱۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۵۲

(چمکدار اور روشن) تھا۔‘‘

۶۔ یہی سوال حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

لا، بل کان مثل الشمس و القمر و کان مستدیرا۔(۱)

’’نہیں، بلکہ حضور ﷺ کا چہرۂ انور سورج اور چاند کی طرح (روشن) تھا اور گولائی لئے ہوئے تھا۔‘‘

۷۔ اس سلسلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

کان فی وجه رسول الله ﷺ تدویر۔(۲)

’’حضور ﷺ کا چہرۂ انور گول تھا (جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے)۔‘‘

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے چہرۂ انور کو گول کہا تو ان کا مقصود چہرۂ انور کو محض چاند سے تشبیہ دینا تھا۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روئے منور بالکل گول نہ تھا اور نہ لمبا بلکہ اعتدال و توازن کا ایک شاہکار تھا۔

شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

مثل القمر المستدیر هو أنور من السیف لکنه لم یکن مستدیراً

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۰۴، رقم: ۲۱۰۳۷
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۳۵
۴۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۴۷
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۴، رقم: ۱۹۲۶

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۳۹
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۳

جداً، بل کان بین الإستدارۃ و الإستطالۃ۔(۱)

’’حضور ﷺ کا روئے منور گولائی میں چاند کی طرح اور چمک دمک میں تلوار سے بڑھ کر تھا۔ لیکن چہرۂ اقدس نہ بالکل گول تھا اور نہ لمبا ہی تھا، بلکہ ان کے درمیان تھا (یعنی چہرۂ انور توازن و اعتدال کا عمدہ ترین نمونہ تھا)۔‘‘

چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی چاند سے تشبیہ

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے چہرۂ انور کی تابانی و ضوفشانی دیکھ کر صحابہ کرام ﷺ بے ساختہ اسے چاند سے تشبیہ دینے لگتے۔ جب وہ تاروں بھرے آسمان میں پورے چاند کو دیکھتے تو اس کے حسنِ شب تاب سے ان کی خوش نصیب نگاہیں بے اختیار چہرۂ مصطفیٰ ﷺ کی طرف اٹھ جاتیں، جس کے حسن عالم تاب نے تمام جہاں کو اپنا اسیر بنا رکھا ہے۔

۱۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَکَانَ رسول اللہ ﷺ إذا سُرّ استنار وجھہٗ، حتی کأنہ قطعۃ قَمَر، و کنا نعرف ذلک منہ ۔(۲)

---

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۲۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۵، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۳

۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۷۱۸، کتاب التفسیر، رقم: ۴۴۰۰

۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۱۲۷، کتاب التوبہ، رقم: ۲۷۶۹

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۳۶۰، رقم: ۱۱۲۳۲

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۴۵۸، رقم: ۲۷۲۲۰

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۴۲۴، رقم: ۳۷۰۰۷

۷۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۱، رقم: ۴۱۹۳

۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹: ۵۵، ۶۹، رقم: ۹۵، ۱۳۴

۹۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۵: ۲۲۰

۱۰۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۱۹۷

←

’’جب حضور ﷺ مسرور ہوتے تو آپ ﷺ کے روئے منور سے نُور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتی تھیں، یوں لگتا جیسے چہرۂ اقدس چاند کا ٹکڑا ہو اور اس سے ہم جان لیتے (کہ آقا ﷺ خوشی کے عالم میں ہیں)۔‘‘

۲۔ یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفر اور حضر میں آپ ﷺ کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ ہجرت کے موقع پر غارِ ثور میں حضور ﷺ نے آپ کے زانوؤں پر سر رکھ کر استراحت فرمائی اور آپ ﷺ نے چہرۂ انور کی قریب سے زیارت کا اعزاز حاصل کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

کان وجه رسول اللہ ﷺ کدارة القمر۔(۱)

’’حضور ﷺ کا روئے منور (چودھویں کے) چاند کے (حلقہ اور) دائرہ کی مانند (دکھائی دیتا) تھا۔‘‘

۳۔ حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ سُرخ چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور ﷺ کے چہرۂ انور کی زیارت کرتا بالآخر دل بے اختیار ہو کر پُکار اُٹھا:

فلهو عندی أحسن من القمر۔(۲)

’’آپ ﷺ میرے نزدیک چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔‘‘

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

........۱۱۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۱۶۳، رقم: ۲۵۱

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۱۲

۲۔ ہندی، کنزالعمال، ۷:۱۶۲، رقم: ۱۸۵۲۶

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۹، رقم: ۱۰

۲۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱:۲۲۴

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۱۹۶

فنور وجهه ﷺ ذاتی، لا ینفك عنه ساعة فی اللیالی و الأیام، و نور القمر مکتسب مستعار ینقص تارة ویخسف أخریٰ۔(۱)

’’حضور ﷺ کے چہرۂ انور کا نُور دن رات میں کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ چاند کے برعکس یہ حضور ﷺ کا ذاتی وصف ہے، چاند کا نور تو سُورج سے مستعار ہے، اس لئے اس میں کمی بھی آجاتی ہے حتیٰ کہ کبھی تو بالکل بے نُور ہو جاتا ہے۔‘‘

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روئے منور کے حوالے سے فرماتے ہیں:

یتلألؤ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر۔(۲)

’’حضور ﷺ کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔‘‘

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

و کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس وجها و أنورهم لونا، لم یصفه واصف قط الا شبه وجهه بالقمر لیلة البدر، وکان عرقه فی وجهه مثل اللؤلو۔(۳)

’’حضور ﷺ سب سے بڑھ کر حسین وجمیل اور خوش منظر تھے۔ جس شخص نے بھی حضور ﷺ کی توصیف و ثناء کی اُس نے چہرۂ انور کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی، اور آپ ﷺ کے روئے منور پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح (چمکتے) تھے۔‘‘

حضور ﷺ کے روئے منور کو چاند سے تشبیہ دینے کے حوالے سے ابن دحیہ

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل علی الشمائل المحمدیہ، ۱:۵۶

(۲) ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۵، رقم: ۸

(۳) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲:۳۱۲

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۰

کہتے ہیں:

لأن القمر يؤنس كل من شاهده و يَجْمَعُ النور من غير أذى حَرّ، و يتمكن من النظر إليه بخلاف الشمس التى تُعشى البصر فتمنع من الرؤية۔(۱)

’’چونکہ چاند اپنے دیکھنے والے کو مانوس کرتا ہے، چاند سے روشنی کا حصول گرمی کے بغیر ہوتا ہے اور اُس پر نظر جمانا بھی ممکن ہوتا ہے، بخلاف سورج کے کہ اس کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور (کسی چیز کو) دیکھنے سے عاجز آ جاتی ہیں۔‘‘

شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

إنما آثر القمر بالذكر دون الشمس لأنه ﷺ محا ظلمات الكفر كما أن القمر محا ظلمات الليل(۲)

’’(چہرۂ انور کو) سورج سے تشبیہ نہ دے کر چاند سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے کفر کی تاریکیوں کو اسی طرح دور کر دیا جس طرح چاند اندھیری رات کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے۔‘‘

۶۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ان رسول الله ﷺ دخل عليها مسروراً، تبرق أسارير وجهه۔(۳)

---

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۴۱
(۲) ابراہیم بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۹
(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۳۰۴، باب صفۃ الانبیاء، رقم: ۳۳۶۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲:۱۰۸۱، کتاب الرضاع، رقم: ۱۴۵۹
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۴۴۰، کتاب الولاء والھبۃ، رقم: ۲۱۲۹
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۲:۲۸۰، کتاب الطلاق، رقم: ۲۲۶۷

←

’’آپ ﷺ میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ شاداں و فرحاں تھے، چہرۂ اقدس کے تمام خدو خال نُور کی طرح چمک رہے تھے۔‘‘

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

فی صفته عليه الصلوة والسلام: إذا سُر فكأنّ وجهه المرآة، وكأن الجدر تلاحك وجهه، أى يرى شخص الجدر فی وجهه ﷺ۔(۱)

’’یہ بھی آپ ﷺ کی صفات میں سے تھا کہ جب آپ ﷺ مسرور ہوتے تو روئے منور آئینے کی طرح (شفاف اور مجلّا) ہو جاتا گویا کہ دیواروں کا عکس آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس میں صاف نظر آتا۔‘‘

۷۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حفصہ بنت رواحہ سے سوئی عاریتاً لے کر رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک وہ میرے ہاتھ سے گر گئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے:

فتبينت الابرة من شعاع نور وجههﷺ۔(۲)

’’حضور ﷺ کے چہرۂ اقدس سے نکلنے والے نُور کی وجہ سے مجھے اپنی گم شدہ

------ ۵۔ نسائی، السنن، ۶: ۱۸۴، کتاب الطلاق، رقم: ۳۴۹۳
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۸۲، رقم: ۲۴۵۷۰
۷۔ دارقطنی، السنن، ۴: ۲۴۰، رقم: ۱۳۱
۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۷: ۴۴۷، رقم: ۱۳۸۳۳
۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۲۶۵، رقم: ۲۱۰۶۱
۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۶۳

(۱) ابن اثیر، النہایہ، ۴: ۲۳۸، ۲۳۹

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۵
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۷

سوئی مل گئی۔‘‘

چہرۂ مبارک ...... صداقت کا آئینہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ اسلام کے دامنِ رحمت میں آنے سے پہلے جب میں نے نبئ آخر الزماں ﷺ کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بارے میں سنا تو نبوت کی دعویدار اس ہستی کو دیکھنے کے لئے آیا، اس وقت آپ ﷺ مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔

فلما استبنت وجه رسول اللہ ﷺ عرفت أنّ وجهه ليس بوجه كذابٍ۔(۱)

’’پس جب میں نے حضور ﷺ کا چہرۂ اقدس دیکھا تو میرا دل پکار اُٹھا کہ یہ (نورانی) چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہوسکتا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۶۵۲، ابواب صفۃ القیامہ، رقم: ۲۴۸۵
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۱:۴۲۳، کتاب اقامۃ الصلوۃ والسنہ فیھا، رقم: ۱۳۳۴
۳۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۴، رقم: ۴۲۸۳
۴۔ حاکم، المستدرک، ۴:۱۷۶، رقم: ۷۲۷۷
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۴۵۱
۶۔ دارمی، السنن، ۱:۴۰۵، رقم: ۱۴۶۰
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲:۵۰۲، رقم: ۴۴۲۲
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۲۱۶، رقم: ۳۳۶۱
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵:۲۴۸، رقم: ۲۵۷۴۰
۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۵
۱۱۔ ابن عبدالبر، الدرریہ، ۱:۸۵
۱۲۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۴:۱۱۸
۱۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۳۱۴

حضرت حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أتيت رسول الله ﷺ وهو بمنى أو بعرفات، وقد أطاف به الناس، قال: فتجئ الأعراب فإذا رأوا وجهه، قالوا: هٰذا وجهٌ مبارك ۔(۱)

''میں منیٰ یا عرفات کے مقام پر حضور ﷺ کی بارگاہِ (بیکس پناہ) میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) حضور ﷺ کی زیارت کے لئے لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں پس میں نے مشاہدہ کیا کہ دیہاتی آتے اور جب وہ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کی زیارت کرتے تو بے ساختہ پکار اُٹھتے کہ یہ بڑا ہی مبارک چہرہ ہے۔''

سالارِ قافلہ کی بیوی کی شہادت

طارق بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے قافلے نے مضافاتِ مدینہ میں پڑاؤ ڈالا، ہمارے قافلے میں نبیٔ آخرالزماں ﷺ تشریف لائے۔ اُس وقت تک ہم حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس سے آشنا نہیں تھے، آقائے محتشم ﷺ کو ہمارا سُرخ اُونٹ پسند آ گیا، اُونٹ کے مالک سے سودا طے ہوا، لیکن اس وقت حضور ﷺ کے پاس رقم نہ تھی، آپ ﷺ نے طے شدہ رقم بھجوانے کا وعدہ کیا اور سُرخ اُونٹ لے کر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ آپ ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد اہلِ قافلہ اپنے خدشات کا اظہار کرنے لگے کہ ہم نے تو سُرخ اُونٹ کے خریدار کا نام تک دریافت نہیں کیا اور محض وعدے پر اُونٹ ایک اجنبی کے حوالے کر دیا ہے، اگر اُونٹ کے خریدار نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا تو کیا ہوگا؟ لوگوں کی قیاس آرائیاں سننے کے بعد سالارِ قافلہ کی بیوی قافلے والوں کو

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲:۱۴۴، کتاب الحج، رقم: ۱۷۴۲
۲۔ بخاری، الادب المفرد، ۱:۳۹۲، رقم: ۱۱۴۸
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳:۲۶۱، رقم: ۳۳۵۱
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۲۸، رقم: ۸۷۰۱
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳:۲۶۹

مخاطب کر کے یوں گویا ہوئی:

لاتلاوموا، فإني رأيت وجه رجل لم يكن ليحقركم، ما رأيت شيئا أشبه بالقمر ليلة البدر من وجهه(۱)

’’تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو، بیشک میں نے اس شخص کا چہرہ دیکھا ہے (اور میں یقین سے کہہ سکتی ہوں کہ) وہ ہرگز تمہیں رسوا نہیں کرے گا۔ میں نے اس شخص کے چہرے سے بڑھ کر کسی چیز کو چودھویں کے چاند سے مشابہ نہیں دیکھا۔‘‘

جب شام ہوئی تو ایک شخص آیا اور کہنے لگا: ’’میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں، یہ کھجوریں لو پیٹ بھر کر کھا بھی لو اور اپنی قیمت بھی پوری کر لو۔‘‘ تو ہم نے خوب سیر ہو کر کھجوریں کھائیں اور (اونٹ کی) قیمت بھی پوری کر لی۔

۳۔ سرِ انور

سردارِ دو جہاں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا سرِ انور مناسب حد تک بڑا اور حسنِ اِعتدال کے ساتھ وقار و تمکنت کا مظہرِ اتم دکھائی دیتا تھا۔ اس سے دیکھنے والے کے دل و دماغ میں آپ ﷺ کے سردارِ قوم ہونے اور آپ ﷺ کی شخصی وجاہت وعظمت کا دائمی تاثر قائم ہوتا۔

۱۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۱۸، رقم: ۶۵۶۲
۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۸، رقم: ۴۲۱۹
۳۔ ابن اسحاق، السیرۃ، ۴: ۲۱۶
۴۔ قسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۲: ۲۰۰
۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۳: ۶۴۹

كان رسول الله ﷺ ضخم الرأس۔(۱)

''رسولِ اکرم ﷺ کا سرِ اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔''

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ عظيم الهامة۔(۲)

''رسولِ اکرم ﷺ کا سرِ انور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔''

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۲۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۳۷
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۸۹، ۹۶، ۱۰۱، ۱۲۷
۳۔ بخاری، الادب المفرد: ۴۴۵، باب الجفاء، رقم: ۱۳۱۵
۴۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۱: ۸
۵۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۲، رقم: ۴۱۹۴
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۹۳، رقم: ۱۵۲
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۴۹، رقم: ۱۴۱۴
۸۔ بزار، المسند، ۲: ۱۱۸، ۲۵۳، ۲۵۶
۹۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۴، رقم: ۱۷۱
۱۰۔ ضیاء مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۲: ۳۵۰، ۳۶۸، رقم: ۷۳۱، ۷۵۱
۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱
۱۲۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۵، رقم: ۸
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۷، رقم: ۶۳۱۱
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۷
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۱۶
۵۔ ابو یعلی، المسند، ۱: ۱۸۷، ۳۰۳، رقم: ۲۱۷
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۳۰
۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۹۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

سر کا غیر معمولی طور پر بڑا یا چھوٹا ہونا انسانی شخصیت کے ظاہری حسن کو عیب دار بنا دیتا ہے۔ جبکہ اعتدال و موزونیت کے ساتھ سر کا بڑا ہونا وقار و رعنائی، عقل و دانش اور فہم وبصیرت کی دلیل ہے۔ اسی بات کی وضاحت کرتے ہوئے شیخ ابراہیم بیجوریؒ فرماتے ہیں:

عظم الرأس دليلٌ على كمال القوىٰ الدماغية، و هو آية النجابة۔(۱)

’’سرِ (اقدس) کا بڑا ہونا دماغی قویٰ کے کامل ہونے کے ساتھ ساتھ سردارِ قوم ہونے کی بھی دلیل ہے۔‘‘

اعتدال کے ساتھ سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہے جیسا کہ عبدالرؤف مناوِیؒ فرماتے ہیں:

و عظم الرأس ممدوحٌ لأنه أعون على الإدراكات و الكمالات۔(۲)

’’سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہوتا ہے، کیونکہ یہ اَمر (حقائق کی) معرفت اور کمالات کے لئے معین و مددگار رہوتا ہے۔‘‘

۴۔ موئے مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سرِ انور پر مبارک بال نہایت حسین اور جاذب نظر تھے، جیسے ریشم کے سیاہ گچھے، نہ بالکل سیدھے اور نہ پوری طرح گھنگھریالے بلکہ نیم خمدار جیسے ہلالِ عید، اور ان میں بھی اِعتدال، توازُن اور تناسب کا حسین امتزاج پایا جاتا تھا۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کی سیاہ زلفوں کی قسم کھاتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

وَ اللَّيۡلِ اِذَا سَجٰى○ (۳)

---

(۱) بیجوری، المواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ: ۱۳

(۲) مناوی، حاشیہ برجمع الوسائل، ۱: ۴۲

(۳) القرآن، الضحیٰ، ۹۳: ۲

’’(اے حبیبِ مکرم!) قسم ہے سیاہ رات کی (طرح آپ کی زلفِ عنبریں کی) جب وہ (آپ کے رُخِ زیبا یا شانوں پر) چھا جائے۔‘‘

یہاں تشبیہ کے پیرائے میں آپ ﷺ کے گیسوئے عنبریں کا ذکر قسم کھا کر کیا گیا جو دراصل محبوب ﷺ کے حسن و جمال کی قسم ہے۔ روایات میں مذکور ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو حضور علیہ السلام سے اس قدر والہانہ محبت تھی کہ ان کی نگاہیں ہمہ وقت آپ ﷺ کے چہرۂ انور کا طواف کرتی رہتیں۔ وہ آپ ﷺ کی خمدار زلفوں کے اسیر تھے اور اکثر اپنی محفلوں میں آپ ﷺ کی زلفِ عنبریں کا تذکرہ والہانہ انداز سے کیا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان شعر النبى ﷺ رجلا، لا جعْدَ و لا سبط۔(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ کی زلفیں نہ تو مکمل طور پر خمدار تھیں اور نہ بالکل سیدھی اکڑی ہوئی بلکہ درمیانی نوعیت کی تھیں۔‘‘

۲۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے گیسوئے عنبریں کی مختلف کیفیتوں کو اُن کی لمبائی کے پیمائش کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بڑے اچھوتے اور دل نشیں انداز سے بیان کیا ہے۔ اگر زلفانِ مقدس چھوٹی ہوتیں اور آپ ﷺ کے کانوں کی لوؤں کو چھونے لگتیں تو وہ پیار سے آپ ﷺ کو ’’ذی لمة (چھوٹی زلفوں والا)‘‘ کہہ کر پکارتے، جیسا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيت من ذى لمة أحسن فى حلة حمراء من رسول اللہ ﷺ، شعره يضرب منكبه۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۸
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲
۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۲۰

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۱، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۱

←

’’میں نے کانوں کی لو سے نیچے لٹکتی زلفوں والا سرخ جبہ پہنے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔‘‘

۳۔ کتبِ حدیث میں درج ہے کہ ایک دفعہ ابو رمثہ تمیمی رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، بعد میں اُنہوں نے اپنے ہم نشینوں سے ان حسین لمحات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے آپ ﷺ کی زلفِ عنبرین کا تذکرہ یوں کیا:

وله لمة بهما ردع من حناء.(۱)

’’آپ ﷺ کی مبارک زلفیں آپ ﷺ کے کانوں کی لو سے نیچے تھیں جن کو مہندی سے رنگا گیا تھا۔‘‘

۴۔ صحیح بخاری کی روایت میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ تاجدارِ کائنات ﷺ کی زلفِ سیاہ کے حسن و جمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

له شعر يبلغ شحمة اليسرى، رأيتهٗ في حلة حمرآء لم أر شيئًا قط

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۱۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴

۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب الفضائل، رقم: ۳۶۳۵

۵۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۱، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۳

۶۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۱، رقم: ۴

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۰

۸۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۲۳

۹۔ ابن حبان اصبہانی، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۲۷، رقم: ۴

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۶۳

۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۳۳۷، رقم: ۵۹۹۵

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۱۲، رقم: ۹۳۲۸

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۲۷۹، رقم: ۷۱۶

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۸

أحسن منه۔(۱)

’’آپ ﷺ کی زلفیں کانوں کی لو تک نیچے لٹکتی رہتیں، میں نے سرخ جبہ میں حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔‘‘

۵۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و کان له شعر فوق الجُمّة و دون الوفرة۔(۲)

آپ ﷺ کی زلفیں کانوں اور شانوں کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔

ابوداؤد کی عبارت میں **فوق الوفرة و دون الجمة** کے الفاظ ہیں۔

۶۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آپ ﷺ کی معنبر زلفیں قدرے بڑھ جاتیں اور کانوں کی لوؤں سے تجاوز کرنے لگتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کو ’’**ذی وفرة** (لٹکتی ہوئی زلفوں والا)‘‘ کہنے لگتے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی زلفِ مشکبار کا تذکرہ یوں کیا:

کان نبی اللہ ﷺ ذو وفرة۔(۳)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ لٹکتی ہوئی زلفوں والے تھے۔‘‘

۷۔ اگر شبانہ روز مصروفیات کے باعث بال مبارک نہ ترشوانے کی وجہ سے آپ ﷺ کی زلفیں بڑھ کر مبارک شانوں کو چھونے لگتیں تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرطِ محبت سے آپ ﷺ کو ’’**ذی جمة** (کاندھوں سے چھوتی ہوئی زلفوں والا)‘‘ کہہ کر پکارتے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ مربوعاً بعید ما بین المنکبین، وکانت جمته تضرب شحمة أذنیه۔(۴)

(۱) بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۳، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۵۵

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۲، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۸۷

(۳) ابن عساکر، السیرة النبویه، ۳: ۱۴۹

(۴) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیه، ۱: ۴۸، رقم: ۲۶

←

''حضور ﷺ میانہ قد تھے۔ آپ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ ﷺ کی زلفیں آپ ﷺ کے مبارک کانوں کی لو کو چھوتی تھیں۔''

۸۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے:

ان رسول الله ﷺ كان يضرب شعره منكبيه۔ (۱)

''حضور ﷺ کی زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتی تھیں۔''

۹۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے سراپائے مبارک کا ذکر محبت بھرے انداز میں کمالِ وارفتگی کے ساتھ کرتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ کی عنبر بار زلفوں کا ذکر کرتے ہوئے مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ حسن الشعر۔ (۲)

''رسولِ اکرم ﷺ کے موئے مبارک نہایت حسین وجمیل تھے۔''

۱۰۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

رجل الشعر إن انفرقت عقيقته‘ فرقها و إلا فلا يجاوز شعرة شحمة أذنيه إذا هو و فره۔ (۳)

''آپ ﷺ کے بال مبارک خمیدہ تھے، اگر سر اقدس کے بالوں کی مانگ

.... ۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۷۷

۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۲

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۹، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۸

۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۱۹، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۷۲

۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۳۴، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۳۳

(۲) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۱۷

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۷

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸

۲۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۵

←

بسہولت نکل آتی تو نکال لیتے تھے ورنہ نہیں۔ آپ ﷺ کے سرِاقدس کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے۔‘‘

۱۱۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ شديد سواد الرأس واللحية۔(۱)

’’حضور ﷺ کی ریش مبارک اور سرِ انور کے بال گہرے سیاہ رنگ کے تھے۔‘‘

۱۲۔ آپ ﷺ کے آرائشِ گیسو کے مبارک معمول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يسدل ناصيته سدل أهل الكتاب، ثم فرق بعد ذلك فرق العرب ۔(۲)

’’حضور نبئ اکرم ﷺ پیشانی اُقدس کے اوپر سامنے والے بال بغیر مانگ نکالے پیچھے ہٹا دیتے تھے جیسا کہ اہلِ کتاب کرتے ہیں، لیکن بعد میں آپ ﷺ اس طرح مانگ نکالتے جیسے اہلِ عرب نکالا کرتے۔‘‘

۵۔ جبینِ پُرنور

تاجدارِ کائنات حضور نبئ اکرم ﷺ کی مبارک پیشانی فراخ، کشادہ، روشن اور چمکدار تھی جس پر ہر وقت خوشی و اطمینان اور سرور ومسرت کی کیفیت آشکارا رہتی۔ جو کوئی آقائے دو عالم ﷺ کی مبارک پیشانی پر نظر ڈالتا تو اُس پر موجود خاص چمک دمک اور تابانی دیکھ کر مسرور ہو جاتا، اُس کا دل یک گونہ سکون اور اطمینان کی دولت سے مالا مال ہو جاتا ۔

------۳۔ ابن حبان بستی، الثقات، ۲:۱۴۵
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵، رقم:۴۱۴

(۱) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۱۷
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۸

(۲) ۱۔ ابن حبان بستی، الثقات، ۷:۳۴، رقم:۸۸۷۹
۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۸:۴۳۷، رقم:۴۵۴۵

آپ ﷺ کی کشادہ اور پرنور پیشانی مبارک ہر قسم کی ظاہری و باطنی آلائشوں اور کثافتوں سے پاک تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے آپ ﷺ کی پیشانیٔ انور پر کبھی بھی اُکتاہٹ اور بیزاری کی کیفیت نہیں دیکھی۔ آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پھولوں کی طرح تر و تازہ اور ماہِ تاباں کی طرح روشن و آبدار تھی، جس پر کبھی شکن نظر نہ آئی۔ آپ ﷺ ملاقات کے لئے آنے والوں سے اِس قدر خندہ پیشانی سے پیش آتے کہ آپ ﷺ کی شخصیت کے نقوش مخاطبین کے دلوں پر نقش ہو جاتے اور وہ آپ ﷺ کی مجلس سے موانست، چاہت اور اپنائیت کا اِحساس لے کر لوٹتے۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ واسع الجبین۔(۱)

''رسول اللہ ﷺ کشادہ پیشانی والے تھے۔''

۲۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اوصافِ مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے تو کہتے:

کان مفاض الجبین۔(۲)

''حضور ﷺ کی جبینِ اقدس کشادہ تھی۔''

۳۔ کتب سیر و تاریخ میں ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کے

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۶، رقم:۸
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۵، رقم: ۴۱۴
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵، رقم: ۲۴
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۴،۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴
۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۷
۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۵

ذریعہ نبیٔ آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعثتِ مبارکہ کی خبر دی اور آقائے دوجہاں ﷺ کا حُلیہ مبارک بیان فرماتے ہوئے خصوصاً سرکار دوعالم ﷺ کی جبینِ اقدس کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا:

الصلت الجبين۔(۱)

’’(وہ نبی) کشادہ پیشانی والے ہیں۔‘‘

۴۔ حافظ ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أجلى الجبين، إذا طلع جبينه من بين الشعر أو طلع من فلق الشعر أو عند الليل أو طلع بوجهه على الناس، تراءى جبينه كأنه السراج المتوقد يتلألأُ، كانوا يقولون هو ﷺ۔(۲)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک پیشانی روشن تھی۔ جب موئے مبارک سے پیشانی ظاہر ہوتی، یا دن کے وقت ظاہر ہوتی، یا رات کے وقت دکھائی دیتی یا آپ ﷺ لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اُس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پُکار اُٹھتے کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔‘‘

۵۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دن چرخہ کات رہی تھیں اور آقائے دوجہاں ﷺ اپنے پاپوش مبارک کو پیوند لگا رہے تھے۔ اس حسین منظر کے حوالے سے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

---

(۱) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱:۳۴۵

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۷۸

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۲:۷۸

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۶۲

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۱

۲۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۲۰۲

فجعل جبينه‘ يعرق، و جعل عرقه يتولد نوراً، فبهت، فنظر إلیّ رسو ل الله ﷺ، فقال: ما لك يا عائشة بهت؟ قلت: جعل جبين يعرق، وجعل عرقك يتولد نوراً، و لو رأ ك أبو كبير الهذلی لعلم أنك أحق بشعر ۔(۱)

’’پس آپ ﷺ کی مبارک پیشانی پر پسینہ آیا، اُس پسینہ کے قطروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھی، میں اُس حسین منظر کو دیکھ کر مبہوت ہوگئی۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: عائشہ! تجھے کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اگر ابوکبیر ھذلی آپ ﷺ کی اِس کیفیت کا مشاہدہ کرلیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں۔‘‘

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سنی تو از رہِ استفسار فرمایا کہ ابوکبیر ھذلی نے کونسا شعر کہا ہے؟ اس پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھا:

فإذا نظرتُ إلی أسرة وجهه
برقت كبرق العارض المتهلل(۲)

(جب میں نے اُس کے رخِ روشن کو دیکھا تو اُس کے رخساروں کی روشنی یوں چمکی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔)

شاعرِ رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی روشن پیشانی کا لفظی مرقع اپنے ایک شعر میں یوں پیش کیا ہے:

متی يبد فی الداجی البهيم جبينه
يلح مثل مصباح الدجی المتوقد(۳)

(۱) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۷۴
(۲) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۷۴
(۳) ا۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۶۷

←

(رات کی تاریکی میں حضور ﷺ کی جبینِ اقدس اس طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے جیسے سیاہ اندھیرے میں روشن چراغ۔)

۶۔ اَبرو مبارک

حضور تاجدارِ کائنات ﷺ کے اَبرو مبارک گہرے سیاہ، گنجان اور کمان کی طرح خمیدہ و باریک تھے۔ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ چھپی رہتی لیکن جب کبھی آپ ﷺ غیظ اور جلال کی کیفیت میں ہوتے تو وہ رگ اُبھر کر نمایاں ہو جاتی جسے دیکھ کر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جان لیتے کہ آقائے دو جہاں ﷺ کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آنے کی وجہ سے کبیدہ خاطر ہیں۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أزج الحواجب سوابغ في غير قرن، بينهما عرق يدره الغضب۔(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ کے اَبرو مبارک (کمان کی طرح) خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے اور دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔‘‘

........۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۴۲۲، رقم: ۱۵۲۰۴

۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۴۹

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۲، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۴، ۲۱۵

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵: ۲۴

۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۲

۲۔ باریک ابروؤں کے بارے میں ایک اور روایت یوں ہے:

كان رسول الله ﷺ دقيق الحاجبين۔(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ کے اَبرو مبارک نہایت باریک تھے۔‘‘

حضور ﷺ کے دونوں ابروؤں کے درمیان فاصلہ بہت کم تھا، اس کا اندازہ روئے منور کو بغور دیکھنے سے ہی ہوتا تھا ورنہ عام حالت میں یوں لگتا تھا کہ اُن کے درمیان سرے سے کوئی فاصلہ ہی نہیں۔ جیسا کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ مقرون الحاجبين۔(۲)

’’رسولِ اکرم ﷺ کے ابرو مقدس آپس میں متصل تھے۔‘‘

بادیٔ النظر میں مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں تعارض محسوس ہوتا ہے۔ پہلی روایت ہے کہ ابرو مبارک ملے ہوئے نہ تھے جبکہ دوسری روایت میں یہ مذکور ہے کہ ابرو مبارک ملے ہوئے تھے۔ ائمہ نے ان دونوں روایات کے درمیان تطبیق یوں کی ہے:

الفرجة التى كانت بين حاجبيه يسيرة، لا تبين إلا لمن دقق النظر۔(۳)

’’دونوں ابروؤں کے درمیان اتنا کم فاصلہ تھا جو صرف بغور دیکھنے سے محسوس ہوتا تھا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۷۴

۲۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۲: ۲۱

(۲) ۱۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱: ۲۴۵

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۹۱، رقم: ۵۴۸۴

۴۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۲: ۲۲

(۳) حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۳۲۳

۷۔ چشمانِ مقدسہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو انتہائی وجیہ، خوبصورت اور روشن چہرۂ اقدس عطا فرمایا تھا۔ اس چہرۂ انور کی رعنائی و زیبائی کو آپ ﷺ کی خوبصورت اور فراخ آنکھیں چار چاند لگا رہی تھیں۔ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں پُرکشش جاذبِ نظر اور حسن و زیبائی کا بے مثال مرقع تھیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ کی مبارک آنکھیں خوب سیاہ، کشادہ، خوب صورت اور پُرکشش تھیں۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان أدعج العينين.(۱)

''رسولِ اکرم ﷺ کی آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں۔''

۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں گہری سیاہ، دراز اور گھنی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان أهدب أشفار العينين.(۲)

''آپ ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں نہایت دراز تھیں۔''

۳۔ قافلۂ ہجرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے پڑاؤ پر پہنچا تو وہ حسنِ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ کر تصویرِ حیرت بن گئیں، حسنِ مصطفیٰ کی منظرکشی کرتے ہوئے وہ فرماتی ہیں:

في أشفاره وطف.(۳)

''حضور ﷺ کی پلکیں دراز ہیں۔''

---

(۱) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۳

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۰

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۲

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۴

۲۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۷۴

(۳) ۱۔ حسان بن ثابت، دیوان: ۵۸

←

۴۔ آپ ﷺ کی آنکھوں کے اندر پتلی مبارک نہایت سیاہ تھی، اُن میں کسی اور رنگ کی جھلک نہ تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

وکان أسود الحدقة۔(۱)

''رسول اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی پتلی نہایت ہی سیاہ تھی۔''

۵۔ پتلی کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا مگر اُس میں سرخی ہم آمیز یعنی گھلی ہوئی نظر آتی تھی، یوں لگتا تھا کہ اس میں ہلکا سا سرخ رنگ کسی نے گھول کر ملا دیا ہے اور دیکھنے والے کو وہ سرخ ڈورے دکھائی دیتے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أشکل العینین۔(۲)

''حضور ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کے سفید حصے میں سرخ رنگ کے ڈورے دکھائی دیتے تھے۔''

........۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۷۹

۵۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۷۹

۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۹

۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۲۳

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۱۶

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۲

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۷

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۲۵۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۹

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۹، رقم: ۶۲۸۸

۶۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی آنکھیں قدرتی طور پر سرمگیں تھیں اور جو ان چشمانِ مقدسہ کو دیکھتا وہ یہ سمجھتا کہ آپ ﷺ ابھی ابھی سرمے کی سلائی ڈال کر آئے ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كنتُ إذا نظرتُ إليه، قلتُ: أكحل العينين وليس بأكحل۔(۱)

''میں جب بھی آقا ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کا نظارہ کرتا تو اُن میں سرمہ لگا ہونے کا گمان ہوتا حالانکہ حضور ﷺ نے اس وقت سرمہ نہ لگایا ہوتا۔''

۷۔ حضور ﷺ بچپن میں بھی جب نیند سے بیدار ہوتے تو سر کے بال اُلجھے ہوئے ہوتے نہ آنکھیں بوجھل ہوتیں بلکہ آپ ﷺ خندہ بہ لب اور شگفتہ گلاب کی طرح تروتازہ ہوتے اور قدرتی طور پر آنکھیں سرمگیں ہوتیں۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابو طالب نے فرمایا:

كان الصبيان يصبحون رُمصاً شعثا، و يصبح رسول الله ﷺ، دهيناً كحيلاً۔(۲)

''عام طور پر بچے جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں بوجھل اور سر کے بال الجھے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن جب حضور ﷺ بیدار ہوتے تو آپ ﷺ کے سرِ انور میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔''

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۵
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷
۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۳

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۲۰
۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۲: ۲۸۳
۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۴۱
۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۱: ۱۸۹
۵۔ ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۳۱

۸۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی خوبصورت آنکھیں بڑی حیادار تھیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ ہم نے کبھی بھی حضور ﷺ کو کسی کی طرف آنکھ بھر کر تکتے ہوئے نہ دیکھا بلکہ آپ ﷺ کی مبارک آنکھیں غایت درجہ شرم و حیاء کی وجہ سے زمین کی طرف جھکی رہتی تھیں۔ حضور ﷺ کو اکثر گوشۂ چشم سے دیکھنے کی عادت تھی، جب کبھی کسی طرف دیکھتے تو تھوڑی اوپر آنکھ اٹھاتے اور اسی سے دیکھ لیتے۔ آپ ﷺ کی اس ادائے محبوبانہ کا ذکر روایات میں یوں مذکور ہے:

خافض الطرف، نظره إلی الأرض أکثر من نظره إلی السماء۔(۱)

''آپ ﷺ کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی۔''

گوشۂ چشم سے دیکھنا کمال شفقت و الفت کا انداز لئے ہوئے تھا جبکہ جھکی ہوئی نظریں بغایت درجہ شرم و حیاء پر دلالت کرتی ہیں۔ آپ ﷺ سے بڑھ کر کون عفت مآب اور حیا دار ہوسکتا تھا مگر جب کبھی اللہ رب العزت کا پیغام آتا اور نزولِ وحی کا وقت ہوتا تو آپ ﷺ کی مبارک نظریں آسمان کی طرف اُٹھتیں اور آپ ﷺ پلٹ پلٹ کر آسمان کی طرف نگاہ کرتے جیسے تبدیلیٔ قبلہ کا حکم نازل ہوا تو اس وقت بھی آپ ﷺ چہرۂ انور کو بار بار اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا:

قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۔(۲)

''(اے حبیب!) ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں۔''

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۸، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۳۲

۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۳۰

(۲) القرآن، البقرہ، ۲:۱۴۴

۸۔ بصارتِ مصطفیٰ ﷺ کا غیر معمولی کمال

اللہ رب العزت نے انسان کو کائناتِ خارجی کے مشاہدے کے لئے بصارت اور کائناتِ داخلی کے مشاہدے کے لئے بصیرت عطا فرمائی۔ مؤخر الذکر کو حضور نبی اکرم ﷺ نے مومن کی بصیرت کہہ کر نورِ خدا قرار دیا، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

إتقوا فراسة المؤمن فإنه ینظر بنور اللہ۔(۱)

’’مردِ مومن کی فراست (اور بصیرت) سے ڈرا کرو کیونکہ وہ خدا کے نور سے دیکھتا ہے۔‘‘

جب ایک مردِ مومن کی بصیرت کا یہ عالم ہے تو آقائے دو جہاں ﷺ جو اللہ رب العزت کے محبوب و مقرب بندے اور رسول ہیں ان کی بصیرت کی ہمہ گیر وسعتوں اور رفعتوں کا عالم کیا ہوگا اس کا اندازہ کرنا کسی بھی فردِ بشر کے بس کی بات نہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کو باطنی بصیرت اور ظاہری بصارت دونوں خوبیاں بڑی فیاضی اور فراخدلی سے عطا کی گئیں۔ عام انسانوں کے برعکس حضور ﷺ اپنے پیچھے بھی دیکھنے پر قدرت رکھتے تھے اور رات کی تاریکی میں دیکھنا بھی آپ کے لئے ممکن تھا۔

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۲۹۸، ابواب التفسیر، رقم: ۳۱۲۷
۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۷: ۳۵۴، رقم: ۱۵۲۹
۳۔ قضاعی، مسند الشھاب، ۱: ۳۸۷، رقم: ۶۶۳
۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۳: ۳۱۲، رقم: ۳۲۵۴
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۶۸
۶۔ طبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ۱۴: ۴۶
۷۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۱۰: ۴۳
۸۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۲۶
۹۔ ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۶: ۱۱۸
۱۰۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۲۳۳

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

هل ترون قبلتی هاهنا؟ فو اللّٰه! ما یخفی علیّ خشو عکم و لا رکوعکم، إنی لأرا کم من وراء ظهری۔(۱)

''تم میرا چہرہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم! تمہارے خشوع (وخضوع) اور رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں، میں تم کو اپنے پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔''

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

أیها الناس! إنی إمامکم فلا تسبقونی بالرکوع و لا بالسجود، ولا بالقیام ولا بالا نصراف فإنی أراکم أمامی و من خلفی۔(۲)

''اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور نماز ختم کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو، میں تمہیں اپنے سامنے اور پچھلی طرف (یکساں) دیکھتا ہوں۔''

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللّٰه ﷺ یری باللیل فی الظلمة کما یری بالنهار من الضوء۔(۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۱۶۱، کتاب المساجد، رقم: ۴۰۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۱۹، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۲۴
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۶: ۷۳
۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۳۸۶
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۴
۶۔ ابن جوزی، الوفاء: ۳۴۹، رقم: ۵۰۸

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۸۰، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۲۶
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۵
۳۔ ابن خزیمۃ، الصحیح، ۳: ۱۰۷، رقم: ۱۷۱۶

(۳) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۶: ۷۵

←

’’رسول اللہ ﷺ جس طرح دن کے اُجالے میں دیکھتے تھے اُسی طرح رات کی تاریکی میں بھی دیکھتے تھے۔‘‘

۴۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے فرمایا:

أنی أرَی ما لا ترون۔(۱)

’’میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔‘‘

۵۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إن اللہ زوی لِیَ الأرض، فرأیتُ مشارقها و مغاربها۔(۲)

’’بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے شرق و غرب کو دیکھا۔‘‘

.......۲۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۴: ۲۷۲

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۰۴

۴۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۳۸۶

۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۴۹، رقم: ۵۱۰

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۵۶، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۱۰

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳

۴۔ بزار، المسند، ۹: ۳۵۸

۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۵۸، رقم:

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۵۲، رقم: ۱۳۱۱۵

۷۔ شعب الایمان، ۱: ۴۸۴، رقم: ۷۸۳

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۹: ۴۲:۱

۹۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۱۵، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، رقم: ۲۸۸۹

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۷۲، ابواب الفتن، رقم: ۲۱۷۶

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۹۷، کتاب الفتن والملاحم، رقم: ۴۲۵۲ ←

۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن الله قد رفع لي الدنيا، فأنا أنظر إليها و إلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة، كأنما أنظر إلى كفي هذه۔(۱)

''بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا اٹھا کر میرے سامنے کردی۔ پس میں دنیا میں جو واقع ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اُسے یوں دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔''

۷۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إن موعدكم الحوض، و إني لأنظر إليه من مقامي هذا۔(۲)

''بیشک (میرے ساتھ) تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور میں اُسے یہاں اِس مقام سے دیکھ رہا ہوں۔''

۸۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

ما من شئی كنت لم أره إلا قد رأيته في مقامي هذا، حتى الجنة والنار۔(۳)

........۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۷۸، رقم: ۲۲۴۴۸

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۲۲۱، رقم: ۷۲۳۸

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱۱: ۴۵۸، رقم: ۱۱۷۴۰

(۱) ۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۷

۲۔ نعیم بن حماد، السنن، ۱: ۲۷

۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۱۸۵

۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۷: ۲۰۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۴۸۶، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۱۶

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۵۴

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۸: ۲۷۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۷۹، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۲

۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۶۲۴، کتاب الکسوف، رقم: ۹۰۵

←

’’کوئی ایسی شے نہیں جو میں نے نہیں دیکھی مگر اس مقام پر دیکھ لی یہاں تک کہ جنت و دوزخ (کو بھی)۔‘‘

۹۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی چشمانِ مقدسہ کی بصارت کی گہرائی اور گیرائی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو عرشِ معلی سے تحت الثریٰ تک ساری کائنات بے حجاب ہو کر نظر کے سامنے آجاتی۔ قرآن اس بات پر شاہد عادل ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الٰہی کے لئے عرض کی کہ ’’رَبِّ أَرِنِي (اے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا)‘‘ تو باری تعالیٰ نے اپنی صفاتی تجلی کوہِ طور پر پھینکی جس کے نتیجے میں کوہِ طور جل کر خاکستر ہوگیا اور آپ علیہ السلام غش کھا کر گر گئے۔ یہ بے ہوشی کا عالم سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر ۴۰ دن تک طاری رہا اور جب چالیس دن کی بیہوشی سے افاقہ ہوا تو اُس صفاتی تجلی کے انعکاس کی وجہ سے اُن کی بصارت کی دور بینی کا عالم یہ تھا کہ آپ تیس تیس میل کے فاصلے پر سے کالے رنگ کے پتھر میں سیاہ رات کے اندر چیونٹی کو آنکھوں سے چلتا ہوا دیکھ لیتے تھے۔(۱)

جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو اللہ تعالی کی صفاتی تجلّی کے اِنعکاس سے اتنی بصارت مل سکتی ہے تو وہ ہستی جس نے تجلیاتِ الٰہیہ کا براہِ راست مشاہدہ کیا اُن کی چشمانِ مقدس کی بصارت کا کیا عالم ہوگا! شبِ معراج چشمانِ مصطفوی اللہ کی تجلیات کو نہ صرف دیکھتی رہیں بلکہ انہیں اپنے اندر جذب بھی کرتی رہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰیO(۲)

نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھیO

حضور علیہ السلام نے خود فرمایا:

........۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۳۸۳، رقم: ۳۱۱۴

۴۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۵۱

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۳۳۸، رقم: ۶۱۵۳

(۱) قاضی عیاض، الشفاء، ۱: ۴۳

(۲) القرآن، النجم، ۵۳: ۱۷

رأیتُ ربی فی أحسن صورة ...... فوضع یده بین کتفی فوجدتُ بردھا بین یدی، فتجلّی لی کل شیء، و عَرَفْتُ۔ (۱)

”میں نے اللہ رب العزت کو (اس کی شان کے مطابق) خوبصورت شکل میں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے (اللہ کے دستِ قدرت کا فیض) ٹھنڈک (کی صورت میں) اپنے سینے کے اندر محسوس کیا جس کے بعد ہر شے میرے سامنے عیاں ہوگئی۔“

۱۰۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں:

فعلمت مَا فی السمٰوٰت والارضِ۔ (۲)

”پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شے کو جان لیا۔“

۹۔ ناک مبارک

تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ناک مبارک کمال درجہ قوتِ شامہ کی حامل اور نکہتوں کی امین تھی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی بینی مبارک زیادہ بلند نہ تھی لیکن دیکھنے والوں کو اعتدال اور تناسب کے ساتھ قدرے اُونچی دکھائی دیتی تھی۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مائل بہ بلندی تھی۔ وہ درمیان میں قدرے بلند اور باریک تھی، موٹی اور بھدی نہ تھی، طوالت میں اِعتدال پسندی کی مثال تھی، موزونیت اور تناسب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی صناعِ ازل کا شاہکار دکھائی دیتی تھی۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۶۷، ابواب التفسیر، رقم: ۳۲۳۴

(۲) ۱۔ جامع الترمذی، ۵: ۳۶۶، رقم: ۳۲۳۳

۲۔ دارمی، السنن، ۲: ۵۱، رقم: ۲۱۵۵

۳۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۴۷۵، رقم: ۲۶۰۸

۴۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۲۴: ۳۲۳، رقم: ۹۱۸

۵۔ خطیب بغدادی، مشکوۃ المصابیح، ۶۹۔ ۷۰

كان رسول الله ﷺ دقيق العرنين۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کی بینی مبارک حسن اور تناسب کے ساتھ باریک تھی۔‘‘

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ناک مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی چمک دمک اور آب و تاب سے نوازا تھا کہ اُس سے ہر وقت نور پھوٹتا تھا۔ اُسی چمک کا نتیجہ تھا کہ ناک مبارک بلند دکھائی دیتی تھی لیکن جو شخص غور سے دیکھتا تو وہ کہتا کہ مائل بہ بلندی ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ أقنى العرنين، له نورٌ يعلوه، يحسبه من لم يتأمله أشم۔(۲)

’’حضور ﷺ کی ناک مبارک اونچی تھی جس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی رہتی تھیں، جو شخص بینی مبارک کو غور سے نہ دیکھتا وہ حضور ﷺ کو بلند بینی والا خیال کرتا (حالانکہ ایسا نہیں تھا)۔‘‘

۱۰۔ رُخسارِ روشن

حضور نبی اکرم ﷺ کے مبارک رخسار نہ زیادہ اُبھرے ہوئے تھے اور نہ اندر کی طرف دھنسے ہوئے، بلکہ اِعتدال و توازن کا دلکش نمونہ تھے۔ سرخی مائل سفید کہ گلاب کے پھولوں کو بھی دیکھ کر پسینہ آ جائے، چمک ایسی کہ چاند بھی شرما جائے، گداز ایسا کہ شبنم بھی پانی بھرتی دکھائی دے، نرماہٹ ایسی کہ کلیوں کو بھی حجاب آئے۔ رخسار مبارک دیکھنے

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۸

۲۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۲: ۲۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۴، ۲۱۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۱۷، ۳۱

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۳۰

والے کو ہموار نظر آتے تھے مگر غیر موزوں اِرتفاع کا کہیں نشان تک نہ تھا۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ سهل الخدين۔(۱)

’’حضور ﷺ کے رخسار مبارک ہموار تھے۔‘‘

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ’الخد الأسیل‘(۲) کے الفاظ آئے ہیں، ’سھل‘ اور ’أسیل‘ کے فرق کے حوالے سے شیخ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

ليس فی خديه نتوء و إرتفاع، و قيل: أراد أن خديه ﷺ أسيلان قليل اللحم رقيق الجلد (۳)

’’آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں غیر موزوں ارتفاع نہ تھا، اور کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ کے رُخسار مبارک ’اسیلان‘ تھے یعنی اُن پر گوشت کم اور اُن کی جلد نرم تھی۔

۲۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۶، رقم:۸
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۹۰
۳۔ طبری، الکامل فی التاریخ، ۲:۲۲۱
۴۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۱۴، ۲۱۵
۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۷
۶۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۸
۷۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۳۶

(۲) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۹
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۷

(۳) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ و الرشاد، ۲:۲۹
۲۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۴۲

کان رسول اللہ أبیض الخد۔(۱)

''حضور ﷺ کے رخسار مبارک نہایت ہی چمکدار تھے۔''

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أبیض الخدین۔(۲)

''حضور ﷺ کے رخسار مبارک سفید رنگ کے تھے۔''

۱۱۔ لبِ اقدس

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے لب مبارک سرخی مائل تھے، لطافت و نزاکت اور رعنائی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھے۔

۱۔ آپ ﷺ کے مقدس لب کی لطافت و شگفتگی کے حوالے سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أحسن عباد اللہ شفتین وألطفھم ختم فم۔(۳)

''آپ ﷺ کے مقدس لب اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے اور بوقتِ سکوت نہایت ہی شگفتہ ولطیف محسوس ہوتے۔''

۲۔ لب مبارک وا ہوتے تو دہن پھول برساتا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان فی کلام رسول اللہ ﷺ ترتیل أو ترسیل۔(۴)

''آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی گفتگو میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔''

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۹

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۲۹

(۳) ۱۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۰۰

۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۳

۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۲۰۳

(۴) ۱۔ ابوداؤ، السنن، ۴:۲۸۱، کتاب الادب، رقم: ۴۸۳۸

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵:۳۰۰، رقم: ۲۶۲۹۴

←

۳۔ آقائے محتشم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے، کلام بڑا واضح ہوتا جس میں کوئی اِبہام اور اُلجھاؤ نہ ہوتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أن النبی ﷺ کان یحدث حدیثا، لو عدّہ العاد لأحصاہ۔(۱)

''رسولِ اکرم ﷺ اِس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔''

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

(کلامہ) فصلٌ لا نزر و لا ھذر۔(۲)

''گفتگو نہایت فصیح و بلیغ ہوتی، اس میں کمی بیشی نہ ہوتی۔''

۱۲۔ دہن مبارک

حضور ﷺ کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

........۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۰۷، رقم: ۵۵۵۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۵

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۷۵

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۹۸، رقم: ۲۴۹۳

۳۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۲۰، رقم: ۲۴۷

۴۔ ابن جوزی، الوفا، ۲: ۴۵۴

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵

۳۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۴۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۴۶

۵۔ صبیۃ اللہ، اعتقاد اہل السنۃ، ۴: ۷۷۹

كان رسول الله ﷺ ضليع الفم۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کا دہنِ مبارک فراخ تھا۔‘‘

دہنِ اقدس چہرۂ انور کے حسن و جمال کو دوبالا کرتا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا آپ ﷺ کے دہنِ مبارک سے جو کلمہ ادا ہوتا حق ہوتا، حق کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ یہ علم و حکمت کا چشمۂ آبِ رواں تھا جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیO إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰیO(۲)

’’اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتےO وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اللہ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہےO‘‘

غصہ کی حالت میں بھی دہنِ اقدس سے کلمۂ حق ہی ادا ہوتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آقا ﷺ کی ہر بات کو حیطۂ تحریر میں لے آیا کرتے تھے کیونکہ حضور رحمتِ عالم ﷺ نے خود اُن سے فرمایا تھا:

أكتب، فوالذی نفسی بيده! ما يخرج منه إلاحق۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶:۳۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۶:۳۳، ابواب لمناقب، رقم: ۳۶۴۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۹۷، رقم: ۲۰۹۵۲
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۱۹۹، رقم: ۶۲۸۸
۵۔ طیالسی، المسند، ۱:۱۰۴، رقم: ۷۶۵
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲:۲۲۰، رقم: ۱۹۰۴
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۶
۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۲۲
۹۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵، رقم: ۲۴

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۳،۴

(۳) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳:۳۱۵، کتاب العلم، رقم: ۳۶۴۶
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵:۳۱۳، رقم: ۲۶۴۲۸

←

’’لکھو (جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے)، اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔‘‘

حضور ﷺ کا فرمان، اللہ کا فرمان، حضور ﷺ کا نطق، نطقِ اِلٰہی، جس میں خواہشِ نفس کا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ آقائے دوجہاں ﷺ اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے کبھی کبھی دل لگی بھی فرما لیا کرتے تھے۔ خوش کلامی، مزاح اور خوش مزاجی کے جواہر سے بھی آپ ﷺ کی گفتگو مزین ہوتی لیکن اُس خوش طبعی، خوش مزاجی یا خوش کلامی میں بھی شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹتا، مزاح اور دل لگی میں بھی جو فرماتے حق فرماتے۔

۱۳۔ دندانِ اقدس

تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کے دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے، سامنے کے دندان مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ تبسم فرماتے تو یوں لگتا کہ دندان مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب آپ ا مسکراتے تو دانتوں کی باریک ریخوں سے اس طرح نور کی شعاعیں نکلتیں کہ در و دیوار چمک اُٹھتے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ أفلج الثنیتین، إذا تکلم رئی کالنور یخرج من بین ثنایاہ۔(۱)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سامنے کے دانتوں کے درمیان موزوں فاصلہ تھا جب گفتگو فرماتے تو ان ریخوں سے نور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتیں۔‘‘

........۳۔ بیہقی، المدخل الی السنن الکبریٰ، ۱: ۴۱۵، رقم: ۷۵۶

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱: ۲۰۷

۵۔ حسن رامهرهزی، المحدث الفاصل، ۱: ۳۶۶

(۱) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، باب فی حسن النبی ﷺ، رقم: ۵۸

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۳۵، رقم: ۷۶۷

←

۲۔ مسکراتے تو جیسے موتیوں کی لڑیاں فضا میں بکھر جاتیں، چہرۂ انور گلاب کے پھول کی طرح کھل اُٹھتا:

إذا افترّ ضاحکاً إفترّ عن مثلَ سَنَا البرق و عن مثل حبّ الغمام، إذا تکلّم رئی کالنور یخرج من ثنایاہ(۱)

''جب حضور ﷺ تبسم فرماتے تو دندان مبارک بجلی اور بارش کے اولوں کی طرح چمکتے، جب گفتگو فرماتے تو ایسے دکھائی دیتا جیسے دندان مبارک سے نور نکل رہا ہے۔''

۳۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے دندان مبارک کی خوبصورتی اور چمک کا نقشہ اِن الفاظ میں کھینچا ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یَفْتِرُ عن مثل حب الغمام۔(۲)

''حضور ﷺ کے دانت تبسم کی حالت میں اولوں کے دانوں کی طرح محسوس ہوتے تھے۔''

۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مبلّج الثنایا و فی روایۃٍ عنه برّاق الثنایا۔(۳)

.......۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۵

۴۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۳۶

۵۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۱۹۹

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۳۹

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبری، ۱: ۱۳۱

۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۵، رقم: ۲۲۶

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۳

۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۵

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، (السیرۃ)، ۶: ۳۲

(۳) ۱۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۱۹۹

←

”حضور نبی ٔ اکرم ﷺ کے دانت مبارک بہت چمکدار تھے۔“

۵۔ حضور نبی ٔ اکرم ﷺ کے دندان مبارک کا مسوڑھوں میں جڑاؤ اور جماؤ نہایت حسین تھا، جیسے انگوٹھی میں کوئی ہیرا ایک خاص تناسب کے ساتھ جڑ دیا گیا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ حسن الثغر۔(۱)

”رسولِ اکرم ﷺ کے تمام دانت مبارک نہایت خوبصورت تھے۔“

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے دندان مبارک کو چمکدار موتی سے تشبیہ دی ہے:

كأنّما اللّؤلؤ المكنون في صدفٍ
من معدني منطق منه و مبتسم

(حضور ﷺ کے دانت مبارک اس خوبصورت چمکدار موتی کی طرح ہیں جو ابھی سیپ سے باہر نہیں نکلا۔)

۱۴۔ زبان مبارک

حضور نبی ٔ اکرم ﷺ کی مبارک زبان حق وصداقت کی آئینہ دار تھی۔ آپ ﷺ کی زبان حق ترجمان کا اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا۔ جب نزولِ وحی ہوتا تو حضور ﷺ اُسے جلدی جلدی محفوظ کرنے کے آرزو مند ہوتے۔ اللہ رب العزت

......۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۸
۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۹

(۱) ۱۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۳۹۵، رقم: ۱۱۵۵
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵
۳۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۳۶
۴۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۲: ۳۰

نے ارشاد فرمایا:

لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ ○ (۱)

(اے حبیب ﷺ!) آپ اُسے جلدی جلدی یاد کرنے کے لئے (نزولِ وحی کے ساتھ) اپنی زبان کو حرکت نہ دیں ○''

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک زبان فضول اور لایعنی باتوں سے پاک تھی، اس لئے کہ زبانِ اقدس سے نکلا ہوا ہر لفظ وحیِ الٰہی تھا جس میں سرے سے غلطی اور خطا کا کوئی اِمکان ہی نہیں تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ○ (۲)

''اور وہ اپنی (یعنی نفس کی) خواہش سے بات ہی نہیں کرتے ○ وہ تو وہی فرماتے ہیں جو (اﷲ کی طرف سے) اُن پر وحی ہوتی ہے ○''

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ يخزن لسانه إلا فيما يعنيه (۳)

''نبیٔ اکرم ﷺ زبانِ اقدس کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔''

۱۵۔ آواز مبارک

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی مبارک آواز دلآویزی اور حلاوت کی چاشنی لئے ہوئے حسنِ صوت کا کامل نمونہ تھی۔ لہجہ انتہائی دلکش، باوقار اور بارعب تھا۔ آپ ﷺ ٹھہر

(۱) القرآن، القیامہ، ۷۵:۱۶

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۳، ۴

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۲۷۷، باب ما جاء فی تواضع رسول اللہ ﷺ، رقم: ۳۳۷

۲۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۸

۳۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۸۲

ٹھہر کر یوں گفتگو فرماتے کہ بات دل میں اتر جاتی اور مخاطب دوبارہ سننے کی خواہش کرتا۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ما بعث اللہ نبیاً قط إلا بعثه حسن الوجه، حسن الصوت، حتی بعث نبیکم ﷺ، فبعثه حسن الوجه حسن الصوت۔(۱)

’’اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا خوبصورت چہرہ اور خوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ تمہارے نبی مکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔‘‘

۲۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نمازِ عشا میں حضور نبی اکرم ﷺ کی تلاوت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں:

سمعتُ النبی ﷺ یقرأ ﴿وَالتِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ﴾ فی العشاء، و ما سمعتُ أحداً أحسن صوتاً منه أو قراءةً(۲)

’’میں نے حضور ﷺ کو نمازِ عشاء میں سورۃ التین کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا، اور میں نے کسی کو آپ ﷺ سے زیادہ خوش الحان اور اچھی قرآۃ والا نہیں پایا۔‘‘

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۶
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۶۱، رقم: ۳۲۱
۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۲۸۶
۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۴
۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۶۶، کتاب الاذان، رقم: ۷۳۵
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۹، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۶۴
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۷۳، کتاب إقامۃ الصلوۃ والسنۃ فیھا، رقم: ۸۳۵
۴۔ احمد بن حنبل، مسند، ۴: ۳۰۲
۵۔ ابوعوانہ، مسند، ۱: ۴۷۷، رقم: ۱۷۷۱

←

۳۔ سفرِ ہجرت میں حضور ﷺ نے اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کی آواز کے بارے میں اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے:

فی صوتہ ﷺ صَحَلٌ۔(۱)

''آپ ﷺ کی آواز میں دبدبہ تھا۔''

۴۔ حضور ﷺ کی آواز نغمگی اور حسنِ صوت سے کمال درجہ مزین تھی۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ حسن النغمۃ۔(۲)

''حضور ﷺ کا لب ولہجہ نہایت حسین تھا۔''

۵۔ مبداء فیض نے حضور سید المرسلین ﷺ کو اس منفرد وصفِ جمیل سے نواز رکھا تھا کہ آپ ﷺ کی آواز دور دور تک پہنچ جاتی۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ ﷺ حتی أسمع العواتق فی خدورھن۔(۳)

''حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو پردہ نشین خواتین کو بھی

...... ۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۱۹۴، رقم: ۲۸۸۸

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۵۰، رقم: ۳۶۰۵

۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱

۴۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱

۵۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۴۶

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۹۱

۲۔ زرقانی، شرح المواہب، ۵: ۴۴۶

(۳) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳

۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۱۲۵، رقم: ۳۷۷۸

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۱۸۶، رقم: ۱۱۴۴۴

←

آپ ﷺ نے پردوں کے اندر (یہ خطبہ) سنایا۔‘‘

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور ﷺ جمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے بیٹھنے کو کہا:

فسمعه عبد الله بن رواحة و هو فی بنی غنم فجلس فی مکانه۔(۱)

’’اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ محلّہ بنی غنم میں تھے، انہوں نے آپ ﷺ کی آواز مبارک سنی اور وہیں بیٹھ گئے۔‘‘

۷۔ خطبۂ حجۃ الوداع کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد سوا لاکھ کے قریب تھی، اس اجتماعِ عظیم سے آپ ﷺ نے خطاب فرمایا تو اِجتماع میں شریک ہر شخص نے خطبہ سنا۔

حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کنا نسمع ما یقول و نحن فی منازلنا، فطفق یعلمهم مناسکهم۔(۲)

’’ہم اپنی اپنی جگہ پر حضور ﷺ کا خطبہ سن رہے تھے جس میں حضور ﷺ لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم دے رہے تھے۔‘‘

.......۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۹۴
۵۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۰۷

(۱) ۱۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ، ۲۰۷
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۳
۳۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۶۰

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۹۸، کتاب الحج، رقم: ۱۹۵۷
۲۔ نسائی، السنن، ۵: ۲۴۹، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۹۹۶
۳۔ بیہقی، سنن الکبریٰ، ۵: ۱۳۸، رقم: ۹۳۹۰
۴۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۶۰

۱۶۔ ریشِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی ریش مبارک گھنی اور گنجان ہوتے ہوئے بھی باریک اور خوبصورت تھی، ایسی بھری ہوئی نہ تھی کہ پورے چہرے کو ڈھانپ لے اور نیچے گردن تک چلی جائے۔ بالوں کا رنگ سیاہ تھا، سرخ و سفید چہرے کی خوبصورتی میں ریشِ مبارک مزید اِضافہ کرتی۔ عمر مبارک کے آخری حصہ میں کل سترہ یا بیس سفید بال ریش مبارک میں آ گئے تھے لیکن یہ سفید بال عموماً سیاہ بالوں کے ہالے میں چھپے رہتے تھے۔ آپ ﷺ ریش مبارک کے بالوں کو طول و عرض سے برابر کٹوا دیا کرتے تھے تا کہ بالوں کی بے ترتیبی سے شخصی وقار اور مردانہ وجاہت پر حرف نہ آئے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ ضخم الرأس و اللحية۔(۱)

’’حضور ﷺ اِعتدال کے ساتھ بڑے سر اور بڑی داڑھی والے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان رسول الله ﷺ أسود اللحية۔(۲)

’’حضور ﷺ کی ریش مبارک سیاہ رنگ کی تھی۔‘‘

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۲۶، رقم: ۴۱۹۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۹۶
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۶
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱
۵۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۱۷

(۲) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۷
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۳
۳۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۵، رقم: ۴۱۹۴

۳۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں سفرِ ہجرت میں والیٔ کونین ﷺ کی میزبانی کا شرفِ لازوال حاصل ہوا، اپنے تاثرات اِن الفاظ میں بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ كثيف اللحية۔(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ کی ریشِ اقدس گھنی تھی۔‘‘

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ كث اللحية۔(۲)

’’حضور ﷺ کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔‘‘

۵۔ حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی تعریف میں یوں گویا ہوئے:

كان ...... أسود اللحية حسن الشعر ...... مفاض اللحيين۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۳۹۷
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰
۳۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۸۴
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۸
۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۷۷

(۲) ۱۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۸۳، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۲۳۲
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۰۱، رقم: ۷۹۶
۴۔ بزار، المسند، ۲: ۲۵۳، ۶۶۰
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

(۳) ۱۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰

(حضور نبی اکرم ﷺ کی) ریش مبارک سیاہ، بال مبارک خوبصورت، (اور ریش مبارک) دونوں طرف سے برابر تھی۔

۶۔ عمر مبارک میں اضافے کے ساتھ ریش مبارک کے بالوں میں کچھ سفیدی آ گئی تھی۔ حضرت وہب بن ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأیتُ النبی ﷺ، و رأیتُ بیاضاً من تحت شفته السفلیٰ العنفقة (۱)

میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی اور میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے لبِ اقدس کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔

۷۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آقا ﷺ کی ہر ادا پر قربان ہو ہو جاتے تھے، حیاتِ مقدسہ کی جزئیات تک کا ریکارڈ رکھا جا رہا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

و لیس فی رأسه و لحیته عشرون شعرةً بیضآءَ (۲)

''حضور ﷺ کی ریش مبارک اور سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے زائد نہ تھی۔''

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۲
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۱۶
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۷
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۲، کتاب المناقب، رقم: ۳۶۲۳
۴۔ امام مالک، الموطا، ۲: ۹۱۹، رقم: ۱۶۳۹
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۰
۶۔ عبدالرزاق، المصنف، ۳: ۵۹۹، رقم: ۶۸۸۶
۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۹۸، رقم: ۶۳۷۸

←

۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ریش مبارک میں لب اقدس کے نیچے اور گوش مبارک کے ساتھ گنتی کے چند بال سفید تھے جنہیں خضاب لگانے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ نے خضاب وغیرہ استعمال نہیں کیا اس حوالے سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

و لم يختضب رسول الله ﷺ، إنما كان البياض فی عنفقته و فی الصَّدغين و فی الرأس نبذ۔(۱)

''حضور ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، کیونکہ آپ ﷺ کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر مبارک میں چند بال سفید تھے۔''

۹۔ ریشِ اقدس طویل تھی نہ چھوٹی، بلکہ اِعتدال، توازُن اور تناسب کا اِنتہائی دلکش نمونہ اور موزونیت لئے ہوئے تھی۔

كان النبی ﷺ كان يأخذ من لحيته من عرضها وطولها۔(۲)

''حضور ﷺ ریش مبارک کے طول وعرض کو برابر طور پر تراشا کرتے تھے۔''

------ ۸۔ ابو یعلی، المعجم، ۱: ۵۵، رقم: ۲۵
۹۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۲۰۵، رقم: ۳۲۸
۱۰۔ شعب الایمان، ۲: ۱۴۸، رقم: ۱۴۱۲
۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۳۰۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۱، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۱
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۳۱۰، رقم: ۱۴۵۹۳
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۳۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۱۰۰، ابواب الادب، رقم: ۲۷۶۲
۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۳۵۰
۳۔ زرقانی، شرح المؤطا، ۴: ۴۲۶
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۶۳

←

۱۷۔ گوشِ اقدس

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے گوشِ اقدس خوبصورتی اور دلکشی میں بے مثال اور اِعتدال و توازُن کا حسین اِمتزاج تھے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

تخرج الأذنان ببياضهما من تحت تلك الغدائر، كأنما توقد الكواكب الدرية بين ذالك السواد ۔(۱)

’’آپ ﷺ کی سیاہ زلفوں کے درمیان دو سفید کان یوں لگتے جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے چمک رہے ہوں۔‘‘

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا گیا تو ایک یہودی عالم نے مجھے نبیٔ آخر الزماں ﷺ کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے لئے کہا۔ جب میں سرکارِ دوعالم ﷺ کا سراپا مبارک بیان کر چکا تو اُس یہودی عالم نے کچھ مزید بیان کرنے کی استدعا کی۔ میں نے کہا کہ اس وقت مجھے یہی کچھ یاد ہے۔ اُس یہودی عالم نے کہا: اگر مجھے اجازت ہو تو مزید حلیہ مبارک میں بیان کروں۔ اُس کے بعد وہ یوں گویا ہوا:

فی عينيه حمرةٌ، حسن اللحية، حسن الفم، تام الأذنين۔(۲)

.... ۵۔ محمد بن عبدالرحمٰن مبارکفوری، تحفۃ الاحوذی، ۸: ۳۸

۶۔ قرطبی، تفسیر، الجامع الأحکام القرآن، ۲: ۱۰۵

۷۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۹

۸۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۶۱

۹۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۱۴

۱۰۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۱۴۲

(۱) ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۵

(۲) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۱۶

←

’’حضور ﷺ کی چشمانِ اقدس میں سرخ ڈورے ہیں، ریش مبارک نہایت خوبصورت، دہنِ اقدس حسین وجمیل اور دونوں کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں۔‘‘

مختصر یہ کہ حضور نبئ اکرم ﷺ کے ہر ہر عضو کو اللہ تعالیٰ نے عمومی افعال کی انجام دہی کے علاوہ ایک معجزہ بھی بنایا تھا۔ عام انسانوں کے کان مخصوص فاصلے تک سننے کی استطاعت رکھتے ہیں، مگر جدید آلات کی مدد سے دُور کی باتیں بھی سنتے ہیں لیکن آقائے کائنات ﷺ کے گوش مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوت سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوتے، اوپر کسی آسمان کا دروازہ کھلتا تو خبر دیتے کہ فلاں آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے گوشِ اقدس کی بے مثل سماعت پر حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إنی أریٰ ما لا ترون، وأسمع ما لا تَسمعون۔(۱)

’’میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔‘‘

حضور نبئ اکرم ﷺ کا یہ خطاب صرف صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے ادوار تک ہی مخصوص و محدود نہ تھا بلکہ سائنس وٹیکنالوجی کے موجودہ ترقی یافتہ دور کے لئے بھی ایک چیلنج ہے۔

------ ۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۵۶، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۱۲

۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۵۴، رقم: ۳۸۸۳

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۷۳

۴۔ بزار، مسند، ۹: ۳۵۸، رقم: ۳۹۲۵

۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۴۸۴ رقم: ۷۸۳

آج ساری کائنات میں سائنس و ٹیکنالوجی پر عبور رکھنے والے ماہرین اپنی تمام تر ترقی اور اپنی بے پناہ ایجادات کے باوجود کائنات کی ان پوشیدہ حقیقتوں اور رازوں کو جان سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں جنہیں چشمانِ مصطفیٰ ﷺ نے بے پردہ دیکھ لیا اور اُن کی حقیقت کو جان لیا تھا۔ حضور علیہ السلام کے دائرہ سماعت سے کوئی آواز باہر نہ تھی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا:

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوت میں حاضر تھیں۔ اسی دوران حضور رحمتِ عالم ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے کسی کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

هذا جعفر بن أبی طالب مع جبريل و ميكائيل و إسرافيل، سلموا علينا فردی عليهم السلام۔(۱)

''یہ جعفر بن ابی طالب ہیں، جو حضرت جبریل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ گزر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہمیں سلام کیا، تم بھی ان کے سلام کا جواب دو۔''

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سرکارِ دو عالم ﷺ بنو نجّار کے قبرستان سے گزر رہے تھے:

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۲۳۲، رقم: ۴۹۳۷
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۸۸، رقم: ۶۹۳۶
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۲۷۲
۴۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۱: ۴۸۷
۵۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۱: ۲۱۱

فسمع أصوات قوم يعذبون في قبورهم۔(۱)

’’حضور ﷺ نے (قبور میں) ان مُردوں کی آوازوں کو سماعت فرمایا جن پر عذابِ قبر ہو رہا تھا۔‘‘

۱۸۔ گردنِ اقدس

حضور ﷺ کی گردنِ اقدس دستِ قدرت کا تراشا ہوا حسین شاہکار تھی، چاندی کی طرح صاف و شفاف، پتلی اور قدرے لمبی تھی۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک گردن اِس طرح تھی جیسے کوئی صورت یا مورتی چاندی سے تراشی گئی ہو اور اُس میں اُجلاپن، خوش نمائی، صفائی اور چمک دمک اپنے نقطۂ کمال تک بھر دی گئی ہو۔ حضور ﷺ کی گردنِ اقدس کی خوبصورتی اس ندرت سے کہیں زیادہ تھی۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كأن عنقه جيدُ دمية في صفاء الفضة۔(۲)

’’حضور ﷺ کی گردن مبارک کسی مورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۵
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۱۲۰، رقم: ۳۷۵۷
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۰۳، رقم: ۲۶۸
۴۔ عبداللہ بن احمد، السنہ، ۲: ۶۰۸، رقم: ۱۴۴۵
۵۔ ازدی، مسند الربیع، ۱: ۱۹۷، رقم: ۴۸۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ، رقم: ۸
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۵۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۶

طرح صاف تھی۔‘‘

۲۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

وفی عنقه سطع۔(۱)

’’رسول اکرم ﷺ کی گردنِ اقدس قدرے لمبی تھی۔‘‘

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وکان أحسن عباد الله عنقاً، لا ينسب إلی الطول و لا إلی القصر۔(۲)

’’اور اللہ کے بندوں میں سے آپ ﷺ کی گردن سب سے بڑھ کر حسین و جمیل تھی، نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی۔‘‘

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک سونے اور چاندی کے رنگوں کا حسین اِمتزاج معلوم ہوتی تھی۔ گردنِ اقدس کو چاندی کی صراحی سے بھی تشبیہ دی گئی۔ حضرت حافظ ابوبکر بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۳۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱
۵۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۳: ۱۹۲
۷۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۱۰
۸۔ حلبی، انسان العیون، ۲: ۲۲۷

(۲) ۱۔ ابنِ عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۶
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس عنقاً، ما ظھر من عنقه للشمس و الرياح فكأنّه إبريق فضة مشرب ذهباً يتلألأ فى بياض الفضة وحمرة الذهب، و ما غيبت الثياب من عنقه فما تحتها فكأنّه القمر ليلة البدر۔(۱)

”حضور ﷺ کی گردنِ مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر خوبصورت تھی۔ دھوپ یا ہوا میں گردن کا نظر آنے والا حصہ چاندی کی صراحی کے مانند تھا، جس میں سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ چاندی کی سفیدی اور سونے کی سُرخی کی جھلک نظر آتی ہو اور گردن کا جو حصہ کپڑوں میں چھپ جاتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور ہوتا۔“

۱۹۔ دوشِ مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک کندھے مضبوط اور قدرے فربہی لئے ہوئے تھے، بالکل پتلے شانے نہ تھے بلکہ خاص گولائی میں تھے۔ دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا، جس نے سینۂ اقدس کو فراخ اور دراز کر دیا تھا۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے مضبوط کندھوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ ...... عظيم مشاش المنكبين (۲)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۴۳

(۲) ۱۔ ابنِ عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۴۱
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۱۹
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۶

”حضور ﷺ کے کندھوں کے جوڑ توانا اور بڑے تھے۔“

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی دیہاتی آ کر حضور ﷺ کی قمیص کھینچ لیتا تو:

فکأنما أنظر حين بدا منكبه إلی شقة القمر من بياضهﷺ۔(۱)

”دوشِ اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں نظر آتے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔“

۳۔ کتب سیر و احادیث میں جلیل القدر صحابہ کرام حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابوہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے حضور ﷺ کے مبارک کندھوں کے فاصلے کے حوالے سے یہ روایت ملتی ہے:

كان النبی ﷺ مربوعاً بعيد ما بين المنكبين۔ (۲)

”حضور نبی اکرم ﷺ میانہ قد کے تھے، دونوں کاندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔“

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضور ﷺ کی اس صفتِ عالیہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان إذا جلس يكون كتفه أعلی من الجالس۔ (۳)

---

(۱) صالحی، سُبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۴۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۳، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۵۸

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۵

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۶: ۱۱

۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۸

(۳) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۳

''آپ ﷺ جب (کسی مجلس میں) تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کے کندھے تمام اہلِ مجلس سے بلند نظر آتے۔''

۲۰۔ بازوئے مقدّس

حضور ﷺ کے بازوئے اقدس خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے، طوالت کے اِعتبار سے اِعتدال کا خوبصورت اور دلکش نمونہ تھے، کلائیوں پر بال مبارک تھے، بازو اور کلائیاں سفید اور چمکدار تھیں اور حسن و جمالِ مصطفیٰ ﷺ کا آئینہ دار تھیں۔

اس حوالے سے امام بیہقی بیان کرتے ہیں:

وکان عبل العضدین والذراعین، طویل الزندین۔(۱)

''حضور ﷺ کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیاں لمبی تھیں۔''

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ...... أشعر الذراعین۔(۲)

''حضور ﷺ کی مبارک کلائیوں پر بال موجود تھے۔''

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ عظیم الساعدین۔(۳)

(۱) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۵

(۲) ۱۔ترمذی، الشمائل المحمدیہ:۲، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۲۲

۳۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۱۵۶

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۳۲

(۳) ۱۔ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۵

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۶:۱۹

”حضور ﷺ کے بازو (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے۔“

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول ﷺ سَبْط القصب۔(۱)

”حضور ﷺ کے بازو مبارک اور پنڈلیاں موزوں ساخت کی تھیں۔“

۲۱۔ دستِ اقدس

آقا دو جہاں ﷺ کے دستِ اقدس اِنتہائی نرم اور ملائم تھے، شبنم کے قطروں سے بھی نازک، پھولوں کا گداز بھی اس کے آگے پانی پانی ہو جائے، دستِ اقدس سے ہمہ وقت خوشبوئیں لپٹی رہتیں، مصافحہ کرنے والا ٹھنڈک محسوس کرتا، اُنگشت مبارک قدرے لمبی تھیں، چاند کی طرف اُٹھتیں تو وہ بھی دولخت ہو جاتا۔

۶ھ میں حدیبیہ کے مقام پر حضور ﷺ اپنے جاں نثاروں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، کفار و مشرکینِ مکہ آمادۂ فتنہ و شر ہیں۔ سفراء کا تبادلہ جاری ہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سفیرِ مصطفیٰ ﷺ کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بیعتِ رضوان کا موقع آتا تو اللہ رب العزت اپنے محبوب ﷺ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللهَ ط یَدُ اللهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ج فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا○(۲)

”(اے رسول!) بلاشبہ جو لوگ آپ سے (آپ کے ہاتھ پر) بیعت کرتے

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴
(۲) القرآن، الفتح، ۴۸: ۱۰

ہیں فی الحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، (گویا) اللہ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے، پھر جو کوئی عہد کو توڑے تو عہد کے توڑنے کا نقصان اُسی کو ہو گا اور جو اللہ سے اپنا اِقرار پورا کرے (اور مرتے دم تک قائم رہے) تو اللہ تعالیٰ عنقریب اُسے بڑا اجر دے گا (اپنے دیدار سے سرفراز فرمائے گا)o‘‘

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ خُداوندی ہے:

وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى۔(۱)

’’اور (اے حبیبِ محتشم) جب آپ نے (اُن پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ تعالیٰ نے مارے تھے۔‘‘

نبیٔ اکرم ﷺ کے دستِ اقدس نہایت نرم و گداز تھے۔ حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے حوالے سے فرماتے ہیں:

أتیتُ رسول اللہ ﷺ فأخذتُ بیدہ فإذا ھی ألَین من الحریر وأبرد من الثلج۔(۲)

’’میں رسولِ اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، پس میں نے آپ ﷺ کا ہاتھ تھام لیا، آپ ﷺ کے دستِ اقدس ریشم سے زیادہ نرم و گداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈے تھے۔‘‘

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

---

(۱) القرآن، الانفال،۸:۱۷

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۲۷۲، رقم: ۷۱۱۰
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۹۷، رقم: ۹۲۳۷
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۲
۴۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۳: ۳۲۳، رقم: ۳۸۵۹
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۷۴

مَا مَسِسْتُ حریراً و لا دیباجاً أَلین من کف النبی ﷺ۔(۱)

’’میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو نہیں چھوا جو نرمی میں رسولِ اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر ہو۔‘‘

خوشبوئے دستِ اقدس

۱۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مقدس ہاتھوں سے ہر وقت بھینی بھینی خوشبو پھوٹتی تھی۔ حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آقائے محتشم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے باری باری سب بچوں کے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ آپ ﷺ نے میرے رُخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔

فوجدتُ لیدہ برداً أو ریحاً کأنما أخرجھا من جؤنۃِ عطّار۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۶، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۰
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۶۸، ابواب البر والصلۃ، رقم: ۲۰۱۵
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۱، رقم: ۶۳۰۳
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۱۵، رقم: ۳۱۷۱۸
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۰۰، رقم: ۱۳۰۹۶
۷۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۴۰۵، رقم: ۳۷۶۲
۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۴۰۲، رقم: ۱۳۱۶۳
۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۳
۱۰۔ مقریزی، امتاع الاسماع، ۲: ۱۷۰

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۴، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۹
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۳، رقم: ۳۱۷۶۵
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۸، رقم: ۱۹۴۴
۴۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۳

’’پس میں نے آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خوشبو یوں محسوس کی جیسے آپ ﷺ نے اُسے ابھی عطار کی ڈبیہ سے نکالا ہو۔‘‘

۲۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے دستِ اقدس ہمیشہ معطر رہتے، جو لوگ حضور ﷺ سے مصافحہ کرتے وہ کئی کئی دن دستِ اقدس کی خوشبو کی سرشاری کو مشامِ جان میں محسوس کرتے رہتے:

و کأن کفه کف عطار طیب مسها بطیب أو لا مسها، فإذا صافحه المصافح یظل یومه یجد ریحاً و یضعها علی رأس الصبی فیعرف من بین الصبیان من ریحها علی رأسه(۱)

’’اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھ عطار کے ہاتھوں کی طرح معطر رہتے، خواہ خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔ آپ ﷺ سے مصافحہ کرنے والا شخص سارا دن اپنے ہاتھوں پر خوشبو پاتا اور جب کسی بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیر دیتے تو وہ (بچہ) خوشبوئے دستِ اقدس کے باعث دوسرے بچوں سے ممتاز ٹھہرتا۔‘‘

دستِ مبارک کی ٹھنڈک

۱۔ خوشبو کے علاوہ سردارِ دوجہاں ﷺ کے مبارک ہاتھوں کا لمس انتہائی خوشگوار ٹھنڈک کا کیف انگیز احساس بخشتا تھا۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ ایک دفعہ کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نماز ادا فرمائی، اس کے بعد:

و قام الناس، فجعلوا یأخذون یدیه فیمسحون بهما وجوههم، قال: فأخذت بیده فوضعُتها علی وجهی، فإذا هی أبرد من الثلج، و أطیب رائحة من المسك۔(۲)

(۱) ۱۔ ابنِ عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۳۷
۲۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۴، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۶۰

←

’’لوگ کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپ ﷺ کا دستِ انور اپنے چہرے پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔‘‘

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ ﷺ نے محبت سے میرے سر اور سینے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ اس سے یہ کیفیت پیدا ہوئی:

فما زلتُ أجد برده علی کبدی فما یخال إلی حتی الساعة (۱)

’’میں ہمیشہ اپنے جگر میں آپ ﷺ کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی پاتا رہا، مجھے خیال ہے کہ اس (موجودہ) گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔‘‘

۲۲۔ دستِ اقدس کی برکتیں

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک ہاتھ ہزاروں باطنی اور روحانی فیوض و برکات کے حامل تھے۔ جس کسی کو آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے مَس کیا اُس کی حالت ہی بدل گئی۔ وہ ہاتھ کسی بیمار کو لگا تو نہ صرف یہ کہ وہ تندرست و شفایاب ہوگیا بلکہ اس خیر و

.... ۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۹

۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۶۷، رقم: ۱۶۳۸

۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۶۶، رقم: ۱۳۶۷

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۱۵، رقم: ۲۹۴

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۴۲، کتاب المرضیٰ، رقم: ۵۳۳۵

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۶۷، رقم: ۶۳۱۸

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۷۱

۴۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۱۷۶، رقم: ۴۹۹

۵۔ مقدسی، الأحادیث المختارہ، ۳: ۲۱۲، رقم: ۱۰۱۳

برکت کی تاثیر تادمِ آخر وہ اپنے قلب و روح میں محسوس کرتا رہا۔ کسی کے سینے کو یہ ہاتھ لگا تو اُسے علم و حکمت کے خزانوں سے مالا مال کر دیا۔ بکری کے خشک تھنوں میں اُس دستِ اقدس کی برکت اُتری تو وہ عمر بھر دودھ دیتی رہی۔ توشہ دان میں موجود گنتی کی چند کھجوروں کو اُن ہاتھوں نے مَس کیا تو اُس سے سالوں تک منوں کے حساب سے کھانے والوں نے کھجوریں کھائیں مگر پھر بھی اُس ذخیرہ میں کمی نہ آئی۔ بقول اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ:

ہاتھ جس سمت اُٹھایا غنی کر دیا

اُن ہاتھوں کی فیض رسانی سے تہی دست بے نوا گدا، دوجہاں کی نعمتوں سے مالا مال ہوگئے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی زندگیوں میں بارہا ان مبارک ہاتھوں کی خیر و برکت کا مشاہدہ کیا۔ وہ خود بھی اُن سے فیض حاصل کرتے رہے اور دوسروں کو بھی فیض یاب کرتے رہے، اس حوالے سے متعدد روایات مروی ہیں:

(۱) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ دوسروں کو فیض یاب کرتے رہے

حضرت ذیال بن عبید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ان کے والد نے رسول اللہ ﷺ سے ان کے حق میں دعائے خیر کے لئے عرض کیا:

فقال: ادن يا غلام، فدنا منه فوضع يده على رأسه، وقال: بارك الله فيك!

’’آپ ﷺ نے فرمایا بیٹا! میرے پاس آؤ، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے قریب آ گئے، آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔‘‘

حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فرأيتُ حنظلة يؤتی بالرجل الوارم وجهه وبالشاة الوارم ضرعها فيتفل في كفه، ثم يضعها على صُلعته، ثم يقول: بسم الله على أثر يد رسول الله ﷺ، ثم يمسح الورم فيذهب۔(۱)

میں نے دیکھا کہ جب کسی شخص کے چہرے پر یا بکری کے تھنوں پر ورم ہو جاتا تو لوگ اسے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعابِ دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بسم اللہ علی اثرید رسول اللہ ﷺ اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم فوراً اُتر جاتا۔‘‘

(۲) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے بال عمر بھر سیاہ رہے

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے حضرت ابو زید انصاری رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُس کی برکت سے ۱۰۰ سال سے زائد عمر پانے کے باوجود اُن کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ اس آپ بیتی کے وہ خود راوی ہیں:

قال لي رسول الله ﷺ: ادن مني، قال: فمسح بيده على رأسه ولحيته، قال، ثم قال: اللهم جمله و ادم جماله، قال: فلقد بلغ بضعا ومائة سنة، وما في رأسه ولحيته بياض الانبذ يسير، ولقد

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷:۲۷

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۶۸

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴:۶، رقم:۳۴۷۷

۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳:۱۹۱، رقم:۲۸۹۶

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۲۱۱

۶۔ بخاری التاریخ الکبیر، ۳:۳۷، رقم:۱۵۲

۷۔ ابن حجر، الاصابہ، ۲:۱۳۳

كان منبسط الوجه ولم ينقبض وجهه حتى مات.(۱)

’’رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دعا کی: الٰہی! اسے زینت بخش اور ان کے حسن و جمال کو گندم گوں کر دے۔ راوی کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ۱۰۰ سال سے زیادہ عمر پائی، لیکن ان کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے، سیاہ رہے، ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تا دم آخر ایک ذرہ بھر شکن بھی چہرہ پر نمودار نہ ہوئی۔‘‘

(۳) دستِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے خشک تھنوں میں دودھ اُتر آیا

سفرِ ہجرت کے دوران جب حضور نبیٔ اکرم ﷺ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اُم معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے اور اُن سے کھانے کے لئے گوشت یا کچھ کھجوریں خریدنا چاہیں تو ان کے پاس یہ دونوں چیزیں نہ تھیں۔ حضور علیہ السلام کی نگاہ اُن کے خیمے میں کھڑی ایک کمزور دُبلی سوکھی ہوئی بکری پر پڑی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا یہ بکری یہاں کیوں ہے؟ حضرت اُمِ معبد نے جواب دیا: لاغر اور کمزور ہونے کی وجہ سے یہ ریوڑ سے پیچھے رہ گئی ہے اور یہ چل پھر بھی نہیں سکتی۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا یہ دودھ دیتی ہے؟ اُنہوں نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اجازت ہو تو دودھ دوہ لوں؟ عرض کیا: دودھ تو یہ دیتی نہیں، اگر آپ دوہ سکتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ پس آپ ﷺ نے اسے دوھا، آگے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں:

فدعا بها رسول الله ﷺ فمسح بيده ضرعها و سمى الله تعالٰى ودعا لها فى شاتها، فتفاجت عليه ودرّت فاجتبرت، فدعا بإناءٍ

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۷۷

۲۔ عسقلانی، الاصابہ، ۴: ۵۹۹، رقم: ۵۷۶۳

۳۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۱: ۵۴۲، رقم: ۴۳۲۶

یربض الرهط فحلب فیه ثجاً حتی علاه البهاء، ثم سقاها حتیّٰ رویت وسقٰی أصحابه حتی رووا و شرب آخرهم حتی أراضوا ثم حلب فیه الثانیة علی هدة حتیّٰ ملأ الإناء، ثم غادرهٗ عندهاثم بایعها و ارتحلوا عنها۔(۱)

’’آپ ﷺ نے اُسے منگوا کر بسم اللہ کہ کر اُس کے تھنوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اُم معبد کے لئے ان کی بکریوں میں برکت کی دعا دی۔ اس بکری نے آپ ﷺ کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور تابع فرمان ہو گئی۔ آپ ﷺ نے ایسا برتن طلب فرمایا جو سب لوگوں کو سیراب کر دے اور اُس میں دودھ دوہ کر بھر دیا، یہاں تک کہ اُس میں جھاگ آ گئی۔ پھر اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا، وہ سیر ہوگئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ ﷺ نے نوش فرمایا، پھر دوسری بار دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہی برتن پھر بھر دیا اور اُسے بطورِ نشان اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا اور اُسے اِسلام میں بیعت کیا، پھر سب وہاں سے چل دیئے۔‘‘

تھوڑی دیر بعد حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کا خاوند آیا، اُس نے دودھ دیکھا تو

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۰، رقم:۴۲۷۴
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶:۵۶
۳۔ شیبانی، الآحاد و المثانی، ۶:۲۵۲، رقم:۳۴۸۵
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴:۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۵۔ ہبۃ اللہ، اعتقاد اہل السنۃ، ۴:۷۷۸
۶۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴:۱۹۵۹
۷۔ عسقلانی، الاصابہ، ۸:۳۰۶
۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۰
۹۔ ابونعیم، دلائل النبوہ، ۱:۶۰
۱۰۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱:۴۷۱

حیران ہوکر کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا نے جواباً آقائے دوجہاں ﷺ کا حلیہ شریف اور سارا واقعہ بیان کیا، جس کا ذکر ہم متعلقہ مقام پر کر آئے ہیں۔ وہ بولا وہی تو قریش کے سردار ہیں جن کا چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے بھی قصد کرلیا ہے کہ اُن کی صحبت میں رہوں چنانچہ وہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے۔

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا قسم کھا کر بیان کرتی ہیں کہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں حضور ﷺ نے حیاتِ مبارکہ کے دس برس گزارے، پھر اڑھائی سالہ خلافتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور گزرا اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت آیا۔ ان کے دورِ خلافت کے اواخر میں شدید قحط پڑا، یہاں تک کہ جانوروں کے لئے گھاس پھوس کا ایک تنکا بھی میسر نہ آتا۔ وہ فرماتی ہیں کہ خدا کی قسم! آقائے دوجہاں ﷺ کے دستِ اقدس کے لمس کی برکت سے میری بکری اُس قحط سالی کے زمانے میں بھی صبح و شام اُسی طرح دودھ دیتی رہی۔

(۴) دستِ مصطفیٰ ﷺ کے لمس سے لکڑی تلوار بن گئی

غزوۂ بدر میں جب حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبئ اکرم ﷺ نے اُنہیں ایک سوکھی لکڑی عطا کی جو اُن کے ہاتھوں میں آ کر شمشیرِ آبدار بن گئی۔

فعاد سيفا في يده طويل القامة، شديد المتن أبيض الحديدة فقاتل به حتى فتح الله تعالىٰ على المسلمين و كان ذلك السيف يُسمّى العون۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۸۵
۲۔ بیہقی، الاعتقاد، ۱:۲۹۵
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱:۴۱۱
۴۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱:۳۰۸
۵۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۱۰۸۰، رقم: ۱۸۳۷

←

”جب وہ لکڑی اُن کے ہاتھ میں گئی تو وہ نہایت شاندار لمبی، چمکدار مضبوط تلوار بن گئی، تو اُنہوں نے اُسی کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور وہ تلوار عون (یعنی مددگار) کے نام سے موسوم ہوئی۔“

جنگِ اُحد میں حضرت عبداللہ بن جحش کی تلوار ٹوٹ گئی تو آپ ﷺ نے اُنہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی۔

فرجع فی ید عبداللہ سیفاً۔(۱)

”جب وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں گئی تو وہ (نہایت عمدہ) تلوار بن گئی۔“

۵۔ دستِ اقدس کے لمس سے کھجور کی شاخ روشن ہوگئی

آقائے دوجہاں ﷺ کے دستِ اقدس کے لمس کی برکت سے کھجور کی شاخ میں روشنی آ گئی جیسا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں طوفانِ باد و باراں کے دوران دیر تک حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ جاتے ہوئے آپ ﷺ نے اُنہیں کھجور کی ایک شاخ عطا فرمائی اور فرمایا:

إنطلق به فإنه سیضئ لك مِن بین یدیك عشرا، و مِن خلفك عشراً، فإذا دخلت بیتك فستری سواداً فأضربه حتی یخرج، فإنه الشیطان۔(۱)

...... ۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۸۸

۷۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱: ۳۱۰، رقم: ۴۱۸

(۱) ۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۵۹

۲۔ اُزدی، الجامع، ۱۱: ۲۷۹

۳۔ ابن حجر، الاصابہ، ۴: ۳۶، رقم: ۴۵۸۶

”اسے لے جاؤ! یہ تمہارے لئے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہوگے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی پس تم اُسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔“

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہوگئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہوگئے اور اندر جاتے ہی اُنہوں نے اُس سیاہ چیز کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

(۶) توشہ دان میں کھجوروں کا ذخیرہ

بیہقی، ابونعیم، ابن سعد، ابن عساکر اور زرقانی نے یہ واقعہ ابومنصور سے بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ ایک جنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے جن کے کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اُس موقع پر میرے ہاتھ ایک توشہ دان (ڈبہ) لگا، جس میں کچھ کھجوریں تھیں۔ آقائے دوجہاں ﷺ کے استفسار پر میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں۔ فرمایا: لے آؤ۔ میں وہ توشہ دان لے کر حاضر خدمت ہوگیا اور کھجوریں گنیں تو وہ کل اکیس نکلیں۔ حضور ﷺ نے اپنا دستِ اقدس اُس توشہ دان پر رکھا اور پھر فرمایا:

أدع عشرة، فدعوت عشرةً فأكلوا حتٰى شبعوا ثم كذالك حتٰى أكل الجيش كله و بقي من التمر معي في المزود قال: يا

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱:۲۱۹
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۶۵، رقم: ۱۱۶۴۲
۳۔ ابن خزیمہ، صحیح، ۳:۸۱، رقم: ۱۶۶۰
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹:۱۳، رقم: ۱۹
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲:۱۶۷
۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۹
۷۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۳

أباهريرة! إذا أردت أن تأخذ منه شيئًا فادخل يدك فيه ولا تكفه. فأكلتُ منه حياة النبی ﷺ وأكلت منه حياة أبی بكر كلها و أكلت منه حياة عمر كلها و أكلت منه حياة عثمان كلها، فلما قُتل عثمان إنتهب ما فی يدی وانتهب المزود. ألا أخبركم كم أكلتُ منه؟ أكثر من مأتی وسق.(۱)

’’دس آدمیوں کو بلاؤ! میں نے بلایا۔ وہ آئے اور خوب سیر ہو کر چلے گئے۔ اسی طرح دس دس آدمی آتے اور سیر ہو کر اٹھ جاتے یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھجوریں کھائیں اور کچھ کھجوریں میرے پاس توشہ دان میں باقی رہ گئیں آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب تم اس توشہ دان سے کھجوریں نکالنا چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو، لیکن توشہ دان نہ انڈیلنا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے زمانے میں اس سے کھجوریں کھاتا رہا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پورے عہد خلافت تک اس میں سے کھجوریں کھاتا رہا اور خرچ کرتا رہا۔ اور جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے تو جو کچھ میرے پاس تھا وہ چوری ہوگیا اور وہ توشہ دان بھی میرے گھر سے چوری ہوگیا۔ کیا تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائیں ہوں گی؟ تخمیناً دو سو وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔‘‘

یہ سب کچھ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی برکتوں کا نتیجہ تھا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(۱) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ) ۶:۱۱۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۶۸۵، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۳۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۳۵۲
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴:۴۶۷، رقم: ۶۵۳۲
۵۔ اسحاق بن راھویہ، المسند، ۱:۷۵، رقم: ۳
۶۔ بیہقی، الخصائص الکبریٰ، ۲:۸۵
۷۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲:۶۳۱

نے اُس توشہ دان سے منوں کے حساب سے کھجوریں نکالیں مگر پھر بھی تا دمِ آخر وہ ختم نہ ہوئیں۔

(۷) دستِ شفا سے ٹوٹی ہوئی پنڈلی جڑ گئی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتیک دشمنِ رسول ابو رافع یہودی کو جہنم رسید کر کے واپس آ رہے تھے کہ اُس کے مکان کے زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ وہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی ٹانگ کھولو۔ وہ بیان کرتے ہیں:

فبسطتُ رجلي، فمسحها، فكأنّما لم أشتكها قط.(۱)

’’میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیرا، آپ ﷺ کے دستِ کرم کے پھیرتے ہی میرے پنڈلی ایسی درست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔‘‘

(۸) دستِ اقدس کی فیض رسانی

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آقائے دوجہاں ﷺ نے یمن کا گورنر تعینات کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ مقدمات کے فیصلے میں میری ناتجربہ کاری آڑے آئے گی۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سینے پر پھیرا جس کی برکت سے انہیں کبھی کوئی

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح ۴: ۱۴۸۳، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۱۳
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۸۰
۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۵۶
۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۹۴۶
۵۔ ابونعیم، دلائل النبوہ، ۱: ۱۲۵، رقم: ۱۳۴
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۴: ۱۳۹
۷۔ ابن تیمیہ، الصارم المسلول، ۲: ۲۹۴

فیصلہ کرنے میں دشواری نہ ہوئی۔ حضور ﷺ کے دستِ اقدس کی فیض رسانی کا حال آپ رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں:

فضرب بیده فی صدری، و قال: اللهم اهد قلبه و ثبت لسانه۔ قال فما شككتُ فی قضاء بین اثنین۔(۱)

’’حضور ﷺ نے اپنا دستِ کرم میرے سینے پر مارا اور دعا کی: اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ (خدا کی قسم) اُس کے بعد کبھی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلے کرنے میں ذرہ بھر غلطی کا شائبہ بھی مجھے نہیں ہوا۔‘‘

(۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی قوت حافظہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قلتُ: یا رسول الله، إنی أسمع منك حدیثاً کثیراً فأنساه؟ قال: أبسط، رداءك، فبسطتُه، قال: فغرف بیدیه فیه، ثم قال: ضمه فضممته، فما نسیتُ شیئاً بعده۔ (۲)

’’میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ صلی الله علیك وسلم سے بہت کچھ سنتا

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۷۷۴، کتاب الاحکام، رقم: ۲۳۱۰
۲۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۶۱، رقم: ۹۴
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۳۳۷
۴۔ احمد بن ابی بکر، مصباح الزجاجہ، ۳: ۴۲، رقم: ۸۱۸
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۱۲۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۵۶، کتاب العلم، رقم: ۱۱۹
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۴۰، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۹۱
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۸۴، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۳۵
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۱۰۵، رقم: ۷۱۵۳

←

ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی چادر پھیلا؟ میں نے پھیلا دی، تو آپ ﷺ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا: اسے سینے سے لگا لے۔ میں نے ایسا ہی کیا، پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔‘‘

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے دستِ اقدس کی خیر و برکت کی تاثیر کے حوالے سے یہ چند واقعات ہم نے محض بطور نمونہ درج کئے ورنہ دستِ شفا کی معجز طرازیوں سے کتبِ احادیث وسیر بھری پڑی ہیں۔

۲۳۔ انگشتانِ مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ہاتھ مبارک کی انگلیاں خوبصورت، سیدھی اور دراز تھیں۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ...... سائل الأطراف۔(۱)

’’حضور ﷺ کی انگشتانِ مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔‘‘

۲۔ ایک روایت میں آپ ﷺ کی خوبصورت انگلیوں کو چاندی کی ڈلیوں سے تشبیہ

...... ۵۔ ابو یعلیٰ، المسند، ۱۱: ۸۸، رقم: ۶۲۱۹

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۳۲۹

۷۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۴: ۱۷۷۱

۸۔ عسقلانی، الاصابہ، ۷: ۴۳۶

۹۔ ذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ۲: ۴۹۶

۱۰۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱۲: ۱۷۴

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵

دی گئی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں:

كأن أصابعه قضبان فضة.(۱)

’’حضور ﷺ کی انگلیاں مبارک چاندی کی ڈلیوں کی طرح تھیں۔‘‘

انہی مقدس انگلیوں کے اشارے پر چاند وجد میں آ جایا کرتا تھا، شق القمر کا معجزہ انہی مقدس انگلیوں کے اُٹھ جانے سے ظہور میں آیا، انہی مقدس انگلیوں سے پانی کے چشمے رواں ہوگئے۔

۳۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

خرجت فی حجة حجها رسول الله ﷺ، فرأيتُ رسول الله ﷺ وطول اصبعه التی تلی الابهام أطول علی سائر أصابعه، و قال: فی موضع آخر روی عن أصابع رسول الله ﷺ، أن المشيرة كانت أطول من الوسطی، ثم الوسطیٰ أقصر منها، ثم البنصر من الوسطی۔ (۲)

’’میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر باہر نکلی تو میں نے حضور ﷺ کے انگوٹھے کے ساتھ شہادت والی انگلی کی لمبائی کو دیکھا کہ وہ باقی سب انگلیوں سے دراز ہے۔ اور حضور ﷺ کے انگلیوں کے بارے میں دوسری جگہ روایت ہے کہ اشارے کرنے والی انگلی (شہادت والی انگلی) درمیانی انگلی

(۱) ۱۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۵
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۴۰
۳۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۸

(۲) ۱۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۱۹۵
۲۔ حکیم ترمذی، نوادر الاصول فی أحادیث الرسول، ۱:۱۶۷، ۱۶۸
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۶۸، رقم: ۴۷۱
۴۔ قرطبی، الجامع الاحکام القرآن، ۲:۱۵

سے لمبی تھی، درمیانی انگلی شہادت والی سے چھوٹی اور انگوٹھی والی انگلی درمیانی انگلی سے چھوٹی تھی۔

۲۴۔ ہتھیلیاں مبارک

حضور نبئ اکرم ﷺ کی مقدس اور نورانی ہتھیلیاں کشادہ اور پُرگوشت تھیں۔ اس بارے میں متعدد روایات ہیں:

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ...... رحب الراحۃ۔(۱)

’’حضور ﷺ کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

وکان بسط الکفین۔(۲)

’’حضور ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔‘‘

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲:۱۵۶
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸:۲۷۳
۴۔ ابن حبان، الثقات، ۲:۱۴۶
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۵
۶۔ مناوی، فیض القدیر، ۵:۷۸
۷۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۱۵۶
۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱:۴۲۲
۹۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱:۵۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۷
۲۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰:۳۵۹

آقائے دوجہاں ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں میں نرماہٹ، خنکی اور ٹھنڈک کا احساس آپ ﷺ کا ایک منفرد وصف تھا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کی مبارک ہتھیلیوں سے بڑھ کر کوئی شے نرم اور ملائم نہ تھی۔ رسول اکرم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے یا سر پر دستِ شفقت پھیرتے تو اُس سے ٹھنڈک اور سکون کا یوں اِحساس ہوتا جیسے برف جسم کو مَس کر رہی ہو۔

حضرت عبداللہ بن ہلال انصاری رضی اللہ عنہ کو جب اُن کے والدِ گرامی دعا کے لئے حضور سرورِ کونین ﷺ کی خدمت میں لے کر گئے تو اُس موقع پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی اور اُن کے سر پر دستِ شفقت پھیرا۔ وہ اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں:

فما أنسیٰ وضع رسول اللہ ﷺ یده علی رأسی حتی وجدتُ بردها۔(۱)

''حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے دستِ شفقت کی ٹھنڈک اور حلاوت کو میں کبھی نہیں بھولا، جب آپ ﷺ نے اپنا دستِ مبارک میرے سر پر رکھا۔''

۲۵۔ بغل مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مبارک بغلیں سفید، صاف وشفاف اور نہایت خوشبودار تھیں، جس کے بارے میں کتب احادیث و سیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعدد احادیث مروی ہیں:

۱۔ ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے لئے وضو کا پانی پیش کیا، آپ ﷺ نے خوش ہو کر اُنہیں دُعا دی اور اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند فرمایا۔ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ:

(۱) ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹:۳۹۹

و رأیتُ بیاض إبطیه.(۱)

’’میں نے حضور ﷺ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔‘‘

۲۔ آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کی خوشبودار ہونے کے حوالے سے بنی حریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، اُس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو اُن کے اقرارِ جرم پر سنگسار کیا جارہا تھا۔ مجھ پر خوف سا طاری ہوگیا، ممکن تھا کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑتا:

فضمنی إلیه رسول اللهﷺ، فسال علیّ مِن عرقِ إبطه مثل ریحِ المسكِ ۔(۲)

’’پس رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے اپنے ساتھ لگالیا (گویا گرتے دیکھ کر مجھے تھام لیا) اس وقت آپ ﷺ کی مبارک بغلوں کا پسینہ مجھ پر گرا جو کستوری کی خوشبو کی مانند تھا۔‘‘

انسانی جسم کا وہ حصہ جس سے عموماً پسینہ کی وجہ سے ناپسندیدہ بو آتی ہے، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے جسمِ اطہر کے حسن و جمال میں اضافے کا موجب بنا اور وہ خوش

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۴۵، کتاب المناقب، رقم: ۶۰۲۰
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۴۴، کتاب فضائل الصحابہ، رقم: ۲۴۹۸
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۰، رقم: ۸۱۸۷
۴۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۶۰

(۲) ۱۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۴، رقم: ۶۴
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۱۶
۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۶۱
۴۔ عسقلانی، الاصابہ، ۲: ۵۷
۵۔ عسقلانی، لسان المیزان، ۲: ۱۷۰
۶۔ ذہبی، میزان الاعتدال، ۲: ۱۹۳

نصیب صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک و مقدس بغلوں کے پسینے کی خوشبو سے مشامِ جاں کو معطر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی، وہ عمر بھر اُس سعادت پر نازاں رہے۔

۲۶۔ سینۂ اقدس

آقائے دوجہاں ﷺ کا سینۂ اقدس فراخ، کشادہ اور ہموار تھا۔ جسمِ اطہر کے دوسرے حصوں کی طرح حسنِ تناسب اور اعتدال و توازن کا نادر نمونہ تھا۔ سینۂ انور سے ناف مبارک تک بالوں کی ایک خوشنما لکیر تھی، اس کے علاوہ آپ ﷺ کا سینۂ اقدس بالوں سے خالی تھا۔ حضور ﷺ کا سینۂ انور قدرے ابھرا ہوا تھا، یہی وہ سینۂ انور تھا جسے بعض حکمتوں کے پیشِ نظر آپ ﷺ کی حیاتِ مقدسہ کے مختلف مرحلوں میں کئی بار چاک کر کے انوار و تجلیات کا خزینہ بنایا گیا اور اسے پاکیزگی اور لطافت و طہارت کا گہوارہ بنا دیا گیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا سینہ فراخی، کشادگی، وسعت اور حسنِ تناسب میں اپنی مثال آپ تھا۔

۱۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سینۂ اقدس کے فراخ اور کشادہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کان رسول الله ﷺ ...... عریض الصدر۔ (۱)

''رسول اللہ ﷺ کا سینۂ انور فراخی (کشادگی) کا حامل تھا۔''

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲، باب فی خلق رسول اللہ ﷺ
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵
۶۔ ابن حبان، الثقات: ۲: ۱۴۶
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۸۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۶

۲۔ اس حوالے سے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے:

و کان عریض الصدر ممسوحه کأنه المرایا فی شدتها و إستوائها، لا یعدو بعض لحمه بعضاً، علی بیاض القمر لیلة البدر۔(۱)

''حضور ﷺ کا سینۂ اقدس فراخ اور کشادہ، آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا، کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب و تاب میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔''

۳۔ ایک دوسری روایت میں آتا ہے:

کان رسول اللہ ﷺ فسیح الصدر۔ (۲)

''اللہ کے رسول ﷺ کے مقدس سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔''

۲۷۔ قلبِ اطہر

نبیٔ آخر الزماں ﷺ کا قلبِ اطہر علوم و معارف کا گنجینہ اور انوار و تجلیاتِ الٰہیہ کا خزینہ تھا۔ چونکہ اس بے مثال قلبِ انور پر قرآنِ حکیم کا نزول ہونا تھا، اسے شرحِ صدر کے بعد منبعِ رُشد و ہدایت بنا دیا گیا تاکہ تمام کائناتِ جن و انس ابدالآباد تک اُس سے اِیمان و اِیقان کی روشنی کشید کرتی رہے۔

خود قرآنِ مجید کی بعض آیات اور الفاظ آقائے دوجہاں حضور رحمتِ عالم ﷺ کے قلبِ اطہر سے منسوب ہیں اور مفسرین نے ایسے مقامات کی نشاندہی بھی کی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰی○(۳)

''قسم ہے ستارے (یعنی نورِ مبین) کی جب وہ (معراج سے) اُترا○''

---

(۱) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۳۰۴

(۲) ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۱:۳۳۰

(۳) القرآن، النجم، ۵۳:۱

قاضی عیاض حضرت جعفر بن محمد سے وَالنَّجْمِ کی تشریح میں لکھتے ہیں:

النجم: هو قلب محمد ﷺ۔ (۱)

نجم سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا قلبِ انور ہے۔

دوسرے مقام پر قرآن مجید نے قلبِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ○ (۲)

''جو (رسول ﷺ نے) دیکھا قلب نے اُسے جھوٹ نہ جانا (سمجھ لیا کہ یہ حق ہے)o''

اللہ ربُ العزت نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب ﷺ کے قلبِ اطہر اور سینۂ اقدس کا ایک ہی مقام پر تمثیلی پیرائے اور استعاراتی انداز میں یوں ذکرفرمایا:

اَللّٰهُ نُورُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ۔(۳)

''اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اُس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی ﷺ کی شکل میں دُنیا میں روشن ہوا) اُس طاق (نما سینۂ اقدس) جیسی ہے جس میں چراغِ (نبوت روشن) ہے، (وہ) چراغ فانوسِ (قلبِ محمدی) میں رکھا ہے۔''

امام خازن رحمۃ اللہ علیہ اِس آیتِ کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں سوال کیا:

أخبرني عن قوله تعالٰى: مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ۔

''مجھے باری تعالیٰ کے ارشاد ...... اس کے نور کی مثال (جو نورِ محمدی ﷺ کی شکل میں دنیا میں روشن ہوا) اس طاق (نما سینہ اقدس) جیسی ہے ...... کے بارے میں بتائیں کہ اس سے کیا مراد ہے؟''

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:

---

(۱) قاضی عیاض، الشفا، ۱:۲۳

(۲) القرآن، النجم، ۵۳:۱۱

(۳) القرآن، النور، ۲۴:۳۵

هٰذا مثل ضربه الله لنبيهﷺ، فالمشكوة صدره، والزجاجة قلبه، والمصباح فيه النبوة توقد من شجر مبارکة هی شجرة النبوة(۱)

’’(آیتِ مذکورہ میں) باری تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی ﷺ کے متعلق ایک مثال بیان فرمائی ہے۔ مشکوۃ سے آپ ﷺ کا سینۂ اقدس مراد ہے، زجاجۃ سے مراد آپ ﷺ کا قلبِ اطہر ہے، جبکہ مصباح سے مراد وہ صفتِ نبوت ہے جو شجرۂ نبوت سے روشن ہے۔‘‘

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے مبارک سینے کو انوار و معارفِ الٰہیہ کا خزینہ بنایا۔

حضور ﷺ کا قلبِ منور سوز و گداز اور محبت و شفقت کا مخزن تھا۔ انسان تو انسان آپ ﷺ کسی جانور پر بھی تشدد برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضور رحمتِ عالم ﷺ انتہائی رقیق القلب تھے، دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہوتے، اُن کا غم بانٹتے اور اُن کے زخموں پر شفا کا مرہم رکھتے، ہر وقت دوسروں کی مدد کے لئے تیار رہتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، حرفِ تسلی سے اُن کا حوصلہ بڑھاتے اور اُنہیں اِعتماد کی دولت سے نوازتے۔ قرآنِ مجید کا فرمان ہے کہ اگر حضور ﷺ نرم دل اور رقیق القلب نہ ہوتے تو پروانوں کا ہجوم شمعِ رسالت کے گرد اِس طرح جمع نہ ہوتا۔

ارشادِ ربانی ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۔(۲)

’’(اے حبیبِ والا صفات!) پس اللہ کی کیسی رحمت ہے کہ آپ اُن کے لئے نرم طبع ہیں اور اگر آپ تندخو (اور) سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے گرد سے چھٹ کر بھاگ جاتے۔‘‘

اقبالؒ نے حضور ﷺ کی خوئے دل نوازی اور بندہ پروری کا ذکر اس شعر میں

(۱) خازن، لباب التأويل فی معانی التنزيل، ۵:۵۶

(۲) القرآن، آل عمران، ۳:۱۵۹

کس حسن وخوبی سے کیا ہے:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیرِ مغاں ہے مردِ خلیق

اللہ ربُ العزت نے رسول اکرم ﷺ کو قلبِ بیدار عطا کیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إن عيني تنامان و لا ينام قلبي (۱)

''بیشک میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔''

۲۸۔ بطنِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کا شکمِ اطہر سینۂ انور کے برابر تھا، ریشم کی طرح نرم اور ملائم، چاندی کی طرح سفید، چودھویں کے چاند کی طرح حسین اور چمکدار، حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں دورانِ ہجرت آپ ﷺ کی میزبانی کا شرفِ لازوال حاصل ہوا، فرماتی

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۸۵، ابواب التہجد، رقم: ۱۰۹۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۰۹، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، رقم: ۷۳۷
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۰۲، ۳۸۷، ابواب الصلوۃ، رقم: ۴۳۹
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۴۰، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۳۴۱
۵۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۳۴، کتاب قیام الیل وتطوع النھار، رقم: ۱۶۹۷
۶۔ مالک، الموطأ، ۱: ۱۲۰، رقم: ۲۶۳
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۰۴
۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۱۸۶، رقم: ۲۴۳۰
۹۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۰، رقم: ۴۹
۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۱۲۲، رقم: ۵۹۷
۱۱۔ ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۱۰: ۳۸۴

ہیں کہ حضور ﷺ کا شکم مبارک نہ تو بہت بڑھا ہوا تھا اور نہ بالکل ہی پتلا۔ اُن سے مروی روایت کے الفاظ ہیں:

۱۔ لم تعبه ثُجلة (۱)

''حضور ﷺ پیٹ کے بڑا ہونے کے (جسمانی) عیب سے پاک تھے۔''

۲۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان رسول الله ﷺ ...... سواء البطن و الصدر۔ (۲)

''اللہ کے رسول ﷺ کا شکم مبارک اور سینۂ انور برابر تھے۔''

۳۔ حضرت اُمِ ہلال رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ کے شکمِ اطہر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

ما رأيتُ بطن رسول الله ﷺ قط إلا ذكرت القراطيس المثنية

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۰، رقم: ۴۲۷۴
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱
۴۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۹۵۹
۵۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۳۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۶، رقم: ۸
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۵، رقم: ۴۱۴
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۷۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۶
۸۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱: ۱۵۶
۹۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۱: ۵۲

بعضها علی بعض۔(۱)

’’میں نے حضور ﷺ کے بطنِ اقدس کو ہمیشہ اِسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ در تہہ رکھے ہوں۔‘‘

۴۔ حضور ﷺ کے شکمِ اقدس پر بال نہ تھے، ہاں بالوں کی ایک لکیر سینۂ انور سے شروع ہوکر ناف پر ختم ہوجاتی تھی:

لیس فی بطنه و لا صدره شعر غیره۔(۲)

’’اُس لکیر کے علاوہ سینۂ انور اور بطنِ اقدس پر بال نہ تھے۔‘‘

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول الله ﷺ أبیض الکشحین۔(۳)

’’رسولِ اکرم ﷺ کے دونوں پہلو سفید تھے۔‘‘

ایک ایمان افروز واقعہ

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بہت زندہ دل تھے، محفل میں تہذیب و شائستگی کے

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۹
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۴۱۳، رقم: ۱۰۰۶
۳۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۲۵، رقم: ۱۶۱۹
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰
۵۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۲: ۶۴، رقم: ۶۴۵۷
۶۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۳: ۳۹۷، رقم: ۳۵۵

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۰
۲۔ طبری، تاریخ، ۲: ۲۲۱
۳۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۱۸

(۳) ۱۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۹۹، رقم: ۲۵۵
۲۔ ابن عساکر، تہذیب تاریخ دمشق الکبیر، ۱: ۳۲۰
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۴، ۴۱۵

دائرے میں رہتے ہوئے ایسی مزاحیہ گفتگو کرتے کہ اہلِ محفل کشتِ زعفران کی طرح کھل اُٹھتے اور اُن کے لبوں پر مسکراہٹیں بکھر جاتیں۔ ایک دن وہ حضور ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں کسی بات پر خوش طبعی کا مظاہرہ کر رہے تھے کہ آپ ﷺ نے تفنن طبع کے طور پر اُن کے پہلو پر ہاتھ سے ہلکی سے چپت لگائی۔ حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ عرض پیرا ہوئے: ''یا رسول اللہ! آپ ﷺ کے مارنے سے مجھے تکلیف پہنچی ہے''۔ والیٔ کونین ﷺ نے اپنے صحابی کی یہ بات سنی تو فرمایا: ''اگر ایسا ہے تو تم مجھ سے اس کا بدلہ لے لو''۔ وہ صحابی جو محبتِ رسول ﷺ میں بے خود اور وارفتہ ہو رہے تھے، عرض گزار ہوئے: ''یا رسول اللہ ﷺ! جب آپ نے مجھے ہاتھ مارا تھا اُس وقت میرا جسم ننگا تھا۔'' یہ سن کر حضور ﷺ نے اپنی پشت اقدس پر سے قمیص مبارک اُٹھا دی اور فرمایا: لو اپنا بدلہ لے لو۔ اس پر وہ جان نثارِ رسول رضی اللہ عنہ وجد میں آ کر جھوم اُٹھا:

فاحتضنه، فجعل يقبل كشحه، فقال: بأبی أنت و أمی يا رسول الله! أردتُ هذا۔(۱)

''پس اُس صحابی نے آپ ﷺ کے ساتھ لپٹ کر آپ ﷺ کے پہلوئے اطہر کے بوسے لینا شروع کر دیئے، اور عرض کی: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! میرا مقصد صرف یہی تھا۔''

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۳۲۸، رقم: ۵۲۶۲

۲۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۵۶، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۲۴

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۴۹

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۰۶، رقم: ۵۵۷

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارة، ۴: ۲۷۶

۶۔ زیلعی، نصب الرایة، ۴: ۲۵۹

۷۔ ذہبی، سیر أعلام النبلا، ۱: ۳۴۲

۸۔ عسقلانی، الدرایة فی تخریج أحادیث الهدایة، ۲: ۲۳۲

۹۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۲: ۵۳

شکمِ اطہر پر ایک کی بجائے دو پتھر

والئ کونین ﷺ کا فقر اختیاری تھا، آپ ﷺ نے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ غزوہ احزاب میں خندق کی کُھدائی کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے فاقہ کی شکایت کی اور عرض کیا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تو آپ ﷺ نے اپنے بطنِ اقدس سے کپڑا ہٹایا جہاں دو پتھر بندھے تھے۔ حدیثِ مبارکہ میں اِس کا ذکر اس طرح ہوا ہے:

فرفع رسول اللہ ﷺ عن بطنه عن حجرين۔(۱)

''آپ ﷺ نے شکمِ اطہر سے کپڑا اُٹھایا تو اُس پر دو پتھر بندھے تھے۔''

حضور نبئ اکرم ﷺ نے فقر کو غنا پر ترجیح دی، ورنہ آپ ﷺ تو ارض و سماوات بلکہ کل جہاں کے تمام خزانوں کے مالک تھے اور آپ ﷺ کو رب کریم نے قاسم بنایا تھا۔ آپ ﷺ کی شانِ فقر کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ کے اہل و عیال نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہ کھایا، اکثر جَو کی روٹی آپ ﷺ کی غذا ہوتی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

و کان أکثر خبزھم خبز الشعير۔(۲)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۵، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۷۱
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۲۷، باب ماجاء فی عیش النبی ﷺ
۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۵۳
۴۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱۴: ۱۵۶
۵۔ ابن ابی عاصم، کتاب الزہد، ۱: ۱۷۵
۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۶، رقم: ۴۹۶۴
۷۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحوذی، ۷: ۳۳
۸۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۲: ۱۷۰
(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۰، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۶۰
۲۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۱

←

’’آلِ محمد ﷺ کی غذا اکثر و بیشتر جَو کی روٹی ہوتی تھی۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

و ما أکل خبزاً مرققاً حتی مات۔(۱)

’’آپ ﷺ نے آخری دم تک پتلی روٹی نہیں کھائی۔‘‘

۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما شبع رسول اللہ ﷺ من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض۔(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلسل دو دن جَو کی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا، یہاں تک کہ آپ ﷺ وصال فرما گئے۔‘‘

۴۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ بعض لوگوں نے دعوت کی، اور اُنہیں کھانے کو بکری کا بُھنا ہوا گوشت پیش کیا، اس پر حضور ﷺ کے اُس عاشقِ زار کو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ کا زمانہ یاد آگیا اور وہ معذرت کرتے ہوئے فرمانے لگے:

خرج رسول اللہ ﷺ من الدنیا ولم یشبع من خبز الشعیر۔ (۳)

...... ۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۷۵

۴۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ۳:۳۴۲

۵۔ منادی، فیض القدیر، ۳:۱۹۹

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۳۶۹، کتاب الرقاق، رقم: ۶۰۸۵

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۵۸۱، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۶۳

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴:۱۵۰، رقم: ۶۶۳۸

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۵۷۹، رقم: ۲۳۵۷

۲۔ طیالسی، المسند، ۱:۱۹۸، رقم: ۱۳۸۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۰۶۶، کتاب الأطعمۃ، رقم: ۵۰۹۸

۲۔ ابویعلی، المسند، ۸:۳۵، رقم: ۵۵۴۱

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵:۳۰، رقم: ۴۶۵۸

۴۔ ازدی، مسند الربیع، ۱:۳۵۲، رقم: ۹۰۰

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ اس حال میں وصال فرما گئے کہ آپ نے تادمِ وصال جَو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔‘‘

۲۹۔ ناف مبارک

آپ ﷺ اِس عالمِ رنگ و بو میں تشریف لائے تو آپ ﷺ پیدائش کے وقت ہی کئی حوالوں سے ممتاز اور منفرد اوصاف کے حامل تھے۔ عام انسانوں کے برعکس آپ ﷺ کی پیدائش اِس حال میں ہوئی کہ آپ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے۔

۱۔ قاضی عیاضؒ نے ’الشفاء (۱:۴۲)‘ میں ایک روایت نقل کی ہے:

کان النبی ﷺ قد وُلِد مختوناً، مقطوع السرة۔

’’بیشک حضور ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بُریدہ پیدا ہوئے۔‘‘

۲۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والدِ گرامی سے روایت فرماتے ہیں:

وُلد رسولُ اللهِ مختوناً مسرورًا يعنى مقطوع السرة، فأعجب بذلك جده عبدالمطلب، وقال: ليكونن لبنى هذا شأن عظيم۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

ان رسول ﷺ وُلد مختوناً مسروراً يعنى مقطوع السرة۔(۲)

’’نبیٔ اکرم ﷺ ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۱:۵۱
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۰۳

(۲) ۱۔ ابن حبان، الثقات، ۱:۴۲
۲۔ حاکم، المستدرک، ۲:۶۵۷، رقم: ۴۱۷۷

←

۳۰۔ پشتِ اقدس

حضور رحمتِ عالم ﷺ کی پشتِ اقدس کشادہ اور خوبصورتی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھی، دونوں مقدس کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔ حضور ﷺ کی پشتِ اقدس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ وَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِی اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○(۱)

”اور ہم نے آپ کا (غمِ اُمت کا وہ) بار آپ سے اُتار دیا ○ جو آپ کی پشتِ (مبارک) پر گراں ہو رہا تھا ○“

۱۔ حضرت محرش بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے آقائے نامدار علیہ السلام کو عمرہ کا اِحرام باندھتے ہوئے دیکھا:

فنظرتُ إلی ظهره كأنها سبيكة فضة۔(۲)

”میں نے آپ ﷺ کی کمرِ مبارک کی جانب نظر اٹھائی تو اُسے چاندی کے

......۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۰۳

۴۔ نووی، تہذیب الأسماء، ۱:۵۰

۵۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱:۳۳۶، رقم: ۳۱۴

(۱) القرآن، الم نشرح، ۹۴: ۲،۳

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۸۰، رقم: ۲۳۲۷۳

۲۔ نسائی، السنن، ۵: ۲۲۰، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۸۶۴

۳۔ بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۴۷۴، رقم: ۴۲۳۴

۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳: ۲۳۱، رقم: ۱۳۲۳۰

۵۔ حمیدی، المسند، ۲: ۳۸۰، رقم: ۸۶۳

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۳۲۷، رقم: ۷۷۲

۷۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۵۷۰

۸۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲

۹۔ مزی، تہذیب الکمال، ۲۷: ۲۸۶

←

ٹکڑے کی طرح پایا۔‘‘

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

و کان واسع الظهر۔(۱)

’’حضور ﷺ کی پشت مبارک کشادہ تھی۔‘‘

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت بھی مذکور ہے:

و کان طويلَ مسْرُبة الظهر ۔(۲)

’’رسول اللہ ﷺ کی ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔‘‘

۳۱۔ مہرِ نبوت

خالقِ کائنات نے اپنے برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو امتیازاتِ نبوت عطا کر کے انہیں عام انسانوں سے ممتاز پیدا کیا جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ ربّ العزت نے عظمت و رِفعت کا وہ بلند مقام عطا کیا کہ جس تک کسی فردِ بشر کی رسائی ممکن نہیں۔ آپ ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی جو اس حکمِ ایزدی کی تصدیق کرتی تھی کہ آپ ﷺ اللہ کے آخری رسول ﷺ ہیں، ان کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کیلئے مقفل کر دیا گیا ہے۔ یہ مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان ذرا بائیں جانب تھی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن سرجیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فنظرتُ إلى خاتمِ النبوة بين كتفيه عند ناغض كتفه اليسرىٰ(۳)

’’میں نے مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی ہڈی کے

.......۱۰۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۲: ۳۲۴

۱۱۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۶۹

۱۲۔ عبدالباقی، معجم الصحابہ، ۳: ۹۰

(۱) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

(۲) بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۳۰۴

(۳) مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۴۶

قریب دیکھی۔‘‘

۲۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمد کہتے ہیں:

كان علي إذا وصف رسول الله ﷺ، فذكر الحديث بطوله، وقال: بين كتفيه خاتم النبوة وهو خاتم النبيين ﷺ۔(۱)

’’حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ کی صفات گنواتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور کہتے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیّین تھے۔‘‘

۳۔ مہرِ نبوت خوشبوؤں کا مرکز تھی، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فالتقمتُ خاتم النبوة بفيّ، فكان ينمّ عليّ مسكاً(۲)

’’پس میں نے مہرِ نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دلنواز مہک مجھ پر غالب آ رہی تھی۔‘‘

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کی مہرِ نبوت کی ہیئت اور شکل و صورت کا ذکر مختلف تشبیہات سے کیا ہے: کسی نے کبوتر کے انڈے سے، کسی نے گوشت کے ٹکڑے سے اور کسی نے بالوں کے گچھے سے مہرِ نبوت کو تشبیہ دی ہے۔ یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ تشبیہ ہر شخص کے اپنے ذوق کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان خاتم رسول الله ﷺ يعني الذى بين كتفيه غدّة حمراء مثل

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۹، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۸
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵
۳۔ ابن عبد البر، التمہید، ۳: ۳۰
۴۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۲۴۸

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۵۳

بيضة الحمامة۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی، جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سرخ ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔‘‘

۲۔ حضرت ابو زید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس مہرِ نبوت کو بالوں کے گچھے جیسا کہا۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اُنہیں اپنے پشتِ مبارک پر مالش کرنے کی سعادت بخشی تو اُس موقع پر اُنہوں نے مہرِ اقدس کا مشاہدہ کیا۔ حضرت علیاء (راوی) نے عمرو بن اخطب سے اُس مہرِ نبوت کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا:

شعر مجتمع علی کتفه۔(۲)

’’آپ ﷺ کے مبارک کندھوں کے درمیان چند بالوں کا مجموعہ تھا۔‘‘

۳۔ حضرت ابونضرۃ عوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سألتُ أبا سعيد الخدری عن خاتم رسول الله ﷺ يعنی خاتم النبوة، فقال: كان فی ظهره بضعة ناشزة۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۲، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۰۴، رقم: ۲۱۰۳۶
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۰۹، رقم: ۶۳۰۱
۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۸
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۰، رقم: ۱۹۰۸
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۵

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۴۱، رقم: ۲۲۹۴۰
۲۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۳، رقم: ۴۱۹۸
۳۔ ابویعلی، المسند، ۱۲: ۲۴۰، رقم: ۶۸۴۶
۴۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱: ۵۱۴، رقم: ۲۰۹۶
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۶

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۴۶، رقم: ۲۲
۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۴: ۴۴، رقم: ۱۹۱۰
۳۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۲

”میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر یعنی مہرِ نبوت کے متعلق دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ (مہرِ نبوت) رسول اللہ ﷺ کی پشتِ اقدس میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔“

مہرِ نبوت آخری نبی ﷺ کی علامت ہے

مہرِ نبوت حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے کی علامت ہے، سابقہ الہامی کتب میں مذکور تھا کہ نبیٔ آخر الزماں ﷺ کی ایک علامت اُن کی پشتِ اقدس پر مہرِ نبوت کا موجود ہونا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ کتاب جنہوں نے اپنی کتابوں میں پڑھ رکھا تھا اس نشانی کو دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لاتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کی پشتِ اقدس پر مہرِ نبوت کی تصدیق کر لینے کے بعد ہی ایمان لائے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ کتبِ تاریخ و سیر میں تفصیل سے درج ہے۔ آتش پرستی سے توبہ کر کے عیسائیت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ پادریوں اور راہبوں سے حصولِ علم کا سلسلہ بھی جاری رہا، لیکن کہیں بھی دل کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔

اسی سلسلے میں اُنہوں نے کچھ عرصہ عموریا کے پادری کے ہاں بھی اس کی خدمت میں گزارا۔ عموریا کا پادری الہامی کتب کا ایک جید عالم تھا۔ اس کا آخری وقت آیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں؟ الہامی کتب کے اُس عالم نے بتایا کہ نبیٔ آخر الزماں ﷺ کا زمانہ قریب ہے۔ یہ نبی دینِ ابراہیمی کے داعی ہوں گے۔ اور پھر عموریا کے اُس پادری نے مدینہ منورہ کی تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بتا دیں کہ نبی آخرالزماں ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے کھجوروں کے جھنڈ والے اس شہرِ دلنواز میں سکونت پذیر ہوں گے۔ عیسائی پادری نے اللہ کے اس نبی کے بارے میں بتایا کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے البتہ ہدیہ قبول کر لیں گے اور یہ کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت ہوگی۔ پادری اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا، تلاشِ حق کے مسافر نے عموریا کو خداحافظ کہا اور سلمان فارسی شہرِ نبی کی تلاش میں نکل پڑے۔ سفر کے دوران حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چند تاجروں کے ہتھے چڑھ گئے لیکن تلاشِ حق کے

مسافر کے دل میں نبیِٔ آخرالزماں ﷺ کے دیدار کی تڑپ ذرا بھی کم نہ ہوئی بلکہ آتشِ شوق اور بھی تیز ہو گئی، یہ تاجر اُنہیں مکہ لے آئے، جس کی سرزمین نبی آخرالزماں ﷺ کا مولد پاک ہونے کا اِعزاز حاصل کر چکی تھی۔ تاجروں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنا غلام ظاہر کیا اور اُنہیں مدینہ جو اُس وقت یثرب تھا، کے بنی قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اُنہوں نے یہودی کی غلامی قبول کر لی ...... یہودی آقا کے ساتھ جب وہ یثرب (مدینہ منورہ) پہنچ گئے تو گویا اپنی منزل کو پا لیا۔

عموریا کے پادری نے یثرب کے بارے میں انہیں جو نشانیاں بتائی تھیں وہ تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیں، وہ ہر ایک سے نبیِٔ آخرالزماں ﷺ کے ظہور کے بارے میں پوچھتے رہتے لیکن ابھی تک قسمت کا ستارا ...... ثریا پر نہ چمک پایا تھا اور وہ بے خبر تھے کہ نبیِٔ آخرالزماں ﷺ مکہ سے ہجرت کر کے اس شہرِ خنک میں تشریف لانے والے ہیں۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے یہودی مالک کے کھجوروں کے باغ میں کام کر رہے تھے، کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے تھے کہ اُنہوں نے سنا کہ اُن کا یہودی مالک کسی سے باتیں کر رہا تھا کہ مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں آنے والی ہستی نبیِٔ آخرالزماں ﷺ ہونے کی داعی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا دل مچل اٹھا، اور تلاشِ حق کے مسافر کی صعوبتیں لمحۂ مسرت میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ وہ ایک طشتری میں تازہ کھجوریں سجا کر والیٔ کونین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ صدقے کی کھجوریں ہیں۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے وہ کھجوریں واپس کر دیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ عموریا کے پادری کی بتائی ہوئی ایک نشانی سچ ثابت ہو چکی تھی۔ دوسرے دن پھر ایک خوان میں تازہ کھجوریں سجائیں اور کھجوروں کا خوان لے کر رسولِ ذی حشم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یہ ہدیہ ہے، قبول فرما لیجئے۔ حضور ﷺ نے یہ تحفہ قبول فرما لیا اور کھجوریں اپنے صحابہ میں تقسیم فرما دیں۔

دو نشانیوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ اب مُہرِ نبوت کی زیارت باقی رہ گئی تھی۔ تاجدارِ کائنات ﷺ جنت البقیع میں ایک جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور

ایک جگہ جلوہ افروز ہوئے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آقائے دوجہاں ﷺ کی پشت کی طرف بے تابانہ نگاہیں لگائے بیٹھے تھے۔ آقائے کائنات ﷺ نے نورِ نبوت سے دیکھ لیا کہ سلمان کیوں بے قراری کا مظاہرہ کر رہا ہے، مخبرِ صادق ﷺ نے ازرہِ محبت اپنی پشت انور سے پردہ ہٹا لیا تاکہ مہرِ نبوت کے دیدار کا طالب اپنے من کی مراد پالے۔ پھر کیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کیفیت ہی بدل گئی، تصویر حیرت بن کے آگے بڑھے، فرطِ محبت سے مہرِ نبوت کو چوم لیا اور آپ ﷺ پر ایمان لا کر ہمیشہ کیلئے دامنِ مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ ہو گئے۔(۱)

۳۲۔ مبارک رانیں

حضور سرورِ کونین ﷺ کی مبارک رانیں بھی جسم کے دوسرے حصوں کی طرح سفید، چمکدار اور متناسب تھیں۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ غزوہ خیبر کے لیے گئے تو ہم نے صبح کی نماز، خیبر کے نزدیک اندھیرے میں ادا کی۔ پھر حضور ﷺ سوار ہوئے، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ خیبر کی گلیوں میں جا رہے تھے اور میرا گھٹنا آپ ﷺ کی ران سے لگتا تھا۔

ثم حسر الإزار عن فخذه حتی إنّی أنظر الی بیاض فخذ نبی اللہ ﷺ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۶۹۸، رقم: ۶۵۴۴
۲۔ بزار، المسند، ۶: ۴۶۳۔۴۶۵، رقم: ۲۵۰۰
۳۔ طبرانی، معجم الکبیر، ۶: ۲۲۲۔۲۲۴، رقم: ۶۰۶۵
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۷۵۔۸۰
۵۔ ابونعیم اصبہانی، دلائل النبوۃ، ۱: ۴۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۱۴۵، ابواب الصلوۃ فی الثیاب، رقم: ۳۶۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۱۰۴۴، کتاب النکاح، رقم: ۱۳۶۵

←

’’پھر آپ ﷺ نے اپنی ران مبارک سے تہبند ہٹائی تو میں نے آپ ﷺ کی ران مبارک کی سفیدی دیکھی۔‘‘

محدّثین کرام نے بیان کیا ہے کہ جب تاجدارِ کائنات ﷺ محفل میں جلوہ افروز ہوتے تو بعض کے اقوال کے مطابق رانیں شکمِ اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں لیکن بعض محدثین کا کہنا ہے کہ کبھی حضور ﷺ گھٹنوں پر زور دے کر بھی تشریف فرما ہوتے۔

حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یجلس القرفصاء۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو رانیں شکمِ اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں۔‘‘

۳۳۔ زانوئے مبارک

آقائے کائنات ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں بھی موزونیت، اِعتدال اور وجاہت کی آئینہ دار تھیں۔ کتبِ احادیث و سیر میں جا بجا اُن کی جلالت اور عظمت کا ذکر ملتا ہے۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

...... ۳۔ نسائی، السنن، ۶: ۱۳۲، کتاب النکاح، رقم: ۳۳۸۰

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۲۹، رقم: ۳۰۵۵

۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲: ۷۸

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۷۳، رقم: ۷۹۴

۲۔ ترمذی نے الشمائل المحمدیہ (۱: ۱۱۵، رقم: ۱۲۸) میں قبلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔

۳۔ بیہقی نے السنن الکبریٰ (۳: ۲۳۵، رقم: ۵۷۰۷) میں قبلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔

۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۴۰

۵۔ ابن قیم نے زاد المعاد، ۱: ۱۷۰ میں قبلہ بنت مخرمہ سے روایت لی ہے۔

کان رسول اللہ ﷺ ...... ضخم الکرادیس۔(۱)

’’حضور ﷺ کے گھٹنے پُر گوشت تھے۔‘‘

۲۔ ایک روایت میں مذکور ہے:

کان رسول اللہ ﷺ ...... جلیل المشاش۔(۲)

’’حضور ﷺ کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔‘‘

۳۴۔ مبارک پنڈلیاں

حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں نرم و گداز، چمکدار اور خوبصورت تھیں، باریک تھیں، موٹی نہ تھیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حصولِ برکت اور اظہارِ محبت کے لئے آقا ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کو مس کرتے اور اُن کا بوسہ لینے کا اعزاز حاصل کرتے۔

۱۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آقائے محتشم ﷺ اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو مجھے حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۱، رقم: ۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۹۶
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱:۲۴۴
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۱۶
۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۳۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۳۳، رقم: ۷
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۱
۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲:۲۴۸
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۲۹
۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۰۶
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۴۹، رقم: ۱۴۱۵

چشمِ تصور میں آج بھی اس منظر کی یاد اسی طرح تازہ ہے:

كأني أنظر إلى وبيص ساقيه۔(۱)

’’گویا میں آپ ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔‘‘

۲۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان في ساقي رسول الله ﷺ حموشة۔(۲)

’’حضور ﷺ کی مبارک پنڈلیاں پتلی تھیں۔‘‘

۳۔ سَو اونٹوں کے لالچ نے سراقہ کو کاروانِ ہجرت کے تعاقب پر اُکسایا۔ اس تعاقب کے دوران اُنہیں تاجدارِ کائنات ﷺ کی مبارک پنڈلیوں کی زیارت ہوئی۔ وہ

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۶۰، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۵۰۳
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۷۶، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۱۹۷
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۸
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۱۵۳، رقم: ۲۳۹۴
۶۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۳۲۶، رقم: ۲۹۹۵
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۱۵۶، رقم: ۵۲۸۵
۸۔ عبدالرزاق، المصنف، ۱: ۴۶۷، رقم: ۱۸۰۶
۹۔ ابوعوانہ، المسند، ۲: ۵۰
۱۰۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۰۲، رقم: ۲۴۹
۱۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۰، ۴۵۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۹۷
۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۶۶۲، رقم: ۴۱۹۶
۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۴۵۳، رقم: ۷۴۵۸
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۴۴، رقم: ۲۰۲۴

اپنے احساسات یوں بیان کرتے ہیں:

فلما دنوتُ منه و هو علی ناقته، جعلتُ أنظر إلی ساقه کأنها جمارة۔(۱)

’’پس جب میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا، اُس وقت آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، تو مجھے آپ ﷺ کی پنڈلی کی زیارت ہوئی، یوں لگا جیسے کھجور کا خوشہ پردے سے باہر نکل آیا ہو۔‘‘

۳۵۔ قدمین شریفین

حضور رحمتِ عالم ﷺ کے قدمین شریفین نرم و گداز، پُرگوشت، دلکش و خوبصورت اور مرقع جمال و زیبائی تھے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ان رسول اللہ ﷺ کان أحسن البشر قدماً۔(۲)

’’حضور ﷺ کے قدمین شریفین تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔‘‘

۲۔ حضرت انس، حضرت ابوہریرہ، حضرت ہند بن ابی ہالہ اور دیگر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روایت کرتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول: ۱۲
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷:۱۳۴، رقم: ۶۶۰۲
۳۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۷
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶:۲۲

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۱۹
۲۔ ابن اسحاق، السیرۃ، ۲:۱۲۲
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۵، رقم: ۷
۴۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۲۸
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۲:۹۷

كان النبی ﷺ شثن القدمين و الكفين۔(۱)

’’حضور ﷺ کی ہتھلیاں اور دونوں پاؤں مبارک پُرگوشت تھے۔‘‘

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان النبی ﷺ ضخم القدمين۔(۲)

’’نبی اکرم ﷺ کے قدمینِ مقدسہ اعتدال کے ساتھ بڑے تھے۔‘‘

۴۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ کے قدمین شریفین دیکھنے میں ہموار دکھائی دیتے تھے:

كان رسول اللہ ﷺ ...... مسيح القدمين۔(۳)

’’حضور ﷺ کے قدمین شریفین ہموار اور نرم تھے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۸، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۷
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۲۷
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۷، رقم: ۶۳۱۱
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۱: ۴۱۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۲، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۶۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۵
۳۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۸۳، رقم: ۱۳۶۲
۴۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۲۵۶، رقم: ۲۸۷۵
۵۔ ابن سعد نے ’الطبقات الکبریٰ (۱: ۴۱۴)‘ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت بیان کی ہے۔

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۷
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴

←

۳۶۔ اُنگشتانِ پا مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مبارک پاؤں کی اُنگلیاں حسن اعتدال اور حسن تناسب کے ساتھ قدرے لمبی تھیں۔ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ مجھے اپنے والد گرامی کی معیت میں حضور رحمتِ عالم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور دستِ اقدس میں چھڑی تھی۔ میرے والدِ گرامی نے آپ ﷺ کے مبارک پاؤں کو تھام لیا اور آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ اُس وقت مجھے حضور ﷺ کے قدمین شریفین کی انگلیوں کی زیارت نصیب ہوئی:

فما نسيتُ فيما نسيتُ طول أصبع قدمه السبابة على سائر أصابعه.(۱)

’’پس میں آج تک حضور ﷺ کے پاؤں مبارک کی سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کا دوسری انگلیوں کے مقابلہ میں حسنِ طوالت نہیں بھولی۔‘‘

۳۷۔ مبارک تلوے

آقائے دوجہاں ﷺ کے مبارک تلوے قدرے گہرے تھے، زمین پر نہ لگتے تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ ...... شثن القدمين ...... خمصان

.... ۶۔ بیہقی، دلائل النبوه، ۱: ۲۸۷

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲

۸۔ ابن کثیر البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۳۲

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۶۶

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۱۴۵، رقم: ۱۳۶۰۲

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸: ۳۰۴

۴۔ عسقلانی، الاصابہ، ۸: ۱۳۳، رقم: ۱۱۷۸۶

الأخمصين.(۱)

''رسول اللہ ﷺ کے قدمینِ مقدسہ پُر گوشت تھے اور تلوے قدرے گہرے تھے۔''

ایک دوسری روایت میں تلووں کے برابر ہونے کا ذکر بھی ہے:

کان ...... يطأ بقدمه جميعاً ليس لها أخمص.(۲)

''حضور ﷺ چلتے وقت پورا پاؤں زمین پر لگاتے، کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جو زمین پر نہ لگتا۔''

ان روایات کی محدثین نے جو تطبیق کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ تلووں کی گہرائی معمولی سی تھی اس لئے حضور ﷺ خرامِ ناز سے آہستہ قدم اُٹھاتے تو پاؤں کے تلوے زمین پر نہ لگتے، لیکن جب زور سے قدم اُٹھاتے اور قدرے سختی سے پاؤں زمین پر رکھتے تو تلوے بھی نقوشِ پا میں شامل ہو جاتے۔

۳۸۔ مبارک ایڑیاں

حضور ﷺ کے قدمین شریفین کی ایڑیاں بھی مرقعِ حسن و جمال تھیں، ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۷، رقم: ۸
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۵، رقم: ۲۴
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۳۲

(۲) ۱۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۳۹۵، رقم: ۱۱۵۵
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۰
۳۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۴۵
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۹، ۲۲

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ...... منهوس العَقِبَيْن۔(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ کی مبارک ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔‘‘

۳۹۔ قدمین شریفین کی برکات

جس پتھر پر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنا قدمِ مبارک رکھ کر تعمیر کعبہ کرتے رہے وہ آج بھی صحنِ کعبہ میں مقامِ ابراہیم کے اندر محفوظ ہے۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے لگنے سے وہ پتھر گداز ہوا اور اُن قدموں کے نقوش اُس پر ثبت ہو گئے۔ اللہ ربُ العزت نے اپنے حبیب ﷺ کے مبارک قدموں کو بھی یہ معجزہ عطا فرمایا کہ اُن کی وجہ سے پتھر نرم ہو جاتے۔ آپ ﷺ کے قدومِ مبارک کے نشان بعض پتھروں پر آج تک محفوظ ہیں۔

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أنّ النبي ﷺ كان إذا مشى على الصخر غاصت قدماه فيه و أثرت۔(۲)

’’جب حضور نبیٔ اکرم ﷺ پتھروں پر چلتے تو آپ ﷺ کے پاؤں مبارک

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۲۰، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۹
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۸، ۳۹، رقم: ۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۸۶
۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۰۴، رقم: ۷۶۵
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۲۰، رقم: ۱۹۰۴
۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۶
۷۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۷، ۲۲
۸۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۱۲۴

(۲) ۱۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۸۲
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۷، رقم: ۹

کے نیچے وہ نرم ہو جاتے اور قدم مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔‘‘

۲۔ حضور ﷺ کے قدمین شریفین بڑے ہی بابرکت اور منبعِ فیوضات و برکات تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ ﷺ اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ عرفہ سے تین میل دور مقام ذی المجاز میں تھے کہ اُنہوں نے آپ ﷺ سے پانی طلب کرتے ہوئے کہا:

عطشتُ و ليس عندی ماءٌ، فنزل النبیﷺ و ضرب بقدمه الأرض، فخرج الماء، فقال: اشرب ۔(۱)

’’مجھے پیاس لگی ہے اور اس وقت میرے پاس پانی نہیں، پس حضور ﷺ اپنی سواری سے اُترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، آپ ﷺ نے فرمایا: (اے چچا جان!) پی لیں۔‘‘

جب اُنہوں نے پانی پی لیا تو آپ ﷺ نے دوبارہ اپنا قدمِ مبارک اُسی جگہ رکھا تو وہ جگہ باہم مل گئی اور پانی کا اِخراج بند ہو گیا۔

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی عیادت فرمائی اور اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے وہ مکمل صحت یاب ہو گئے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

فضربنی برجله، و قال: ”اللهم اشفه، اللهم عافه“ فما اشتكيت وجعی ذالك بعد ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۱۵۲، ۱۵۳
۲۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱:۶۷
۳۔ زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵:۱۷۰
۴۔ خفاجی، نسیم الریاض، ۳:۵۰۷

(۲) ۱۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶:۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۶۰، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۶۴
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۸۳، ۱۰۷

←

’’پس حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت عطا کر۔ (اس کی برکت سے مجھے اسی وقت شفا ہو گئی اور) اس کے بعد میں کبھی بھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔‘‘

۴۔ آپ ﷺ کے قدم مبارک اگر کسی سست رفتار کمزور جانور کو لگ جاتے تو وہ تیز رفتار ہو جاتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر اپنی اُونٹنی کی سست رفتاری کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بیده لقد رأیتها تسبق القائد۔(۱)

قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس کے بعد وہ ایسی تیز ہوگئی کہ کسی کو آگے بڑھنے نہ دیتی۔‘‘

۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کو بھی آپ ﷺ نے غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر اپنے مبارک قدموں سے ٹھوکر لگائی تھی، جس کی برکت سے وہ تیز رفتار ہو گیا تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

فضربه برجله و دعا له، فسار سیراً لم یسر مثله۔(۲)

------ ۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۱، رقم: ۱۴۳

۵۔ ابویعلی، المسند، ۱: ۳۲۸، رقم: ۴۰۹

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۷: ۳۵۷

(۱) ۱۔ ابوعوانہ، المسند، ۳: ۴۵، رقم: ۴۱۴۵

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۲۳۵، رقم: ۱۴۱۳۲

۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۱۹۳، رقم: ۲۷۲۹

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۹۹

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۲۲۱، کتاب المساقاۃ، رقم: ۷۱۵

۳۔ نسائی، السنن، ۷: ۲۹۷، کتاب البیوع، رقم: ۴۶۳۷

۴۔ ابن حبان، ۱۴: ۴۵۰، رقم: ۶۵۱۹

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۳۳۷، رقم: ۱۰۶۱۷

’’تو آپ ﷺ نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی اور ساتھ ہی دُعا فرمائی، پس وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔‘‘

جب حضور ﷺ نے دوبارہ اُن سے دریافت کیا کہ اب تیرے اُونٹ کا کیا حال ہے تو اُنہوں نے عرض کیا:

بخير قد أصابته بركتك ۔(۱)

’’بالکل ٹھیک ہے ،اُسے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی برکت حاصل ہوگئی ہے۔‘‘

۴۰۔ قدِ زیبائے محمد ﷺ

حضور ﷺ کا قد وقامت بھی حسنِ تناسب کا اعلیٰ ترین نمونہ تھا۔ عالمِ تنہائی میں ہوتے تو دیکھنے والے کو محسوس ہوتا کہ سرورِ کائنات حضور رحمتِ عالم ﷺ میانہ قد کے مالک ہیں اور اگر اپنے جاں نثاروں کے جھرمٹ میں ہوتے تو حضور ﷺ سب سے بلند اور نمایاں دکھائی دیتے۔ ظاہری حسن میں بھی کوئی آپ ﷺ کی مثل نہ تھا،قامت و دلکشی اور رعنائی وزیبائی میں بھی سب سے ممتاز نظر آتے تھے۔

۱۔ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا اپنے تأثرات یوں بیان کرتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ ربعة لا تشنؤه عين من طول، و لا تقتحمه عين من قصر، غصن بين غصنين، فهو أنضر الثلاثة منظراً، و أحسنهم قداً۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳:۱۰۸۳، کتاب الجهاد والسير ، رقم: ۲۸۰۵
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳:۱۲۲۱، کتاب المساقاة، رقم: ۷۱۵
۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۳:۲۴۹، رقم: ۴۸۴۳

(۲) ۱۔ ابن کثیر، شمائل الرسول : ۴۶
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳:۱۱، رقم: ۴۲۷۴
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۲۳۱
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۳:۱۹۲
۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۳:۵۶

’’حضور ﷺ کا قدِ انور نہایت خوبصورت میانہ تھا، نہ ایسا طویل کہ دیکھنے والے کو پسند نہ آئے اور نہ ایسا پست کہ حقیر دکھائی دے۔ (قدِ انور) دو شاخوں کے درمیان تروتازہ (شگفتہ) شاخ کے مانند تھا اور آپ ﷺ دیکھنے میں تینوں (حضور ﷺ، یارِ غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ) میں سب سے زیادہ بارونق اور قد کے اعتبار سے حسین دکھائی دے رہے تھے۔‘‘

۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

وما مشی مع أحد إلا طاله۔(۱)

’’آپ ﷺ ساتھ چلنے والے سے بلند قامت نظر آتے تھے۔‘‘

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے قدِ زیبا کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ أحسن الناس قواماً، و أحسن الناس وجهاً۔(۲)

’’حضور ﷺ قامت زیبائی اور چہرۂ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔‘‘

احادیث میں مذکور ہے کہ حضور ﷺ ہجوم میں ہوتے تو سب سے نمایاں دکھائی دیتے، مجلس میں جلوہ فرما ہوتے تو بھی اہلِ محفل میں سربلند نظر آتے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

کان إذا جلس یکون کتفه أعلی من الجالس۔(۳)

’’جب حضور ﷺ (کسی مجلس میں) بیٹھتے تو حضور ﷺ کے شانے مبارک

---

(۱) ۱۔ ابنِ عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۵۴
۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۱۱۶
۳۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۳۴
۴۔ انصاری، غایۃ السول فی خصائص الرسول ا، ۱:۳۰۶

(۲) ابنِ عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳:۱۵۷

(۳) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۳

دوسرے بیٹھنے والوں سے بلند ہوتے۔‘‘

نمایاں قد کی حکمتیں

۱۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و لعل السر فی ذلك أنه لا يتطاول عليه أحد صورة كما لا يتطاول عليه معنی۔(۱)

’’حکمت اس میں یہ ہے کہ جس طرح باطنی محامد و محاسن میں حضور ﷺ سے کوئی بلند نہیں، اسی طرح ظاہری قد و قامت میں بھی کوئی آپ ﷺ سے بڑھ نہیں سکتا۔‘‘

سب سے نمایاں اور سر بلند ہونے کی دوسری حکمت یہ ہے:

فی الطول مزية خص بها تلويحاً بأنه لم يكن أحد عند ربه أفضل منه لا صورةً و لا معنیً۔(۲)

’’یہ بلندی اس لئے تھی کہ ہر ایک پر یہ بات آشکار ہو جائے کہ اللہ ربُ العزت کے ہاں ظاہری و باطنی اَحوال میں اُس ذاتِ اقدس (رسولِ کائنات ﷺ) سے بڑھ کر کوئی اَفضل نہیں۔‘‘

۲۔ امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وَ لم يخلق أطول من غيره لخروجه عن الإعتدال الأكمل المحمود، و لكن جعل الله له هذا فی رأی العين معجزة خصّه الله تعالیٰ بها، لئلا يری تفوّق أحد عليه بحسبِ الصورةِ، و ليظهر من بين أصحابه تعظيماً له بما لم يسمع لغيره، فإذا فارق تلك الحالة زال المحذور و علم التعظيم فظهر كما له الخلقی۔(۳)

’’حضور ﷺ کا قدِ انور زیادہ طویل پیدا نہیں کیا گیا کیونکہ حد سے زیادہ طویل

---

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۱۳

(۲) ملا علی قاری، شرح الشفا، ۱:۱۵۳

(۳) خفاجی، نسیم الریاض، ۱:۵۲۱

ہونا اِعتدال کے منافی ہے اور قابلِ تعریف نہیں۔ ہاں اس کے باوجود اللہ ربُّ العزت نے دیکھنے والی آنکھوں میں یہ بات پیدا کر دی تھی کہ حضور ﷺ بلند نظر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت اِس لئے عطا کی تھی کہ کوئی صورت کے لحاظ سے بھی حضور ﷺ سے بلند دکھائی نہ دے اور آپ ﷺ کی تعظیم میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ ضرورت نہ رہتی تو حضور ﷺ اس کمال پر دکھائی دیتے جس پر آپ ﷺ کی تخلیق ہوئی تھی۔‘‘

۳۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ چاہتا تو حضور ﷺ کے قدِ انور کو طویل پیدا فرما دیتا، لیکن ربِ قادر نے حضور ﷺ کو میانہ قد ہی عطا فرمایا، البتہ یہ آپ ﷺ کا اعجاز تھا کہ دیکھنے والے محسوس کرتے کہ آپ ﷺ سب سے سربلند ہیں اور کوئی آپ ﷺ کی نظیر نہیں۔

أن ذلك يری فی أعين الناظرين فقط، وجسده باق علی أصل خلقته، علی حد ...... فمثل ارتفاعه المعنوی فی عين الناظر، فرآه رفعةً حسيةً۔(۱)

’’حضور ﷺ صرف لوگوں کی نظروں میں بلند دکھائی دیتے لیکن حضور ﷺ کا جسمِ اطہر اس حال میں بھی اصل خلقت پر (میانہ) ہی رہتا۔ ...... پس حضور ﷺ کی رفعتِ معنوی کو ہی اللہ ربُّ العزت نے دیکھنے والے کی آنکھ میں رفعتِ حسی بنا دیا تھا۔‘‘

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں:

وَ ذلك كی لا يتطاول عليه أحد صورةً، كما لا يتطاول معنًی۔(۲)

’’اور ایسا اس لئے تھا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح معنوی اور باطنی لحاظ سے آپ ﷺ سے زیادہ کوئی بلند نہیں اسی طرح ظاہر میں بھی آپ ﷺ سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔‘‘

(۱) زرقانی، شرح المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۸۵

(۲) شرح زرقانی المواہب اللدنیہ، ۵: ۴۸۵

باب سوم

عادات

گزشتہ صفحات میں سردارِ دوجہاں تاجدارِ کون و مکاں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے بے مثال حسن و جمال اور سراپائے دلنواز کا ذکرِ جمیل تفصیل سے گزر چکا ہے، جس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ خالق کائنات نے اس بزمِ ہستی میں آپ ﷺ کو ایسا شاہکار بنا کر بھیجا جس کی نظیر کا کوئی تصور حیطۂ خیال میں آ سکتا ہے نہ عالمِ امکان میں اس جیسا محبوب کوئی دوسرا ہوسکتا ہے۔

مصحفے را ورق ورق دیدم
ہیچ سورت نہ مثلِ صورتِ اوست

حضور ﷺ کا دل آویز پیکرِ حسن و جمال اور مرقعٔ زیب و رعنائی ہر دور میں اہلِ ایمان کی توجہ اور والہانہ عقیدت و شیفتگی کا مرکز و محور رہے ہیں لیکن اس کے ساتھ وہ اس بات کا ادراک حاصل کرنے کے بھی مشتاق تھے کہ آپ ﷺ مقامِ محبوبیت پر فائز ہونے کے باوجود اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم اور دیگر عام انسانوں کے ساتھ کیسے گھل مل کر رہتے تھے! آپ کا اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، سونا جاگنا، رہن سہن، بود و باش اور عام انسانی رویے کیسے تھے! آپ ﷺ کا لباس، کھانے کے برتن، سواری کے جانور اور روزمرہ زندگی کے دیگر معمولات و مشاغل کس نوعیت اور انداز کے تھے! بظاہر چھوٹی نظر آنے والی یہ باتیں محبوبِ رب ذوالجلال کی وہ ادائیں ہیں، جن کا تذکرہ عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کے لئے نہ صرف حرزِ جاں ہے بلکہ اِنہیں سنتِ نبوی ﷺ جان کر اِن پر عمل پیرا ہونا وہ توشۂ آخرت سمجھتے ہیں۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی حسین و دلکش ادائیں غلامانِ رسول ﷺ کو کتنی محبوب ہیں اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی خربوزہ کھانے سے اس لئے گریز کیا کہ انہیں اس بات کا علم نہ ہوسکا تھا کہ حضور ﷺ نے خربوزہ کیسے کھایا تھا۔ علامہ اقبالؒ نے اس کا ذکر بزبان شعر یوں کیا ہے:

کاملِ بسطام در تقلیدِ فرد
اجتناب از خوردنِ خربوزہ کرد

آج بھی اہل ایمان حضور ﷺ کی ان عادات و اطوار کو دہرانا نہ صرف باعثِ سعادت بلکہ اپنے ایمان کی تکمیل کا ذریعہ گردانتے ہیں۔ ان میں سے بعض کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

۱۔ مزاج اقدس

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے مزاجِ اقدس میں رقت، نرمی اور گداز کا عنصر بدرجہ اتم دیکھا جاسکتا تھا۔ اس کا خمیر عشقِ الٰہی سے اٹھایا گیا تھا۔ آپ ﷺ سر تاپا رحمت تھے، اتنے شفیق اور نرم خو کہ سختی نام کو بھی نہیں پائی جاتی تھی، اور خود ستائی و خود نمائی کا شائبہ تک آپ ﷺ کی ذاتِ مقدسہ میں نہیں تھا۔ آپ ﷺ کے مزاجِ مبارک میں فطری طور پر جلال و جمال کا ایک حسین امتزاج پایا جاتا تھا لیکن جہاں تک معمولاتِ روز و شب کا تعلق ہے عملاً جمال کی کیفیت غالب دکھائی دیتی تھی۔

سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ آپ ﷺ کے اوصاف جمیلہ کا بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أجود الناس صدرًا، و أصدق الناس لهجةً، و ألينهم عريكةً(۱)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۹، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۸
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۳، رقم: ۷
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۰، رقم: ۱۴۱۵
۵۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۲۴۸
۶۔ ابن عبدالبر، التمہید، ۳، ۳۱
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۲
۸۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۳، ۱۵۴ ←

’’حضور ﷺ دل کے سب سے بڑھ کر سخی، زبان میں سب سے بڑھ کر سچے اور مزاج کے سب سے بڑھ کر نرم تھے۔‘‘

حضور ﷺ کے مزاجِ اقدس کا کما حقہٗ ادراک تو ممکن ہی نہیں، البتہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ پیکر فقر وغنا تھے، عجز و انکسار آپ ﷺ کی دِل نواز شخصیت کا جزوِ لاینفک تھا، آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی عجز و انکساری سے کام لیا کرتے تھے اور بعداز خُدا بزرگ توُئی کے منصبِ جلیلہ پر رونق افروز ہوتے ہوئے بھی عام انسانوں میں گھل مل جایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کا یہ طرزِ عمل آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اعتماد پیدا کرتا اور وہ خود اعتمادی سے زندگی کا سفر جاری رکھتے۔

حضور ﷺ اپنی مجلسی زندگی میں مساوات کا کامل ترین نمونہ تھے، اپنے عمل سے کسی میں احساس کمتری پیدا نہ ہونے دیتے، آپ ﷺ کا سیرت و کردار طبقاتی کشمکش اور قبائلی ونسلی تفاخر اور مباہات سے یکسر پاک تھا۔ غریبوں، مسکینوں اور معاشرتی طور پر کم تر حیثیت کے لوگوں سے یوں گھل مل جاتے کہ مجلس میں ہر شخص کو سماجی مرتبہ سے قطع نظر اپنی بات کھل کر کرنے کی اجازت تھی، اپنے ما فی الضمیر کے اظہار میں کسی پر کوئی پابندی نہ تھی۔ آپ ﷺ کی مجلس میں ہر سطح پر جمہوری شعور کو فروغ ملتا اور حقوقِ انسانی کی پاسداری کا عملی اہتمام ہوتا۔ آپ ﷺ کی پیغمبرانہ زندگی جس انقلابی جدوجہد سے عبارت تھی اس سے ہر قدم پر مساوی انسانی حقوق کا درس ملتا ہے۔ ہر فرد اپنی حاجت بیان کرتا اور آپ ﷺ ممکنہ حد تک ہر ایک کی دستگیری فرماتے۔ ایثار و بے نفسی کی ایسی مثالیں قائم کیں جو ہر دور کے لئے لائق تقلید ہیں۔ دوسروں کا سامان اٹھا کر ان کے گھروں تک پہنچا دینا، ہمسایوں کی ضروریات کا خیال رکھنا، ان کے لئے بازار سے سودا سلف خرید کر لانا، بکریوں کا دودھ دوہنا، اپنے جوتے خود مرمت کرنا، مسکینوں اور یتیموں کی دستگیری کرنا، غلاموں پر شفقت اور محروم المعیشت انسانوں کے مسائل کے حل میں معاونت کرنا آپ ﷺ کا روز

۹۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۲۹

۱۰۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۴۸

مرہ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ مجلس میں اپنے لئے امتیازی جگہ پسند نہ کرتے بلکہ جہاں جگہ ملتی بیٹھ جاتے۔

حضرت ابو ذر غفاری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یجلس بین ظهري أصحابه، فیجئ الغریب فلا یدري أیّهم هو، حتی یسأل۔(۱)

''حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اس طرح گھل مل کر تشریف فرما ہوتے کہ اجنبی لوگ آتے اور آپ ﷺ کو پہچان نہ سکتے حتی کہ آپ ﷺ کے بارے میں پوچھتے۔''

۲۔ حسنِ تکلم اور شیریں گفتاری

آقائے دو جہاں حضور رحمتِ عالم ﷺ کی گفتگو اس قدر شیریں، دلکش اور دلآویز ہوتی کہ اس کا ہر ہر لفظ سامع کے دل میں ترازو ہو جاتا۔ حسنِ تکلم میں اس قدر دلکشی و رعنائی پائی جاتی کہ شہد کی مٹھاس بھی پیچھے رہ جاتی، بات کو زیادہ طول دیتے نہ بالکل اختصار ہی سے کام لیتے بلکہ آپ ﷺ کی گفتگو ایسا حسنِ اعتدال لئے ہوتی کہ ہر نکتہ وضاحت سے کھل کر سامنے آجاتا، اور مخاطبین کے لئے کسی قسم کا الجھاؤ اور اِبہام باقی نہ رہتا۔ آپ ﷺ کے کلام کا ہر لفظ اتنا پُر تاثیر اور پُر معنی ہوتا کہ اس کا بے ساختہ پن دلوں میں اترتا چلا جاتا۔ ہر شخص آپ ﷺ سے شعور و آگہی کی دولت لے کر اٹھتا اور

(۱) ۱۔ ابوداود، السنن، ۴: ۲۲۵، کتاب السنہ، رقم: ۴۶۹۸
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۰۱، کتاب الایمان وشرائعہ رقم: ۴۹۹۱
۳۔ نسائی، السنن الکبری، ۳: ۴۴۲، رقم: ۵۸۷۴
۴۔ بزار، المسند، ۹: ۴۱۹، رقم: ۴۰۲۵
۵۔ اسحاق بن راہویہ، المسند، ۱: ۲۰۹، رقم: ۱۶۵
۶۔ ابن مندہ، الایمان، ۱: ۳۱۴، رقم: ۱۶۰
۷۔ مروزی، تعظیم قدر الصلوۃ، ۱: ۳۸۵، رقم: ۳۷۸
۸۔ سمعانی، ادب الاملاء والاستملاء، ۱: ۵۰

ماضی الضمیر سمجھنے میں کسی تشنگی کا احساس نہ رہتا۔

۱۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما کان رسول الله ﷺ یسرد سردکم هذا، و لکنه کان یتکلم بکلام بیّن فصلٍ، یحفظهٗ من جلس إلیه(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ تمہارے مانند تیزی سے مسلسل کلام نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ اس طرح کلام فرماتے کہ گفتگو کا ہر کلمہ واضح اور جُدا ہوتا اور پاس بیٹھنے والا شخص اُسے یاد کر لیتا تھا۔''

۲۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نہ صرف ہر بات کھول کھول کر بیان فرماتے بلکہ بسا اوقات گفتگو کے اہم نکات کو مخاطبین کے دلوں میں اُتارنے کے لئے بار بار دہراتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا کہ گفتگو تین بار دہراتے تھے:

کان رسول الله ﷺ یعید الکلمة ثلاثاً لتُعقل عنه(۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۳، رقم: ۲۲۴
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۰، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۹
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۶۱، کتاب الأدب، رقم: ۴۸۳۹
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۰۹، رقم: ۱۰۲۴۵
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۵۷
۶۔ اسحاق بن راہویہ، ۳: ۹۸۳، رقم: ۱۷۰۴
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۰۷، رقم: ۵۵۴۷
۸۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۴۵، رقم: ۲۹
۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۵
۱۰۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۸۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۰، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۰
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۴۸، کتاب العلم، رقم: ۹۴

←

’’حضور ﷺ (بعض اوقات) کلام کو (ضرورت کے مطابق) تین مرتبہ دُہراتے تاکہ (آپ ﷺ کے) مخاطبین اُسے اچھی طرح سمجھ لیں۔‘‘

۳۔ حضور ﷺ کی رعنائی و دلآویزی میں ڈوبی ہوئی پُرنور گفتگو کا ذکر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ إذا تکلّم رُئی کالنّور یخرج مِن بین ثنایاہ۔(۱)

........۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۲
۴۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۰۴، رقم: ۷۷۱۶
۵۔ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۲: ۱۹۷
۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۴۱، رقم: ۶۴۵
۷۔ سیوطی، الدیباج، ۲: ۴۴۹، رقم: ۸۷۰
۸۔ اسماعیلی، معجم الشیوخ، ۱: ۴۵۰، رقم: ۱۰۵
۹۔ نووی، شرح صحیح مسلم، ۱: ۲۳۱
۱۰۔ عظیم آبادی، عون المعبود، ۳: ۳۱۴
۱۱۔ زرقانی، شرح الموطا، ۲: ۳۱۷

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۴۱
۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۴، رقم: ۵۸
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۳۵، رقم: ۷۶۷
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۹
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۹
۶۔ بیہقی، دلائل النبوہ، ۱: ۲۱۵
۷۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۵۸، رقم: ۷۹۷
۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۷
۹۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۳۳۶
۱۰۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۷۲

’’حضور ﷺ جب کلام فرماتے تو سامنے کے دندانِ مبارک سے نور نکلتا ہوا محسوس ہوتا۔‘‘

۴۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے ماموں تھے، اوصافِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے آپ رضی اللہ عنہ نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے اپنے ماموں جان سے اپنے نانا جان ﷺ کے اندازِ گفتگو کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا:

كان رسولُ الله ﷺ طويل السكتِ، لا يتكلّم فى غيرِ حاجةٍ، يفتتح الكلام و يختمه باشداقه، و يتكلم بجوامع الكلم، كلامه فصل، لا فضول و لا تقصير، ليس بالجافى و لا المهين۔(۱)

’’حضور ﷺ طویل سکوت فرمانے والے تھے (یعنی آپ ﷺ خاموش طبع تھے)، بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، آغازِ کلام اور اُس کا اختتام دہن مبارک کی جانبوں اور کناروں سے ہوتا (یعنی ہر کلمہ کی ادائیگی مکمل طور پر ہوتی)۔ حضور ﷺ کا کلامِ اقدس جامع الفاظ پر مشتمل ہوتا (یعنی مختصر کلمات ہوتے مگر معانی و مطالب کا ایک سمندر اپنے دامن میں سمیٹے ہوتے)، نیز کلمات میں

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۴، رقم: ۲۲۶
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۵، رقم: ۱۴۳۰
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۳
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۲۲
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۳۲
۷۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۴۲
۸۔ ابن حبان، الثقات، ۲: ۱۴۷
۹۔ ابنِ جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۷
۱۰۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۸۲

باہم مناسب فاصلہ ہوتا (تاکہ سامعین اچھی طرح سُن اور سمجھ سکیں) اور یاد رکھ سکیں، الفاظ نہ ضرورت سے زیادہ ہوتے اور نہ ادائیگیٔ مقصد سے قاصر (بلکہ حقِ بلاغت ادا کرتے ہوئے ایسی گفتگو فرماتے کہ بالکل مقصد پر منطبق ہوتی)۔ آپ ﷺ سخت مزاج تھے نہ کسی کی تذلیل فرماتے۔‘‘

۵۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

إنّ النبی ﷺ کان یحدث حدیثاً لو عدّہ العادُ لأحصاہ۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ اِس انداز سے کلام فرماتے کہ اگر کوئی (الفاظ) گننا چاہتا تو (بآسانی) شمار کرسکتا تھا۔‘‘

۶۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب سکوت اختیار فرماتے تو چہرۂ انور سے وقار و عظمت اور رُعب و جلال جھلکتا، اور کلام فرماتے تو یوں معلوم ہوتا کہ سلکِ گوہر بار میں سے گویا موتی ڈھلک رہے ہوں، کلام میں شہد کی سی مٹھاس ہوتی۔ معلمِ اعظم حضور رحمتِ عالم ﷺ کی گفتگوئے بے مثال کے حوالے سے اُمِّ معبد رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے حسن و رعنائیِ کلام کا ذکر انتہائی خوبصورت اور دلکش انداز میں کرتی ہیں:

إن صمت فعلیہ الوقار، و إن تکلم سماہ و علاہ البھاء أجمل

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۳۰۷، کتاب المناقب، رقم: ۳۳۷۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۹۸، کتاب الزہد و الرقائق، رقم: ۲۴۹۳
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۲۰، کتاب العلم، رقم: ۳۶۵۴
۴۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۲۰، رقم: ۲۴۷
۵۔ ابویعلی، المسند، ۸: ۱۳۶، رقم: ۴۶۷۷
۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۹۵
۷۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۵۷، رقم: ۷۹۴
۸۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۸۲
۹۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۴۰

الناس وابهاه من بعيد و احسنه و أجمله من قريب حلو المنطق فصلا لا نزر و لا هذر كأن منطقه خرزات نظم يتحدرن۔(۱)

’’جب خاموش ہوتے تو آپ ﷺ پر وقار ظاہر ہوتا اور جب بولتے تو آپ ﷺ پر چمک طاری ہو جاتی۔ لوگوں میں سے حسین تر، دُور سے روشن تر، قریب سے حسین وجمیل تر، میٹھی باتیں کرنے والے، الگ الگ، نہ مختصر نہ زیادہ طویل، آپ ﷺ کی باتیں گویا لڑی سے گرتے موتی ہوتیں۔‘‘

۷۔ اُمِ معبد رضی اللہ عنہا ہی سے ایک اور روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں:

إذا صمتَ فعليه البهاء، و إذا نطق فعليه وقار، له كلامٌ كخرزاتِ النظم۔(۲)

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۱۱۔۱۲، رقم: ۴۲۷۴
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۴۹، رقم: ۳۶۰۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۵۷
۴۔ ابن حبان، الثقات، ۱: ۱۲۶
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۳۱
۶۔ ابونعیم، دلائل النبوہ، ۱: ۲۸۳
۷۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۴۵۸، رقم: ۶۹۷
۸۔ طبری، الریاض النضرہ، ۱: ۴۷۱
۹۔ ابن قیم، زادالمعاد، ۳: ۵۶
۱۰۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۳۱
۱۱۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۳۱۰

(۲) ۱۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۳: ۱۷۸
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۱۰۵، رقم: ۶۵۱۰
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۹
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۲۹
۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۲: ۲۲۷

’’جب آپ ﷺ خاموش ہوتے تو آپ ﷺ پر حسن کا نکھار چھایا ہوتا اور جب آپ ﷺ بولتے تو آپ ﷺ پر وقار کی کیفیت ہوتی، آپ ﷺ کا کلام موتیوں کے ہار کی مثل تھا۔‘‘

۳۔ تبسم اور خوش مزاجی

حضور ﷺ کے اخلاقِ عالیہ اور اوصافِ حمیدہ میں خوش طبعی، شگفتہ مزاجی اور تبسم فرمانے کی عادت ایک عجیب شانِ دل آویزی لئے ہوئے تھی۔ آپ ﷺ مزاح بھی فرماتے تھے لیکن یہ مزاح ہمیشہ تہذیب کے دائرہ میں رہتا۔ کسی بات پر ہنستے تو ہنسی میں کبھی آواز پیدا نہ ہوتی بلکہ یہ ایک قسم کا تبسم ہی ہوتا۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما رأيتُ النبیﷺ مستجمعاً قطُّ ضاحکا حتی أرٰی منه لَهَواته، إنما کان يتبسم.(۱)

’’میں نے کبھی بھی حضور ﷺ کو اس طرح زور سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۶۱، کتاب الأدب، رقم: ۵۷۴۱
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۶۱۶، کتاب صلاۃ الاستسقاء، رقم: ۸۹۹
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۲۶، کتاب الادب، رقم: ۵۰۹۸
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۶۶
۵۔ ابن مبارک، کتاب الزہد، ۱: ۴۸، رقم: ۱۴۸
۶۔ ابن ابی عاصم، کتاب الزہد، ۱: ۲۴
۷۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۴۹۵، رقم: ۳۷۰۰
۸۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۷۶، رقم: ۲۱۵
۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۳۶۰، رقم: ۶۲۵۴
۱۰۔ ابونعیم، المسند المستخرج علی صحیح مسلم، ۲: ۴۸۴، رقم: ۲۰۲۵
۱۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۱: ۱۳۰

آپ ﷺ کا حلق مبارک دیکھ لیتی، (آپ ﷺ کا ہنسنا بھی) آپ ﷺ کا تبسم ہی ہوا کرتا تھا۔‘‘

۲۔ سیدنا حصین بن زید کلبی رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم میں ایک حدیث مبارکہ مروی ہے، وہ فرماتے ہیں:

ما رأیتُ رسولَ اللہ ﷺ ضاحکاً، ما کان إلا التبسم۔(۱)

’’میں نے رسولِ خدا ﷺ کو کبھی قہقہہ لگا کر ہنستے نہیں دیکھا، آپ ﷺ کا ہنسنا تو بس تبسم ہوا کرتا تھا۔‘‘

۳۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے تبسم فرمانے کے بارے میں روایت بیان کی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سألتُ خالی هنداً عن صفة ضحك رسول اللہ ﷺ، فقال: جُلُّ ضحكه التبسم، يَفْتر عن مثل حَبِّ الغمام۔(۲)

’’میں نے اپنے ماموں حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ہنسنے کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ آپ ﷺ کا ہنسنا تبسم ہی ہوتا تھا اور مسکراتے تو دانت مبارک اولوں کے دانوں کی طرح آبدار تروتازہ اور انتہائی سفید و شفاف نظر آتے۔‘‘

۴۔ آپ ﷺ مسکراتے تو یوں لگتا گویا صحنِ چمن میں گلاب کھل اُٹھے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے من خوشی سے پھولے نہ سماتے اور ہر طرف آپ ﷺ کا حسین تبسم آبدار موتیوں کی طرح بکھر جاتا۔ بعض دفعہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی مسکراہٹ کا ایسا انداز بھی ہوتا

(۱) ابن جوزی، الوفاء: ۴۶۵، رقم: ۸۲۷

(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفا باحوالِ المصطفیٰ: ۴۶۵، رقم: ۸۲۸
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۵، رقم: ۲۲۶
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۱۵۶، رقم: ۴۱۴
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۷۴

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے دندانِ مبارک بھی دیکھ لیتے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فضحك النبی ﷺ حتی بدتْ أنیا بُہ۔(۱)

’’پس حضور نبیٔ اکرم ﷺ اتنا مسکرائے کہ آپ ﷺ کے دانت مبارک نظر آنے لگے۔‘‘

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دوزخ میں سے سب سے آخر میں نکلنے والے ایک شخص کی روداد بیان کرتے ہوئے آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے تبسم فرمایا:

رأیتُ رسولَ اللہ ﷺ ضحك حتی بدتْ نواجِذُہ ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۸۴، کتاب الصوم، رقم: ۱۸۳۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۷۸۱، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۱۱
۳۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۳۱۳، کتاب الصوم، رقم: ۲۳۹۲
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۱۱، رقم: ۳۱۱۴
۵۔ مالک بن انس، الموطا، ۱: ۲۹۶، رقم: ۶۵۷
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۴۱
۷۔ دارمی، السنن، ۲: ۱۹، رقم: ۱۷۱۶
۸۔ دارقطنی، السنن، ۲: ۱۹۰، رقم: ۴۹
۹۔ ابن حبان، الصحیح، ۸: ۲۸۹، رقم: ۳۵۲۳
۱۰۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۳۴۸، رقم: ۹۷۸۶
۱۱۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۲: ۶۰
۱۲۔ حمیدی، المسند، ۲: ۴۴۱، رقم: ۱۰۰۸
۱۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۲: ۳۶۵، رقم: ۲۲۴۶
۱۴۔ بیہقی، سنن الکبریٰ، ۴: ۲۲۱، رقم: ۷۸۲۹
۱۵۔ ابن جارود، المنتقیٰ، ۱: ۱۰۴، رقم: ۳۸۴
(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۴۰۲، کتاب الرقاق، رقم: ۶۲۰۲

←

’’میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ اس قدر مسکرائے کہ آپ ﷺ کی مبارک داڑھیں نظر آنے لگیں۔‘‘

کتبِ سیر و احادیث میں حضور ﷺ کی خوش مزاجی و شیریں بیانی کے ان گنت واقعات درج ہیں، یہ خوش مزاجی اور شگفتہ بیانی اپنے جاں نثاروں کی دلجوئی کے لئے ہوتی۔ آپ ﷺ ہر آنے والے ملاقاتی کو خندہ پیشانی سے ملتے، وفود کو خوش آمدید کہتے وقت لبوں پر تبسم کے پھول کھل اُٹھتے، جاں نثاروں کے جھرمٹ میں ہشاش بشاش رہتے۔

۶۔ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما رأيتُ أحداً أكثر تبسماً مِن رسولِ اللهِ ﷺ۔(۱)

------ ۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۷۳، کتاب الایمان، رقم: ۱۸۶

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۷۱۲، ابواب صفۃ الجنہ، رقم: ۲۵۹۵

۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۵۲، کتاب الزہد، رقم: ۴۳۳۹

۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۹۰، رقم: ۲۳۳

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۸

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶، ۴۵۷، رقم: ۷۴۳۱

۸۔ الحاکم، المستدرک، ۴: ۶۳۴، رقم: ۸۷۵۱

۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۳۷، رقم: ۳۴۰۱۲

۱۰۔ ابویعلیٰ، المسند، ۹: ۲۷، رقم: ۵۱۳۹

۱۱۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۴۳ رقم: ۴۲۶

۱۲۔ شاشی، المسند، ۲: ۲۱۹، رقم: ۷۸۷

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۰۱، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۴۱، ۳۶۴۵

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۸۶، رقم: ۱۸۰

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۹۱

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۲۵۱، رقم: ۸۰۴۷

۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۹: ۲۰۶

←

’’میں نے حضور ﷺ سے بڑھ کر کسی کو مسکرانے والا نہیں پایا۔‘‘

۴۔ گریہ و زاری

خوف و خشیتِ الٰہی سے حضور ﷺ پر وہ کیفیت طاری ہو جاتی کہ کثرت گریہ و زاری سے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ہنڈیا کے جوش مارنے کی سی آوازیں نکلنے لگتیں اور ساون کی جھڑی کی طرح آنسوؤں کی برسات ہونے لگتی۔ اس طرح کی کیفیت ہر نماز کی حالت میں وارد ہوتی۔ وہ نماز جو بندگی میں معراج کی آئینہ دار تھی۔ اس کی کیفیت و محویت کا کون اندازہ کر سکتا ہے!

۱۔ حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ نماز میں آقائے دوجہاں ﷺ کی کیفیت کا ذکر یوں کرتے ہیں:

لجوفه أزيز كأزيز المرجل من البكاء۔(۱)

......۶۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۶۵، رقم: ۸۲۴

۷۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۴۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۶۳، رقم: ۳۲۳

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۲۳۸، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۹۰۴

۳۔ نسائی، السنن، ۳: ۱۳، کتاب السہو، رقم: ۱۲۱۴

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱: ۱۹۵، رقم: ۵۴۴

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۵

۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۴۳۹، رقم: ۶۶۵

۷۔ ابویعلی، المسند، ۳: ۱۷۴، رقم: ۱۵۹۹

۸۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۳۹۶، رقم: ۹۷۱

۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۵۱، رقم: ۳۱۷۳، ۳۱۷۴

۱۰۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۴۸۱، رقم: ۷۷۴

۱۱۔ ابونعیم، دلائل النبوہ، ۱: ۱۳۸

۱۲۔ ابن جوزی، الوفاء: ۵۴۸، رقم: ۱۰۱۲

۱۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۵۹

’’آپ ﷺ کے سینۂ انور سے رونے کی آوازیں اس طرح آ رہی تھیں جیسے ہنڈیا کے اُبلنے کی آواز آتی ہے۔‘‘

۲۔ سورج گرہن وغیرہ کے مواقع پر بھی حضور ﷺ محبوبِ حقیقی کی بارگاہ میں سرِنیاز خم کر کے سجدہ ریز ہو جاتے اور نالہ وگریہ سے عجب سماں بندھ جاتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سورج گرہن کے موقع پر نماز شروع کی تو حضور ﷺ نے قیام، رکوع اور سجود کو معمول سے بہت زیادہ طویل کر دیا۔

فجعل ینفخ و یبکی۔(۱)

’’پھر حضور ﷺ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔‘‘

۳۔ احادیثِ مبارکہ میں آتا ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر بھی آپ ﷺ کی چشمانِ مقدس سے آنسو رواں ہو گئے۔

۴۔ نبیٔ آخرالزماں حضور رحمتِ عالم ﷺ مسجدِ نبوی میں جلوہ افروز تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حلقہ بنائے اپنے آقا ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ مجھے کلامِ الٰہی سناؤ۔ وہ پیکرِ ادب بن کر عرض گزار ہوئے: آقا! ایک غلام کی کیا مجال کہ آپ ﷺ کے سامنے کلامِ پاک کی تلاوت کرے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابی کی دلجوئی فرماتے ہوئے کہا کہ میں دوسروں سے کلامِ الٰہی سننا پسند کرتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل میں سورہ نساء کی تلاوت شروع کی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس آیت پر پہنچا:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۲۶۵، رقم: ۳۲۵
۲۔ نسائی، السنن، ۳:۱۳۸، کتاب الکسوف، رقم: ۱۴۸۲
۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲:۵۳، رقم: ۹۰۱

شَهِيْدًا ○ (۱)

’’پھر اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو اُن سب پر گواہ لائیں گے○‘‘

اِس آیتِ کریمہ کی سماعت پر حضور ﷺ کی چشمانِ مقدس سے آنسو رواں ہو گئے۔ (۲)

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی سفر میں رات کے وقت حضور رحمتِ عالم ﷺ نے بسم اللہ کی تلاوت کی اور آغاز کرتے ہی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور پھر گریہ و زاری کی وہ کیفیت طاری ہو گئی کہ حضور ﷺ نے بیس مرتبہ اس کی تلاوت فرمائی اور ہر مرتبہ خشیتِ الٰہی سے روتے روتے گر پڑتے، پھر مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ!

لقد خاب مَن لم یرحمه الرحمن الرحیم۔ (۳)

’’وہ شخص تباہ ہو گیا جس پر رحمٰن و رحیم (خدا) نے رحم نہ فرمایا۔‘‘

۵۔ عبادت و خشیتِ الٰہی

حضور نبیٔ اکرم ﷺ معصوم عن الخطاء تھے، آپ ﷺ پر گناہوں کا سایہ بھی نہ پڑا تھا مگر اس کے باوجود تعلیم اُمت کے لئے آپ ﷺ کثرت سے نوافل ادا کرتے،

(۱) القرآن، النساء، ۴: ۴۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۲۳۸، ابواب تفسیر القرآن، رقم: ۳۰۲۵

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۲۴، کتاب العلم، رقم: ۳۶۶۸

۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۸، رقم: ۸۰۷۵

۴۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ ۱: ۲۶۴، رقم: ۳۲۴

۵۔ ابن جوزی، الوفا باحوال المصطفیٰ: ۵۴۸، رقم: ۱۰۱۱

(۳) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۴۹، رقم: ۱۰۱۵

۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۳: ۱۸۱، رقم: ۵۷۶

خوف وخشیت کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات مصلیٰ پر گزر جاتی۔ طویل قیام اور عجز و نیاز مندی کی سجدہ ریزیاں آپ ﷺ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ عبادت میں کمال انہماک اور خشوع و خضوع اختیار فرماتے، آپ ﷺ نے اُمت کو کثرتِ بندگی کی تعلیم دی، لیکن دوسروں کو تلقین کرنے سے پہلے خود اس کی مثال قائم کی۔

۱۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آقائے دو جہاں ﷺ رات کو نمازِ تہجد ادا فرماتے تو قیام کو اتنا طویل کر دیتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو اللہ کے محبوب اور مقرّب ہیں، آپ اس قدر مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ تو نبیٔ آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

يا عائشةُ! أفلا أكون عبدًا شكورًا(۱)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۱۷۲، کتاب صفات المنافقین واحکامہم، رقم: ۲۸۲۰
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۸۰، کتاب التہجد، رقم: ۱۰۷۸
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۲۶۸، ابواب الطہارۃ، رقم: ۴۱۲
۴۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۱۹، کتاب قیام اللیل وتطوع النہار، رقم: ۱۶۴۴
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۵۶، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۱۹
۶۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۲۲، رقم: ۲۶۳
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۱۵
۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۳۸۶، رقم: ۶۲۰
۹۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۲۰۱، رقم: ۱۱۸۳
۱۰۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۱۳۸، رقم: ۳۸۱۰
۱۱۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۱۲۸، رقم: ۱۹۰
۱۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۹۷، رقم: ۴۳۹۹
۱۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۱۱، رقم: ۹۳۰
۱۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۵۸

’’اے عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟‘‘

۲۔ حضور ﷺ کی کثرت عبادت، مجاہدے اور زہد و ریاضت کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تعبّد رسول اللہ ﷺ حتی صار کالشّن البالی۔(۱)

’’حضور ﷺ نے اس قدر عبادت کی کہ آپ ﷺ پرانے مشکیزے کے مانند ہو گئے۔‘‘

۶۔ آقائے دوجہاں ﷺ کی قراءت

صاحبِ قرآن حضور نبیٔ اکرم ﷺ اپنی نمازوں میں زیادہ سے زیادہ قراءت فرماتے۔ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ سردارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نمازِ فجر میں طویل قراءت فرماتے جبکہ دیگر فرائض میں قدرے کم قراءت فرماتے۔ نوافل میں طویل قیام فرماتے، خصوصاً قیام اللیل میں کہ کوئی دوسرا شخص آپ ﷺ کا مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔

۱۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أنّ رسولَ اللہ ﷺ کان یقرأ فی صلوٰةِ الغداةِ مِن الستین إلی المائةِ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۱۱، رقم: ۹۳۴

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۸۱، ۳۴۳۴۸

۳۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۳: ۱۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۲۰۹

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۸، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۶۱

۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۱۵، کتاب مواقیت الصلاۃ، رقم: ۵۷۴

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۱۰۹، کتاب الصلاۃ، رقم: ۳۹۸

۴۔ ابوعوانہ، المسند، ۲: ۱۶۱

۵۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۴۲۵، رقم: ۷۴۲۹

’’حضور ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ آیات سے سو آیات کے درمیان تک قرأت فرماتے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت ابو وائل حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

صلّيتُ مع رسول الله ﷺ، فأطال حتى هممتُ بأمرِ سوءٍ، قال: قيل: وما هممتَ به؟ قال: هممتُ أن أجلس وأدعه.(۱)

’’ایک شب میں نے حضور ﷺ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے طویل قیام کیا (اور قراءت فرماتے چلے گئے) حتیٰ کہ میں نے ایک بری بات کا ارادہ کر لیا۔ میں (حضرت وائل) نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے پوچھا: آپ نے کس بات کا ارادہ کیا تھا؟ اُنہوں نے فرمایا: میں نے یہ ارادہ کیا تھا کہ حضور ﷺ کو قیام میں چھوڑ کر خود بیٹھ جاؤں۔‘‘

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كانتْ قراءةُ النبي ﷺ بالليل يرفعُ طورًا ويخفضُ طورًا۔(۲)

’’رات کے وقت حضور ﷺ کبھی بلند آواز سے قراءت فرماتے اور کبھی آہستہ آواز سے۔‘‘

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۳۷، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، رقم: ۷۷۳
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۸۱، کتاب التہجد، رقم: ۱۰۸۴
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۵۶، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ والسنہ فیہا، رقم: ۱۴۱۸
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۸۵، رقم: ۳۶۴۶
۵۔ ابو یعلی، المسند، ۹: ۱۰۰، رقم: ۵۱۶۵

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۳۷، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۳۲۸
۲۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۱۸۸، رقم: ۱۱۵۹
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۳۲۲، رقم: ۳۶۸۱
۴۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۵۴، رقم: ۱۱۶۶
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۱۲، رقم: ۴۴۸۷

۴۔ آقائے دوجہاں ﷺ کا عام معمول یہ تھا کہ آپ ﷺ تین روز میں قرآنِ پاک ختم کر لیا کرتے تھے۔ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أنّ رسولَ اللہ ﷺ کان لا یقرأ القرآن فی أقلّ مِن ثلاثٍ۔(۱)

''حضور ﷺ تین دن رات سے کم وقت میں قرآنِ حکیم ختم نہیں فرماتے تھے۔''

۷۔ رفتارِ مبارک

حضور ﷺ کا چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا، سونا جاگنا، غرض ہر عمل، وقار و تمکنت کا آئینہ دار تھا، چلتے تو وقار اور اعتماد کے ساتھ چلتے، قدم اُٹھاتے تو زمین قدم بوسی کی منتظر رہتی۔ وہ زمین جس پر آپ ﷺ خرامِ ناز فرماتے اُس پر آسمان رشک کرتا کہ تجھے سردارِ کائنات کے قدموں کو بوسہ دینے کا اِعزاز حاصل ہوا ہے۔ آپ ﷺ کی رفتار پر نہ تو دل کی تنگی کا گمان ہوتا اور نہ یہ اندازہ لگایا جاسکتا کہ آپ ﷺ کسی اُلجھن میں گرفتار ہیں یا طبیعت پر کسی قسم کی گرانی ہے۔ چال میں شانِ نبوت کا رُعب بھی تھا اور عبدیت کا عجز و انکسار بھی۔

۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان رسولُ اللہ ﷺ إذا مشی تکفّأ تکفّؤاً، کأنّما ینحط مِن صبب۔(۲)

''حضور ﷺ چلتے تو پاؤں جما کر چلتے تھے، گویا بلندی سے اُتر رہے ہیں۔''

(۱) ۱۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۵۳، رقم: ۴۳۸
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۷۶
۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۱۴، رقم: ۹۴۴

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۱، رقم: ۵
۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۲۴۸
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۱
۴۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۱
۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۶

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تاجدارِ کائنات ﷺ کے خرامِ ناز کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان إذا مشى تقلّع كأنّما يمشى فى صببٍ۔(۱)

''حضور ﷺ جب چلتے تھے تو ہمت اور قوت سے پاؤں اُٹھاتے، (پاؤں زمین پر گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے) چلنے میں تیزی اور قوت کے لحاظ سے ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا ڈھلواں جگہ پہ چل رہے ہوں۔''

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

و ما رأيتُ أحدًا أسرع فى مشيته مِن رسولِ الله ﷺ، كأنّما الأرض تطوى له، إنّا لنجهد أنفسنا، و إنه لغير مكترث(۲)

''میں نے آپ ﷺ سے زیادہ تیز رفتار کوئی نہیں دیکھا، زمین گویا آپ ﷺ کے لئے لپٹ جاتی تھی۔ ہم لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ہم قدم ہونے میں مشقت محسوس کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ اپنی معمول کی رفتار سے چلتے جاتے۔''

۸۔ اندازِ نشست و برخاست

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ہر ادا حسن و جمال کا مرقع تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ...... جنہیں حضور ﷺ کی محافل میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی تھی ...... نے ان محافل

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۹، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۵۱
۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۱: ۳۳، رقم: ۷
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ (السیرۃ)، ۶: ۲۹
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۲۸، رقم: ۳۱۸۰۵

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۵۰
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ: ۱: ۱۱۲، رقم: ۱۲۴
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۱۵، رقم: ۶۳۰۹
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۱۵
۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۱۴، ۱۵

میں آپ ﷺ کی ایک ایک ادا کو لوحِ تاریخ میں محفوظ کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے۔

۱۔ حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان النبيُ ﷺ أوقرَ الناسِ فی مجلسِه، لا يكادُ يخرجُ شيئًا من أطرافِه۔(۱)

’’مجلس میں حضور ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ باوقار ہوتے تھے، اور حضور ﷺ اطراف (مثلاً منہ، ناک، کان وغیرہ) سے کوئی چیز ظاہر نہیں فرماتے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أنّ رسولَ اللہ ﷺ كان إذا جلس إحتبیٰ بيده۔(۲)

’’رسولِ اکرم ﷺ جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو دونوں گھٹنے کھڑے کر کے اُنہیں ملاتے ہوئے اُن کے گرد ہاتھوں کا حلقہ سا بنا کر بیٹھتے۔‘‘

حضور ﷺ مجلس میں اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ رعب کے ساتھ وقار اور عجز و اِنکسار بیک وقت آپ ﷺ کے نشست و برخاست کے ہر انداز سے ظاہر ہوتا۔

۳۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ تاجدارِ کائنات ﷺ تکیے کا سہارا لے کر بیٹھتے اور

---

(۱) قاضی عیاض، الشفا، ۱: ۸۰

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۶۲، کتاب الأدب، رقم: ۴۸۴۶
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۱۷، رقم: ۱۳۰
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۳۶، رقم: ۵۷۰۹
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۶۰
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۱۸، رقم: ۱۶۸
۶۔ قاضی عیاض، الشفاء، ۱: ۱۷۶
۷۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۵۶، رقم: ۷۸۹
۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۴۰
۹۔ دومی، الاتحافات الربانیہ: ۱۸۰

آپ ﷺ کے اس انداز میں کسی قسم کا تکلف نہ ہوتا تھا۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رأيتُ رسولَ اللهِ ﷺ متكئاً علٰی وسادةٍ علٰی يسارِه۔(۱)

’’میں نے حضور ﷺ کو ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا جو بائیں جانب رکھا ہوا تھا۔‘‘

۹۔ حضور ﷺ کا چھینک لینا

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن النبی ﷺ كان إذا عطس غطی وجهه بيده أو بثوبه و غضّ بها صوته۔(۲)

’’حضور ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنا منہ مبارک ہاتھ مبارک یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے اور آواز مبارک پست رکھتے۔‘‘

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن النبی ﷺ كان إذا عطس غطی وجهه بيده أو بثوبه و غض بها

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۹۸، ابواب الأدب، رقم: ۲۷۷۰
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۱۸، رقم: ۱۳۱
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۸۶
۴۔ دارمی، السنن، ۲: ۲۳۱، رقم: ۲۳۱۶
۵۔ ابو عوانہ، المسند، ۴: ۱۲۸، رقم: ۶۲۷۲
۶۔ عبدالرزاق، المصنف، ۷: ۳۲۴، رقم: ۱۳۳۴۳
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۸۴، رقم: ۶۲۹۷
۸۔ ابن جوزی، الوفاء: ۴۵۶، رقم: ۷۹۰
۹۔ دولی، الاتحافات الربانیہ: ۱۷۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۸۶، ابواب الأدب، رقم: ۲۷۴۵ ←

صوته۔(۱)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو جب چھینک آتی تو ہاتھ مبارک یا کپڑے سے اپنا منہ مبارک ڈھانپ لیتے اور اپنی آواز مبارک پست رکھتے۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان رسول الله ﷺ كان إذا عطس حمد الله، فيقال له: يرحمك الله، فيقول؛ يهديكم الله ويصلح بالكم۔(۲)

’’جب نبیٔ اکرم ﷺ کو چھینک آتی تو اللہ کی حمد بیان فرماتے، اور آپ ﷺ سے کہا جاتا: **يَرحَمُكَ الله** (اللہ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے)۔ آپ ﷺ (جواباً) ارشاد فرماتے: **يَهدِيُكُم الله ويصلح بالكم** (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت عطا کرے اور تمہارے احوال بہتر فرمائے)۔‘‘

.... ۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۰۷، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۲۹

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۹

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۲۵، رقم: ۷۷۹۶

۲۔ حمیدی، المسند، ۲: ۴۸۹، رقم: ۱۱۵۷

۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۲: ۲۳۷، رقم: ۱۸۴۹

۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۹۰، رقم: ۳۳۹۴

۵۔ ابن جوزی، الوفا، ۴۵۵، رقم: ۷۸۵

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۰۴

۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۲۸، رقم: ۹۳۴۰

۳۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۹: ۱۷۶، رقم: ۱۵۷

۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۷۷، رقم: ۲۷۸

۵۔ لجی، منتہی السول، ۱: ۴۱۱

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أنّ رسول الله ﷺ كان يكره العطسةَ الشديدةَ فى المسجد۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ مسجد میں زور سے چھینک لینے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔‘‘

۵۔ روایت ہے:

كان ﷺ يكره رفع الصوتِ بالعطاس۔(۲)

’’نبیٔ اکرم ﷺ بلند آواز سے چھینک لینے کو ناپسند فرماتے تھے۔‘‘

آقائے دوجہاں ﷺ نے کبھی جمائی نہیں لی بلکہ جمائی پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله ﷺ: إنّ الله يحبّ العُطاس و يكره التثاؤب، فإذا عطس أحدكم، فقال: الحمد لله، فحق علٰى كل مَن سمعه أن يقول: يرحمك الله، و أما التثاؤب، فإذا تثاءب أحدكم فليَرُدَّه، ما استطاع و لايقولن: هاه هاه، فإنّما ذالك مِن الشيطانِ يضحك منه ۔(۳)

’’حضور ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند، پس جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو وہ الحمد للہ کہے، سننے والے پر لازم ہے کہ وہ جواب میں يرحمك الله کہے، جبکہ تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو حسبِ استطاعت اُسے روکے اور ھاہ ھاہ نہ کرے کیونکہ یہ شیطان کی

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۹۰، رقم: ۳۳۹۵
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۲، رقم: ۹۳۵۶
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۶۱، رقم: ۶۸۷
(۲) لحجی، منتهى السول، ۱: ۴۱۲
(۳) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۸۷، ابواب الأدب، رقم: ۲۷۴۷

طرف سے ہے، جس پر وہ خوش ہو کر ہنستا ہے۔‘‘

۱۰۔ حضور ﷺ کا اِستراحت فرمانا

حضور نبیٔ اکرم ﷺ عظمت کی جس بلندی پر رونق افروز ہوئے عام انسان تو کیا اللہ کے دیگر برگزیدہ انبیاء و رسل میں کسی کو بھی اس مقامِ عظمت تک رسائی حاصل نہ ہوئی۔ انسانی لغت کا کوئی ایک لفظ بھی حضور ﷺ کے مقام و مرتبہ اور عظمت و رفعت کا عشرِ عشیر بھی بیان نہیں کر سکتا۔ وہ سب سے سربلند اور سب سے عظیم انسان تھے، لیکن اس مقام و مرتبے پر جلوہ افروز ہونے کے باوجود آپ ﷺ ایک چٹائی پر استراحت فرماتے، جس پر کوئی دوسرا کپڑا اچھا نہ ہوتا۔ والیٔ کونین حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب اس بستر پر آرام فرما ہوتے تو جسمِ اطہر پر بوریا کے نشان پڑ جاتے۔

بقولِ اقبال:

بوریا ممنونِ خوابِ راحتش
تاجِ کسریٰ زیر پائے اُمتش

(آپ چٹائی پر خوابِ استراحت فرماتے جبکہ آپ کی امت کے قدموں میں ایران کی شہنشاہیت کا تخت بچھا ہوا تھا۔)

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

دخلتُ علی النبی ﷺ وھو فی غرفةٍ کأنھا بیت حمام، وھو نائمٌ

۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۹۷، کتاب الأدب، رقم: ۵۸۶۹

۳۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۰۶، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۲۸

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۶۲، رقم: ۱۰۰۴۳

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۲۸، رقم: ۹۵۲۷

۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۲۹۳، رقم: ۷۶۸۳

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۳۵۹، رقم: ۵۹۸

۸۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۶۱، رقم: ۹۲۲

۹۔ عبد الرزاق، المصنف، ۲: ۲۷۰، رقم: ۳۳۲۲

علی حصیر قد أثر بجنبه (۱)

’’میں نبیِ اکرم ﷺ کے کاشانۂ اقدس میں داخل ہوا تو آپ ﷺ کا کمرہ حمام کی طرح (گرم) تھا جبکہ آپ ﷺ چٹائی پر آرام فرما تھے، جس کے نشانات آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر تھے۔‘‘

۲۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ

أنّ النبی ﷺ کان یحتجر حصیرا باللیل فیصلی و یبسطه بالنهار فیجلس علیه (۲)

’’نبیِ اکرم ﷺ رات کے وقت چٹائی کو حجرہ کی صورت میں اردگرد کھڑا فرما لیتے (پردہ بنا لیتے) اور اس کے اندر نماز ادا فرماتے، دن کے وقت اسے بچھا کر اُس پر تشریف فرما ہوتے۔‘‘

۴۔ احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ آپ ﷺ کا بستر مبارک ایک ٹاٹ ہوتا تھا، جسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دوہرا کر کے حضور ﷺ کے لئے بچھا دیا کرتی تھیں۔ وہ چارپائی

---

(۱) ۱۔ لحجی، منتہی السول، ۱:۵۲۸
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۶۲، رقم: ۱۰۳۲۷
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۱۱، رقم: ۱۰۴۱۳
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۸۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۱، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۲۳
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۶۱
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۳۰۹، رقم: ۲۵۷۱
۴۔ حمیدی، المسند، ۱: ۹۵، رقم: ۱۸۳
۵۔ اسحاق بن راہویہ، المسند، ۲: ۴۷۰، رقم: ۱۰۴۵
۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۱۰۹، رقم: ۵۰۲۰
۷۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۶۸، رقم: ۱۰۸۵
۸۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۵۶

جو تاجدارِ کائنات ﷺ کے زیرِ استعمال رہی، کھجور کی بنی ہوئی تھی۔ اس پر آرام فرما ہوتے تو جسمِ اطہر پر نشانات پڑ جاتے۔ جاں نثارانِ مصطفیٰ یہ منظر دیکھتے تو بے اختیار آبدیدہ ہو جاتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

دخلتُ علی رسول اللہ ﷺ و هو علی سریر مضطجع مرمل بشریط، و تحت رأسِه وسادة مِن أدم حشوها لیف، فدخل علیه نفر مِن أصحابه و دخل عمر فانحرف رسول اللہ ﷺ انحرافة فلم یر عمر بین جنبیه و بین الشریط ثوبا و قد أثر الشریط بجنب رسول اللہ ﷺ۔ (۱)

''میں بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، نبئ اکرم ﷺ چارپائی پر آرام فرما تھے جو کہ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی پٹی سے بنی تھی۔ آپ ﷺ کے سرِ اقدس کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا، جو کھجور کی چھالی سے بھرا ہوا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے، حاضرِ خدمت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ذرا پہلو بدلا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے پہلوؤں اور کھجور کی پٹی کے درمیان کوئی بچھونا حائل نہیں ہے (اس وجہ سے) کھجور کی پٹی کے نشانات پہلوئے اقدس پر نمایاں نظر آ رہے تھے۔''

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ منظر دیکھا تو بے اختیار اشکبار ہو گئے۔ آپ ﷺ کے دریافت کرنے پر عرض کیا کہ میرا سببِ گریہ یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ آپ ﷺ قیصر و کسریٰ سے بہت عزت و کرامت والے ہیں اور دنیا کے اندر جس حال میں زندگی

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۹
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۷۶، رقم: ۶۳۶۲
۳۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۱۶۷، رقم: ۲۷۸۲
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۲۶
۵۔ بیہقی، دلائل النبوه، ۱: ۳۳۷
۶۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۶۷

گزار رہے ہیں وہ ہر ایک کو معلوم ہے اور آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس حال میں ہیں جو میرے سامنے ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أما ترضٰی أن تکونَ لهم الدنیا ولنا الآخرة. (۱)

''(اے عمر!) کیا تم اس پر راضی نہیں کہ اُن کے لئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو۔''

اس پر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یقیناً حقیقت اس طرح ہی ہے۔

بسترِ مبارک

تاجدارِ کائنات ﷺ کا بستر مبارک محض چمڑے اور ٹاٹ کا بنا ہوا تھا۔ نرم و گداز بستر کو صاحبِ لولاک ﷺ نے کبھی پسند نہیں فرمایا۔

۱۔ آپ ﷺ کے بستر مبارک کے بارے میں اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۸۶۷، کتاب التفسیر/ التحریم، رقم: ۴۶۲۹
۲۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۳۹۸، رقم: ۱۱۶۳
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۹
۴۔ ابو یعلی، المسند، ۵: ۱۶۸، رقم ۶۲۸۳
۵۔ بزار، المسند، ۱: ۳۰۴، رقم: ۱۹۵
۶۔ ابوعوانہ، المسند، ۳: ۱۶۶، رقم: ۴۵۷۳
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۱۱، رقم: ۱۰۴۱۴
۸۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۲۶
۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۶۶
۱۰۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۶۷، رقم: ۱۰۵۶

سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

مسحاً نثنيه ثنيتين فينام عليه(۱)

’’ایک ٹاٹ تھا، جسے ہم دوہرا کر کے حضور ﷺ کے نیچے بچھا دیا کرتے تھے، جس پر حضور ﷺ استراحت فرماتے۔‘‘

اُم المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شب میرے ذہن میں یہ خیال گزرا کہ اگر اس ٹاٹ کی چار تہیں کر کے حضور ﷺ کے لئے بچھا دوں تو یہ زیادہ نرم ہو جائے گا اور تاجدارِ کائنات علیہ السلام زیادہ سکون محسوس کریں گے۔ چنانچہ میں نے اس کی چار تہیں کر کے آپ ﷺ کے بستر پر بچھا دیا۔ حضور ﷺ نے اس پر آرام فرمایا۔ جب صبح نیند سے بیدار ہوئے تو پوچھا: حفصہ! رات کو تم نے میرے لئے کیسا بستر بچھایا تھا؟ عرض کیا: یا رسول اللہ صلی علیک وسلم! یہ آپ ہی کا بستر تھا، مگر میں نے اس ٹاٹ کی چار تہیں کر دی تھیں تا کہ آپ کا بستر ذرا نرم ہو جائے۔ ارشاد فرمایا:

ردّوه لحالتِه الأولٰی، فإنّه منعتني وطأته صلوتي الليلة(۲)

’’بستر کو پہلی حالت پر ہی رہنے دو کیونکہ اس کی نرمی میری تہجد کی نماز میں رکاوٹ کا باعث بنی ہے۔‘‘

۲۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۷۰، رقم: ۳۳۰
۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۵۳
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲۲، رقم: ۳۷۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۷۰، رقم: ۳۳۰
۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۵۵
۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۵۳
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۵۸

كان فراشُ رسول الله ﷺ مِن أدمٍ، و حشوه من ليف۔ (۱)

''نبیٔ اکرم ﷺ کا بستر مبارک چمڑے کا بنا ہوا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔''

۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے:

دخلتْ عليَّ إمرأةٌ مِن الأنصار فرأتْ فراشَ رسولِ الله ﷺ قطيفة مثنية فبعثتْ إليّ بفراشٍ، حشوه الصوف، فدخل عليّ رسول الله ﷺ، فقال: ما هذا يا عائشة؟ قالت: قلتُ: يا رسول الله! فلانة الأنصارية دخلتْ فرأتْ فراشَك فذهبت، فبعثتْ إليّ بهذا، فقال: ردّيه يا عائشة! فواللهِ لوشئتُ لأجرى الله تعالیٰ معي جبال الذهبِ والفضّةِ۔ (۲)

''میرے پاس ایک انصاری عورت آئی تو اس نے نبیٔ اکرم ﷺ کا بستر دیکھا جو کہ دوہری کی ہوئی مخملی چادر پر مشتمل تھا۔ (وہ انصاری عورت چلی گئی اور) اس نے میرے پاس بستر بھیجا، جس میں ریشم بھرا ہوا تھا۔ نبیٔ اکرم ﷺ میرے پاس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! یہ کیا ہے؟

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح ۵: ۲۳۷۱، کتاب الرقاق، رقم ۶۰۹۱
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۰، کتاب اللباس والزینۃ، رقم: ۲۰۸۲
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۷، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۶۱
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۴۷، رقم: ۱۳۰۹۵
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۵۶

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۷۳، رقم: ۱۴۶۸
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۶۵
۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۵۳
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۵۶

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھی، اس نے آپ کا بستر مبارک دیکھا تو واپس جانے کے بعد میرے پاس یہ (بستر) بھیج دیا۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ! یہ (بستر) واپس کر دے، اللہ کی قسم! اگر میں چاہتا تو اللہ تعالیٰ سونے و چاندی کے پہاڑ میرے ساتھ چلا دیتا (یعنی جہاں میں جاتا وہیں وہ جاتے۔)''

۴۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان فراشُ النبی ﷺ نحوًا مما یوضع الإنسان فی قبره۔(۱)

''نبیٔ اکرم ﷺ کا بستر مبارک تقریباً ایسا تھا جیسے آدمی کو اس کی قبر میں رکھا جاتا ہے۔''

۵۔ امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ 'کشف الغمہ' میں فرماتے ہیں:

کان لرسول اللہ ﷺ فراشٌ مِن أدمٍ، حشوه لیف، طوله ذراعان أو نحوهما، و عرضه ذراع و شبر أو نحوه۔(۲)

''حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا بستر مبارک چمڑے کا بنا ہوا تھا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ بستر مبارک کی لمبائی دو گز یا اس کی مثل اور چوڑائی ایک گز اور ایک بالشت یا اس کی مثل تھی۔''

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۱۰، ابواب النوم، رقم: ۵۰۴۴
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۲: ۵۰۲
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲۱، رقم: ۳۷۱
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۵۷
(۲) لحجی، منتہی السول، ۱: ۵۲۲

۷۔ کتب احادیث و سیر میں حضورنبیِ رحمت ﷺ کے استراحت فرمانے کی کیفیت کے بارے میں کئی روایات ملتی ہیں۔ ام المومنین حضرت حفصہ اورحضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

انَّ رسول اللہ ﷺ کان إذا أراد أن یَرقُد وضع یدہ الیمنٰی تحت خدہ، ثم یقول: اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ، ثلاث مرات۔(۱)

''رسول اللہ ﷺ جب سونے کا ارادہ فرماتے تو دایاں ہاتھ رُخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور تین مرتبہ یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! جس دن تو اپنے بندوں کو زندہ کرے گا اس دن مجھے اپنے عذاب سے بچا۔''

۸۔ حضرت براء بن عازب اورحضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان النبی ﷺ إذا أوی إلی فراشہ، قال: اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ أَمُوْتُ وَ أَحْیَا۔ و إذا قام قال: اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ أَحْیَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَ إِلیہِ

(۱) ۱۔ابوداود، السنن،۴: ۳۱۰، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۴۵
۲۔ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۷۱، ابواب الدعوات، رقم: ۳۳۹۹
۳۔ترمذی، الشمائل المحمدیہ،۱: ۲۱۶، رقم: ۲۵۵
۴۔نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۸۸، رقم: ۱۰۵۸۸
۵۔احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۹۸
۶۔ابن حبان، الصحیح،۱۲: ۳۳۱، رقم: ۵۵۲۲
۷۔ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۲۴، رقم: ۲۶۵۳۷
۸۔طبرانی، المعجم الاوسط،۲: ۱۷۷، رقم: ۱۶۳۶
۹۔ہیثمی، مواردالظمان، ۱: ۵۸۴، رقم: ۲۳۵۰
۱۰۔صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۵۳
۱۱۔لحجی، منتہی السول،۲: ۲۸۷

النُّشورُ۔(۱)

’’حضور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب بستر مبارک پر لیٹتے تو فرماتے: ’’یا اللہ! تیرے ہی نام سے مرتا (یعنی سوتا) ہوں اور تیرے ہی نام سے زندہ رہوں گا (یعنی سوکر اٹھوں گا)۔‘‘ اور جب سوکر جاگتے تو یہ دعا پڑھتے: ’’تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے موت کے بعد زندگی عطا فرمائی اور اُسی پاک ذات کی طرف (قیامت کے روز) لوٹنا ہے۔‘‘

۹۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

أنّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كان إذا أوى إلى فراشه كل ليلة، جمع كفيه ثم نفث فيهما، فقرأ فيهما: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ و ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ و ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ثم يمسح بهما ما استطاع مِن جسدِه، يبدأُ بهما على رأسه و وجهه و ما أقبل من جسده، يفعل ذالك ثلٰث مراتٍ۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۲۶، کتاب الدعوات، رقم: ۵۹۵۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۸۳، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار، رقم: ۲۷۱۱
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۱۱، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۴۹
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۹۲، رقم: ۱۰۶۰۸
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۸۵
۶۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۷
۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۵۲
۸۔ تجی، منتہی السول، ۲: ۲۸۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۹۱۶، کتاب فضائل القرآن، رقم: ۴۷۲۹
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۷۳، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۰۲
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۱۳، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۵۶
۴۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۱۸، رقم: ۲۵۸

←

’’روزانہ رات کو جب بھی نبیٔ اکرم ﷺ اپنے بستر پر آرام فرما ہوتے تو اپنی دونوں مبارک ہتھیلیوں کو ملا کر ان پر سورۂ اخلاص اور معوذتین پڑھ کر دم کرتے، پھر انہیں اپنے تمام بدن پر سر سے پاؤں تک جہاں تک ہو سکتا پھیرتے۔ آپ ﷺ اپنے سرِاقدس اور چہرہ مبارک سے ابتدا فرماتے اور پھر جسمِ انور کے سامنے کے حصے پر (پھر بقیہ بدن پر دستِ اقدس پھیرتے)۔ آپ ﷺ یہ عمل تین مرتبہ دہراتے۔‘‘

۱۱۔ دورانِ سفر معمولاتِ نبوی ﷺ

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ کو سفر پر جانا ہوتا تو پیر یا جمعرات کو سفر کے لئے ترجیح دیتے۔

۱۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسولُ الله ﷺ يحبّ أن يُسافرَ يوم الإثنين و الخميس۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کو سفر اختیار کرنا پسند فرماتے تھے۔‘‘

۲۔ اُم المؤمنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان النبي ﷺ يستحب يوم الخميس أن يُسافرَ فيه۔(۲)

........۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۵۵، ۱۵۶

۶۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۵۲

(۱) ابنِ جوزی، الوفا: ۶۸۱، رقم: ۱۳۳۱

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۲۵۹، ۲۶۰، رقم: ۵۴۲

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۱۰، رقم: ۵۷۱

۳۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۳۲

۴۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۸۱، رقم: ۱۳۳۰

۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۴۶۲

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ جمعرات کے دن سفر کرنا مستحب سمجھتے تھے۔‘‘

۳۔ سفر پر روانگی سے قبل بارگاہِ ایزدی میں خیر و برکت کی دعا کرنا حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے معمولات میں شامل تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سفر کا آغاز اِس دعا کے ساتھ فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الضُّبْنَةِ فِي السَّفَرِ، وَالْكَآبَةِ فِي الْمُنْقَلَبِ، اَللّٰهُمَّ اقْبِضْ لَنَا الأَرْضَ، وَ هَوِّنْ عَلَيْنَا السَّفَرَ.(۱)

’’اے اللہ! تو ہی سفر میں (میرا) رفیق اور مصاحب ہے اور قائم مقام ہے میرے گھر میں۔ یا اللہ میں اپنے تمام ماتحت لوگوں کو تیری پناہ میں دیتا ہوں اور واپسی پر غم و پریشان ہونے سے پناہ طلب کرتا ہوں، اے اللہ! ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دے اور سفر کو آسان فرما دے۔‘‘

۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ دعا مروی ہے:

أن النبی ﷺ كان إذا كان في سفر و أسحر يقول: سمع سامع

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۹۹، ۳۰۰
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۹۷، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۳۸
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۳، کتاب الجهاد، رقم: ۲۵۹۸
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۴۹، رقم: ۸۸۰۲
۵۔ مالک، الموطا، ۲: ۹۷۷، رقم: ۱۷۶۲
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۴۳۱، رقم: ۲۷۱۶
۷۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۲۴۱، رقم: ۲۳۵۳
۸۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۷۸، رقم: ۲۹۶۰۶
۹۔ ہیثمی، موارد الظمان، ۱: ۲۴۱، رقم: ۹۶۹
۱۰۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۸۱، رقم: ۱۳۳۲

بحمد اللہ و حسن بلائہ علینا، ربنا صاحبنا و أفضل علینا عائذاً باللہ من النار۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب کسی سفر میں صبح اٹھتے تو یہ دعا فرماتے: سن لیں سننے والے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کو اور ہم پر اس کی اچھی آزمائش کو، اے ہمارے رب! ہمیں اپنی رفاقت عطا فرما اور ہم پر فضل فرما، اس حال میں کہ ہم جہنم سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔‘‘

۵۔ سفر کے دوران اگر آرام فرمانے کے لئے زیادہ وقت مل جاتا تو آپ ﷺ سو جاتے لیکن اگر وقت قلیل ہوتا تو پھر دستِ اقدس پر ٹیک لگا کر تھوڑی دیر کے لئے آرام فرما لیتے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن النبی ﷺ کان إذا عرّس بلیل: اضطجع علی شقّہ الأیمن، و إذا عرّس قبیل الصبح: نصب ذراعہ و وضع رأسہ علٰی کفّہ۔(۲)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ سفر میں رات کو چلنے کے بعد اگر اخیر شب میں کچھ دیر کے لئے کسی جگہ پر پڑاؤ ڈالتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ کر آرام فرماتے اور اگر

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۸۶، کتاب الذکر والدعاء والتوبہ والاستغفار، رقم: ۲۷۱۸
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۴۱۹، رقم: ۲۷۰۱
۳۔ ابوداود، السنن، ۴: ۳۲۳، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۸۶
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۵۷، رقم: ۸۸۲۸
۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۸۴، رقم: ۱۳۴۰

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۲۰، رقم: ۲۹۱
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۰۹
۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۱۴۸، رقم: ۲۵۵۸
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۲۵۶، رقم: ۱۰۱۲۴
۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۵۸

صبح کے قریب ٹھہرنا ہوتا تو اپنا (دایاں) بازو کھڑا کرتے اور ہاتھ پر سر رکھ کر آرام فرما لیتے۔‘‘

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب سفر سے واپسی کا ارادہ ہوتا تو رسول اکرم ﷺ یہ دعا فرماتے:

آیِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔(۱)

’’ہمارا رجوع اپنے رب کی طرف ہے درآنحالیکہ ہم اُس کے حضور میں توبہ کرنے والے، اسی کی عبادت کرنے والے، اسی کو سجدہ اور اس کی حمد و ثناء کرنے والے ہیں۔‘‘

۷۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن رسول اللہ ﷺ کان لا یقدم مِن سفر إلا نهاراً، فی الضحیٰ، فإذا قدم، بدأ بالمسجد، فصلّی فیه رکعتین، ثم جلس فیه۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۳۷، کتاب العمرہ، رقم: ۱۷۰۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۷۸، کتاب الحج، رقم: ۱۳۴۲
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۰۱، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۴۷
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۳، کتاب الجہاد، رقم: ۲۵۹۹
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۵۵
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۴۱۲، رقم: ۲۶۹۵
۷۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۱۴۱، رقم: ۲۵۴۲
۸۔ ابو یعلی، المسند، ۳: ۲۲۶، رقم: ۱۶۶۴
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۷۹، رقم: ۲۹۶۱۲
۱۰۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۸۵، رقم: ۱۳۴۳
(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۴۹۶، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرہا، رقم: ۷۱۶

←

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ دن کو چاشت کے وقت سفر سے واپس تشریف لاتے اور آتے ہی مسجد میں قدم رنجہ فرماتے، اور دو رکعت نماز ادا فرما کر وہیں بیٹھے رہتے (تاکہ مشتاقانِ جمال اپنی نگاہوں کو آپ ﷺ کے دیدارِ فرحت آثار سے ٹھنڈا کرسکیں)۔‘‘

۸۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ اس مجلس میں لوگوں کے مسائل سنتے اور حال احوال دریافت فرماتے تھے:

كان رسولُ الله ﷺ إذا قدم من سفر بدأ بالمسجد، فصلّى فيه ركعتين، ثم يقعد ما قدّر له في مسائل الناس و سلامهم.(۱)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز ادا فرماتے، پھر وہیں تشریف رکھتے جس قدر اللہ کو منظور ہوتا، تاکہ لوگوں کے اَحوال دریافت فرمائیں اور ان کے سوالات کے جواب عنایت فرمائیں اور انہیں سلام کرنے (اور بارگاہِ اقدس میں حاضری دینے) کا موقع بخشیں۔‘‘

۱۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی سواریاں

سرکارِ دوجہاں ﷺ دورانِ سفر جن مروّجہ سواریوں کو اپنے استعمال میں لاتے

.......۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۶۰۴، کتاب المغازی، رقم: ۴۱۵۶

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۸۸، کتاب الجہاد، رقم: ۲۷۷۳

۴۔ نسائی، السنن، ۲: ۵۴، کتاب المساجد، رقم: ۷۳۱

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۸۶

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۸۶، رقم: ۱۳۴۵

۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۳۸

رہے ان کا مختصر تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

(۱) گھوڑے

آقائے دوجہاں ﷺ کو سواری کے جانوروں میں سے گھوڑے بہت پسند تھے کیونکہ اس وقت جہادِ فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑا سب سے زیادہ کارآمد اور مفید جانور تھا۔

اصحابِ سیر نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے سات گھوڑوں کا ذکر کیا ہے:

۱۔ **السکب:** یہ سب سے پہلا گھوڑا ہے جو حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی ملکیت میں آیا۔ آپ ﷺ نے اسے ایک اعرابی سے بعوض دس (۱۰) اوقیہ خریدا تھا۔

۲۔ **المرتجز:** یہ وہ گھوڑا ہے جسے آپ ﷺ نے ایک اعرابی سے خریدا تھا، ابھی قبضہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ اعرابی انکاری ہو گیا تو حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے اس خریداری کے متعلق آپ ﷺ کے حق میں گواہی دی حالانکہ خریداری کے وقت وہ موجود نہیں تھے۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے اُن کی گواہی کو دو گواہوں کے برابر قرار دیا۔

۳۔ **اللزاز:** شاہِ مقوقس نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں بطورِ ہدیہ پیش کیا تھا۔

۴۔ **الطرب:** یہ گھوڑا آپ ﷺ کو شام کے علاقے بلقاء سے فروہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے پیش کیا تھا۔

۵۔ **الورد:** حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو ہدیۃً پیش کیا تھا، بعد ازاں آپ ﷺ نے وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عطا کر دیا۔

۶۔ **اللحیف:** حضور ﷺ کے ایک گھوڑے کا نام اللحیف تھا۔ یہ گھوڑا آپ ﷺ کو ربیعہ بن براء نے پیش کیا تھا۔

۷۔ **سبحۃ:** اس کا معنی ہے تیز دوڑنے والا۔ یہ بھی آپ ﷺ کا ایک مشہور گھوڑا تھا۔(۱)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۷۹۔۴۹۰
۲۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۱۸، ۲۱۹
۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ٦٦٥، رقم: ۴۲۰۷

←

(۲) اُونٹ

کتب تاریخ و سیر میں حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی تین اونٹنیوں کا ذکر ملتا ہے:

۱۔ عضباء ۲۔ قصواء ۳۔ جدعا (۱)

فتحِ مکہ کے موقع پر آپ ﷺ اپنی اونٹنی قصواء پر سوار تھے۔ عضباء کے متعلق اہل سیر نے لکھا ہے:

إنّ هذه العضباءَ لم تأكل بعد وفاةِ رسولِ الله ﷺ و لم تشربْ حتي ماتتْ۔ (۲)

''یہی وہ عضباء اونٹنی ہے جس نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد

------ ۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۲۸۸، رقم: ۷۵۱۵

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰، ۲۵، ۲۶

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۵۶

۷۔ دارمی، السنن، ۲: ۲۷۹، رقم: ۲۴۳۰

۸۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۹

۹۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۲۹، ۴۳۰

۱۰۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۳۳

۱۱۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۵۱

۱۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۸۹، رقم: ۱۱۲۷

۱۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۱: ۴۱۸

۱۴۔ ابو اسمٰعیل البغدادی، ترکۃ النبی، ۱: ۹۷

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۰۵۳، کتاب الجہاد، رقم: ۲۷۱۶

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۱۱۱، رقم: ۱۱۲۰۸

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۹۲

۴۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۱۹

۵۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۲

(۲) ۱۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۳۳

←

(آپ کے فراق میں) کچھ کھایا نہ پیا حتی کہ وفات پا گئی۔‘‘

(۳) خچر

آپ ﷺ کے زیرِاستعمال درج ذیل خچر رہے:

۱۔ **شہباء:** اسے دلدل بھی کہا جاتا ہے۔ نجاشی نے آپ ﷺ کو بطورِ ہدیہ یہ خچر پیش کیا تھا۔ آپ ﷺ مدنی زندگی میں اس پر سفر فرماتے رہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسی پر سوار ہو کر خوارج کے ساتھ جنگیں لڑیں، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ سے پہلے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی اس پر سواری کی۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد حسنین کریمین رضی اللہ عنہما اور پھر محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کو بھی آقائے دوجہاں ﷺ کی اس مبارک سواری پر سوار ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔

۲۔ **فضہ:** یہ وہ خچر ہے جو فروہ بن عمرو جذامی نے حضور ﷺ کو بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ حضور ﷺ نے یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا۔

علاوہ ازیں کسریٰ ایران نے بھی ایک خچر خدمتِ اقدس ﷺ میں پیش کیا تھا۔ نجاشی نے بھی ایک خچر بارگاہِ نبوی ﷺ میں بھجوایا تھا جبکہ دومۃ الجندل سے بھی ایک خچر آپ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تھا۔(۱)

(۴) درازگوش

اہلِ سیر وتاریخ نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے چار درازگوشوں کا ذکر کیا ہے:

.......۲۔ صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۱۱: ۴۲۰

۳۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۲: ۵۷۱

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۹۲

۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۵: ۲۸۹

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۹

۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۲۹۹

۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۱۱: ۴۱۹

پہلا ....مقوقس نے ہدیہ کیا۔

دوسرا............فروہ بن عمرو جذامی نے پیشِ خدمت کیا۔

تیسرا............سعد بن عبادہ نے تحفہ میں دیا۔

چوتھا .... ایک صحابی نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ ان کی کچھ تفصیل اس طرح ہے:

۱۔ عفیر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی روایت میں اس کا نام عفیر بیان کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

كانت الأنبياء ...... يركبون الحمير و كان لرسول اللهﷺ حمار يُقال له عفير۔ (۱)

''انبیاء کرام علیہم السلام دراز گوش پر سواری کرتے رہے ہیں اور حضور ﷺ کا ایک دراز گوش تھا جسے عفیر کہتے تھے۔''

روایت ہے:

عفيرٌ أهداه لهﷺ المقوقس۔ (۲)

''عفیر حضور ﷺ کو شاہ مقوقس نے بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔''

۲۔ یعفور

دوسرا دراز گوش یعفور ہے جس کے بارے میں کتبِ حدیث و سیر میں مذکور ہے

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۴۰۵

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۹۱

۲۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۱۹

۳۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۸

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۴۰۵

کہ اس نے حضور ﷺ کے وصال کے دن فراقِ رسول کی وجہ سے کنویں میں چھلانگ لگا کر اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔ حضرت زامل بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ فروہ بن عمرو جزامی نے آپ ﷺ کو یہ دراز گوش تحفۃً پیش کیا تھا۔(۱)

سہیلی اور دیگر متقدمین سیرت نگاروں کا بیان ہے کہ 'یعفور' نے اپنے آپ کو اس دن کنویں میں گرا دیا تھا جس دن آپ ﷺ نے وصال فرمایا۔(۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حماری کہ آنحضرت گاہی برآں سوار میشد چنداں حزن کرد کہ خود را در چاھے انداخت۔(۳)

''وہ دراز گوش جس پر حضور نبیٔ اکرم ﷺ کبھی کبھار سواری فرماتے تھے (فراقِ رسول کی وجہ سے) اتنا اداس ہوا کہ ایک کنویں میں چھلانگ لگا دی اور اپنی زندگی کا خاتمہ کر لیا۔''

۳۔ حمار أعطاہ لہ سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ ۔(۴)

''ایک دراز گوش حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا۔''

---

(۱) ۱۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۲۹۹
۲۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۱۹
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۹۱

(۲) ۱۔ سہیلی، الروض الأنف، ۳: ۱۳۶
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۲۶، رقم: ۳۸۲
۳۔ صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۷: ۴۰۶
۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۲: ۴۷۷

(۳) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۲: ۵۷۱

(۴) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۴۰۶

۴۔ حمار أعطاه له بعض الصحابة۔(۱)

''ایک دراز گوش آپ ﷺ کو آپ کے کسی صحابی نے ہدیہ کیا تھا۔''

۱۳۔ خیمۂ اقدس

حضور نبیٔ اکرم ﷺ مختلف غزوات اور سفر کے دوران خیموں میں قیام فرماتے تھے، ان کی تفصیل احادیثِ مبارکہ میں اس طرح ملتی ہے:

۱۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے ایک خیمہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

أتیت النبی ﷺ وهو فی قبةٍ حمراء من أدمٍ۔(۲)

''میں نبیٔ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ چمڑے کے سرخ خیمے میں تشریف فرما تھے۔''

۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

و أمر بقبةٍ من شعرٍ۔(۳)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۴۰۶

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۲۱
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۶۰، کتاب الصلاۃ، رقم: ۵۰۳
۳۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۲۰، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۳۷۸
۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۲، رقم: ۱۰۷۳
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۷۲

(۳) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۳۱۰، رقم: ۱۴۵۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۸۹، کتاب الحج، رقم: ۱۲۱۸
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۲۴، کتاب المناسک، رقم: ۳۰۷۴
۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳: ۳۳۶، رقم: ۱۴۷۰۵
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۱۲، رقم: ۹۲۲۱

’’اور آپ ﷺ نے بالوں سے بنا ہوا ایک خیمہ نصب کرنے کا حکم دیا۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

انتهيتُ إلى النبي ﷺ وهو في قبةٍ من أدمٍ۔(۱)

’’میں بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ چمڑے کے خیمے میں تشریف فرما تھے۔‘‘

۱۴۔ طعامِ نبوی ﷺ

حضور نبی اکرم ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اللہ کی جو بھی نعمت میسر آتی آپ ﷺ اُسے شوق سے تناول فرما لیتے۔ غذا انتہائی سادہ ہوتی، فقر و قناعت کا یہ عالم کہ ہفتوں کاشانۂ نبوت میں چولہا نہ جلتا، کئی کئی دن فاقے سے گزر جاتے، بسا اوقات کھجور اور پانی پر گزر اوقات ہوتی، اس کے باوجود آپ ﷺ کبھی حرفِ شکوہ زبان پر نہ لاتے۔ اہلِ خانہ بھی اپنے عظیم سربراہ کے ساتھ قناعت کی زندگی صبر و شکر کے ساتھ گزارتے تھے، اُمہات المومنین رضی اللہ عنھن اسی عالمِ فقر میں زندگی کے دن بسر کرتیں، لیکن دامنِ قلب و نظر اطمینان کی دولت سے مالا مال تھا۔ سرِ نیاز بارگاہِ خداوندی میں اظہارِ تشکر سے خم رہتا، امن، سکون اور عافیت کی خوشبو سانسوں میں ہی نہیں مشامِ جاں میں بھی رچی بسی رہتی۔

حضور نبیٔ اکرم ﷺ دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے، کھانے سے قبل ہاتھ دھوتے اور بسم اللہ کے ساتھ پہلا لقمہ اٹھاتے، ہاتھ دھو کر پونچھتے نہیں تھے۔ حضور ختمی

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۳۱، کتاب الأدب، رقم: ۵۱۱۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۰۱
۳۔ ابویعلی، المسند، ۹: ۲۰۵، رقم: ۵۳۰۴
۴۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۷۵، ۱۷۶، رقم: ۷۲۷۵
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱۰: ۲۳۴
۶۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱: ۴۵۶، رقم: ۱۸۴۴

مرتبت ﷺ کا معمول تھا کہ دائیں ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے، کھانا کبھی پیٹ بھر کر نہ کھاتے، کھانے کی کسی چیز میں عیب نہ نکالتے، اللہ کی کسی نعمت کو ناپسندیدگی کی نظر سے نہ دیکھتے، اپنے صحابہ کو بھی شریکِ طعام کر لیتے اور کھانا کھانے کے بعد اللہ کی نعمتوں پر کلمۂ تشکر ادا کرتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كان رسولُ الله ﷺ يجلس على الأرض، و يأكل علَى الأرضِ۔(۱)

''حضور ﷺ زمین پر تشریف رکھتے اور زمین پر ہی (دسترخوان بچھا کر) کھانا تناول فرماتے۔''

بسم اللہ کی برکت

کھانے کا آغاز بسم اللہ سے کرنے سے اس میں بہت سی برکتیں آجاتی ہیں:

۱۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم آقا دوجہاں ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے، اسی دوران کھانا لایا گیا۔ کھانے کا آغاز ہوا تو اس میں بے پناہ برکت تھی لیکن اختتام پر اس میں بے برکتی آ گئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حیرت کا اظہار کیا اور مخبرِ صادق ﷺ سے دریافت فرمایا: یا رسول اللہ! اس کی وجہ کیا ہے کہ وہ کھانا جس میں برکت ہی برکت تھی، وہ آخر اس برکت سے کیسے محروم ہو گیا۔ تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا:

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲: ۶۷، رقم: ۱۲۴۹۴
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۲۹۰، رقم: ۸۱۹۲
۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۱۵، رقم: ۱۱۹۴
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۸۶، رقم: ۵۲۰
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۱۷۰

لِأنّا ذکرنا اسم اللہ ﷻ حین أکلنا، ثم قعد بعد مَن أکل و لم یسم فأکل معه الشیطان۔ (۱)

’’وجہ یہ ہوئی کہ ہم لوگوں نے بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کیا تھا، پھر آخر میں کوئی شخص بغیر بسم اللہ پڑھے کھانے میں شریک ہو گیا تو شیطان اس کھانے کے ساتھ شامل ہوگیا (اس لئے اس سے برکت جاتی رہی)۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أن رسول اللہ ﷺ کان إذا أکل طعاماً لعق أصابعه الثلاث(۲)

’’حضور ﷺ جب کھانا تناول فرماتے تو اپنی تین انگلیوں کو چاٹ (کر صاف کر) لیا کرتے تھے۔‘‘

۳۔ اِس حدیث کو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اِن الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یأکل بأصابعه الثلٰث و یلعقهن(۳)

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۱۶،۴۱۵
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۵۶، رقم: ۱۸۹

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۰۷، کتاب الأشربہ، رقم: ۲۰۳۴
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۵۹، ابواب الأطمعہ، رقم: ۱۸۰۳
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۶۵، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۸۴۵
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۹۰
۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۲۴، رقم: ۱۳۹
۶۔ ابن قیم، زادالمعاد، ۱: ۱۴۹
۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۱۷۲

(۳) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۲۴، رقم: ۱۴۲
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲: ۵۵، رقم: ۵۲۵۱
۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۱۷۱

’’رسول اللہ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ تین انگلیوں سے کھانا تناول فرماتے تھے اور (بعد میں) ان کو چاٹ بھی لیا کرتے تھے۔‘‘

۴۔ حضور ﷺ ٹیک لگا کر کھانا تناول نہیں فرماتے تھے۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنّی لا أکل متکئًا۔(۱)

’’بیشک میں ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتا۔‘‘

۵۔ اللہ کی ہر نعمت پر کلمۂ تشکر ادا کرنا حضور ﷺ کا معمول تھا۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کے سامنے سے جب دسترخوان اٹھایا جاتا تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

الحمد ﷲ [حَمْدًا] کثیراً طَیِّبًا مُبارَکاً فیه، غیر مَکْفِیّی ولا مودّع و لا مستغنی عنه، ربنَا(۲)

’’تمام تعریف حق تعالیٰ شانہ کے لئے مخصوص ہے، ایسی تعریف جس کی کوئی انتہا نہیں، ایسی تعریف جو پاک مبارک ہے، ایسی حمد جو نہ چھوڑی جاسکتی ہے اور نہ اس سے مستغنی (بے نیاز) رہا جا سکتا ہے، اے اللہ! (ہمارے شکر کو قبول فرما)۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۰۶۲، رقم:۵۰۸۳
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۲۴، رقم: ۱۴۰
۳۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴:۲۷۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۰۷۸، کتاب الاطعمہ، رقم:۵۱۴۲
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۶۰، رقم: ۱۹۳
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳:۳۶۶، رقم:۳۸۴۹
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷:۲۸۶، رقم: ۱۴۴۴۸
۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۲:۴۰۰

۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور ﷺ کے لبِ اقدس پر یہ دعا مچل اٹھتی:

الحمد لِلّٰہ الذی أطعمنا و سقانا و جَعَلَنا [مِن] المسلمین(۱)

’’تمام تعریف اس ذات کے لئے جس نے ہمیں کھانا کھلایا، پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔‘‘

پسندیدہ روٹی

آٹے کی روٹی کبھی کبھار حضور ﷺ کے غذا کا حصہ بنتی، اکثر جَو کی روٹی پر قناعت فرماتے، اگر وہ بھی دستیاب نہ ہوتی تو کھجور اور پانی پر گزر بسر کر لیتے۔ اور کبھی یوں بھی ہوتا کہ حضور ﷺ، اَزواجِ مطہرات اور اہلِ بیت کچھ کھائے پیئے بغیر ہی سو جاتے۔

کل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان رسولُ اللہ ﷺ یبیتُ اللیالی المتتابعة طاویاً و أھله لایجدون عشاء، و کان أکثر خبزھم خبز الشعیر۔(۲)

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۶۶، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۸۵۰
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۵۹، رقم: ۱۹۲
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۹۲، کتاب الأطعمۃ، رقم: ۳۲۸۳
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۸۰، رقم: ۱۰۱۲۱
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۲
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۱۳۸، رقم: ۲۴۵۰۴
(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۰، أبواب الزہد، رقم: ۲۳۶۰
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۲۷، رقم: ۱۴۶

←

’’حضور ﷺ اور آپ کے گھر والے کئی کئی راتیں مسلسل بھوک میں گزار دیتے تھے، اس طرح کہ رات کو کھانا کھانے کے لئے کچھ موجود نہ ہوتا تھا اور اکثر جَو کی روٹی اُن کی غذا ہوتی۔‘‘

سالن میں حضور ﷺ کو سرکہ سب سے زیادہ مرغوب تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نعم الإدام الخل۔ (۱)

’’سرکہ بہترین سالن ہے۔‘‘

آپ ﷺ شہد بہت پسند فرماتے تھے، مختلف سبزیوں کے علاوہ گوشت، سرکہ، زیتون کا تیل اور مختلف اقسام کے پھل خصوصاً کھجور وغیرہ آپ ﷺ کی مرغوب غذاؤں میں شامل تھے۔

...... ۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۱۱، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۳۴۷
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۵۵، ۳۷۴
۵۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۸۳، رقم: ۱۶۰
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۲۸، رقم: ۱۱۹۰۰
۷۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۱۲، رقم: ۱۰۴۱۹
۸۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۰۹
۹۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۱۶، رقم: ۱۱۹۶
۱۰۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۳۸۰

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۲۱، کتاب الأشربہ، رقم: ۲۰۵۱
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۷۹، ابواب الأطعمہ، رقم: ۱۸۴۲
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۶۰، کتاب الاطعمہ، رقم: ۳۸۲۱
۴۔ نسائی، السنن، ۷: ۱۴، کتاب الأیمان والنذور، رقم: ۳۷۹۶
۵۔ دارمی، السنن، ۲: ۱۳۷، رقم: ۲۰۴۸

پسندیدہ سبزیاں

آپ ﷺ نے کھانے میں سبزیوں کو پسند فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان أحبُّ الطعامِ إلى رسول الله ﷺ البقلَ۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کے نزدیک محبوب ترین کھانا سبزیاں (اور ترکاریاں) تھیں۔‘‘

کدو کو آپ ﷺ نے پسند فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک درزی نے نبیٔ اکرم ﷺ کو کھانے کی دعوت دی، میں آپ ﷺ کے ساتھ اُس کھانے میں شریک تھا۔ اس نے آپ ﷺ کی خدمت میں جَو کی روٹی پیش کی اور شوربا جس میں کدو اور خشک گوشت تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فرأيتُ رسولَ الله ﷺ يَتتبّع الدُّبّاء من حول الصفحة، فلم أزل أحب الدُّبّاء من يومئذٍ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۱۲

۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۱۷، رقم: ۱۲۰۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۰۷۳، کتاب الأطعمہ، رقم: ۵۱۲۳

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳:۱۶۱۵، کتاب الأشربہ، رقم: ۲۰۴۱

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۳:۳۵۰، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۷۸۲

۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۲۸۴، ابواب الأطعمہ، رقم: ۱۸۵۰

۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ ﷺ، ۱:۱۳۷، رقم: ۱۶۳

۶۔ ابوعوانہ، المسند، ۵:۱۸۴، رقم: ۸۳۲۱

۷۔ حمیدی، المسند، ۲:۵۰۹، رقم: ۱۲۱۳

۸۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۳:۳۳۲، رقم: ۶۶۷

۹۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۱۸، رقم: ۱۲۰۴

۱۰۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۱۲

’’میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ پیالہ سے کدو کے ٹکڑے تلاش فرما رہے ہیں تو اُس دن سے مجھے کدو ہمیشہ کیلئے پسندیدہ ہوگیا۔‘‘

پسندیدہ گوشت

حضور نبیٔ اکرم ﷺ گوشت میں سے دستی، شانے اور پیٹھ کا گوشت پسند فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اچھی اچھی بوٹیاں چن کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

أطیبُ اللحمِ لحم الظھرِ۔(۱)

’’سب سے اچھا گوشت پیٹھ کا گوشت ہوتا ہے۔‘‘

۲۔ حضرت ابی عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

طبختُ للنبی ﷺ قِدرًا، وکان یعجبه الذراع۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۹۹، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۳۰۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۰۴، ۲۰۵
۳۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۲۴، رقم: ۷۰۹۷
۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۲۱، رقم: ۱۲۱۴
۵۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۷: ۲۱۵

(۲) ۱۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۳۹۵
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۴۱، رقم: ۱۷۰
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۳۳۵، رقم: ۸۴۲
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۷: ۶۵
۵۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۷: ۲۶۹، رقم: ۱۰۲۲۴
۶۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۲۱، رقم: ۱۶۱۲

''میں نے نبی اکرم ﷺ کے لئے ہانڈی پکائی۔ آپ ﷺ کو دستی کا گوشت بہت ہی پسند تھا۔''

۳۔ خشک گوشت بھی آپ ﷺ نے استعمال فرمایا۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أکلنا مع رسولِ اللہ ﷺ القدید بالمدینة۔(۱)

''ہم نے مدینہ منورہ میں رسولِ خدا ﷺ کے ساتھ خشک گوشت کھایا۔''

۴۔ آپ ﷺ کی غذا کے حوالے سے بھُنے ہوئے گوشت کے استعمال کا ذکر بھی ملتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أکلنا مع رسول اللہ ﷺ شواء فی المسجد۔(۲)

''ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسجد میں بھنا ہوا گوشت کھایا۔''

۵۔ آپ ﷺ مرغ کا گوشت بھی تناول فرما لیتے تھے۔ حضرت زہدم جرمی سے روایت ہے کہ ہم حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ کھانا آ گیا، جس میں مرغ کا گوشت بھی تھا۔ حاضرینِ مجلس میں سے ایک شخص مرغ کے گوشت کو ہاتھ نہیں لگا رہا تھا۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أدن، فقد رأیتُ رسولَ اللہ ﷺ یأکل مِنه۔(۳)

''آگے بڑھو (اور کھاؤ) کیونکہ میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو مرغ کا گوشت

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۲۷
۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۲۲، رقم: ۱۲۱۸
۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۱۸۷

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۹۰، ۱۹۱
۲۔ ابویعلی، المسند، ۳: ۱۱۰، رقم: ۱۵۴۱
۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۲۲، رقم: ۱۲۱۹
۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۱۸۸

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۰۱، کتاب الذبائح، رقم: ۵۱۹۹

←

تناول فرماتے ہوئے دیکھا ہے۔‘‘

ثرید سے محبت

گوشت کے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے ڈال کر اور اُنہیں اچھی طرح گلا کر تیار کیا ہوا کھانا ثرید کہلاتا ہے۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ ثرید بہت پسند فرماتے تھے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اُن کے موالی (آزاد کردہ غلام و خدام) سمیت کھانے کی دعوت پر بلایا تو اُنہوں نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے ثرید کی خواہش کی اور فرمایا:

كان أحبّ الطعام إلى رسولِ اللهﷺ الثريد مِن الخبز۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کا سب کھانوں میں سے زیادہ پسندیدہ کھانا ثرید ہی تھا۔‘‘

پسندیدہ پھل

۱۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں کھجور کا بہت استعمال فرمایا۔ آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کے دو کھانوں میں سے ایک کھجور ہوتا تھا۔ حضرت

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۲۷۰، کتاب الأیمان، رقم: ۱۶۴۹
۳۔ نسائی، السنن، ۷: ۲۰۶، کتاب الصید والذبائح، رقم: ۴۳۴۷
۴۔ دارمی، السنن، ۲: ۱۴۰، رقم: ۲۰۵۵
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲: ۶۰، رقم: ۵۲۵۵
۶۔ ابوعوانہ، المسند، ۴: ۳۲، رقم: ۵۹۲۷
۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۱۸۹

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۳۵۰، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۷۸۳
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۹۶، رقم: ۵۹۲۲
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۹۳
۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۲۰، رقم: ۱۲۰۸
۵۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۳۹۸
۶۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۵۲، رقم: ۴۵

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما أکل آل محمد ﷺ أکلتین فی یومٍ إلا إحداهما تمر۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کے اہل خانہ نے ایک دن میں کبھی دو مرتبہ ایسا کھانا تناول نہیں فرمایا جن میں ایک کھانا کھجوریں نہ ہوں۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگور بھی تناول فرمائے، اس طرح کہ خوشہ کے دانے یکے بعد دیگرے منہ میں ڈالتے اور اس کی شاخ پیچھے کھینچ لیتے۔(۲)

۳۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان أحبّ التمر إلی رسول اللہ ﷺ العجوۃَ۔(۳)

’’نبیٔ اکرم ﷺ کو کھجوروں میں سے عجوہ کھجور سب سے زیادہ پسند تھی۔‘‘

۴۔ حضرت امیہ بن زید عبسی فرماتے ہیں:

أنّ رسولَ اللہ ﷺ کان یحبّ مِن الفاکهةِ العنبِ و البطیخ۔(۴)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۳۷۱، کتاب الرقاق، رقم: ۶۰۹۰
۲۔ حاکم، المستدرک، ۴:۱۱۸، رقم: ۷۰۷۸
۳۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۲۵، رقم: ۱۲۲۸

(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۲۶، رقم: ۱۲۳۲
۲۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۷:۲۰۵

(۳) ۱۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۷:۲۰۵
۲۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۲۶، رقم: ۱۲۲۹
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۴۷، رقم: ۳۳
۴۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، ۷:۱۱۰، رقم: ۱۸۲۱۷

(۴) ۱۔ صالحی، سبل الهدیٰ والرشاد، ۷:۲۰۶
۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۴:۳۴۰

←

''بیشک نبیٔ اکرم ﷺ پھلوں میں انگور اور خربوزہ پسند فرماتے تھے۔''

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان أحبّ الفاكهةِ إلَى رسولِ اللهِ ﷺ الرطبَ والبطيخ۔(۱)

''نبیٔ اکرم ﷺ پھلوں میں سب سے زیادہ پختہ تازہ کھجور اور خربوزہ پسند فرماتے تھے۔''

۶۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان النبي ﷺ يحب القِثّاءَ۔(۲)

''حضور نبیٔ اکرم ﷺ کھیرا (تر) پسند فرماتے تھے۔''

پسندیدہ شیرینی

حضور ﷺ کو میٹھا بہت پسند تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

كان النبي الله ﷺ يحبّ الحلواءَ والعسلَ۔(۳)

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۰۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۶۸، رقم:۲۰۳
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴:۲۷۴، رقم: ۶۹۷
۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۲۹۳، قم: ۵۳۳
۴۔ ابن ابی دنیا، مکارم الاخلاق، ۱:۱۰۹، رقم: ۳۵۷
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۰۹

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۱۲۵، کتاب الاشربہ، رقم: ۵۲۷۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲:۱۱۰۱، کتاب الطلاق، رقم: ۱۴۷۴
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۲۷۳، ابواب الأطعمہ، رقم: ۱۸۳۱
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۳:۳۳۵، کتاب الأشربہ، رقم: ۳۷۱۵
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۱۰۴، کتاب الأطعمہ، رقم: ۳۳۲۳

←

’’رسول اللہ ﷺ میٹھا اور شہد بہت پسند فرماتے تھے۔‘‘

۱۵۔ مشروباتِ نبوی ﷺ

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا ہر عمل اس کی معمولی جزئیات تک تاریخ کے اوراق میں من وعن محفوظ ہے۔ پانی پینا روزمرہ کا ایک ایسا عمل ہے جو انسان دن میں کئی بار دہراتا ہے۔ آپ ﷺ کے پانی نوش فرمانے کا معمول کیا تھا اس کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إنّ النبی ﷺ کان یتنفّسُ فی الإناءِ ثلاثًا إذا شرب، و یقول: هو أمرءو أروی۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ پانی نوش فرمانے کے دوران تین مرتبہ سانس لیا کرتے اور فرماتے: یہ طریقہ زیادہ خوشگوار ہے، اور یہ خوب سیراب کرنے والا ہے۔‘‘

۲۔ عام پانی بیٹھ کر پینے کا حکم ہے لیکن آبِ زم زم جو حضور ﷺ کے جدِ امجد حضرت اسماعیل علیہ السلام کے نقوشِ پا کا فیضان ہے، اسے کھڑے ہوکر نوش فرمانے کی ہدایت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

أنّ رسول اللہ ﷺ شرب مِن زمزم و هو قائمٌ۔(۲)

--------۶۔ دارمی، السنن، ۲:۱۴۶، رقم: ۲۰۷۵

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۸:۸۵

۸۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۲۵، رقم: ۱۲۲۷

۹۔ ابویعلی، المسند، ۸:۱۸۶، رقم: ۴۷۴۱

۱۰۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵:۹۷، رقم: ۵۹۲۹

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۷۴، رقم: ۲۱۱

۲۔ بزار، المسند، ۵:۱۶۰، رقم: ۱۷۵۲

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۵:۸۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳:۱۶۰۲، کتاب الأشربہ، رقم: ۲۰۲۷

←

''حضور ﷺ نے زم زم کا پانی کھڑے ہوکر نوش فرمایا۔''

۳۔ حضور ﷺ نے آبِ زمزم کے علاوہ بھی بعض خاص مواقع پر کھڑے ہوکر پانی نوش فرمایا، لیکن یہ آپ ﷺ معمول نہیں تھا۔

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے والد کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

رأیتُ رسولَ اللہ ﷺ یشرب قائماً و قاعدًا۔(۱)

''میں نے حضور ﷺ کو کھڑے اور بیٹھے دونوں حالتوں میں پانی پیتے دیکھا۔''

پسندیدہ مشروبات

۱۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو ٹھنڈا میٹھا پانی بہت مرغوب تھا، جیسا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

کان أحبّ الشراب إِلٰی رسولِ اللہ ﷺ الحلو البارد۔(۲)

........۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۳۰۱، ابواب الأشربہ، رقم:۱۸۸۲

۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۷۲، رقم: ۲۰۷

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۱۴

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۵:۱۹۳

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۳۰۱، ابواب الأشربہ، رقم: ۱۸۸۳

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۷۲، رقم: ۲۰۸

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۱۷۴

۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۲:۵٦۸، رقم: ۴۴۹۰

۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸:۳۹، رقم: ۷۸۹۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۳۰۷، ابواب الاشربہ، رقم:۱۸۹۵

۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴:۱۹۰، رقم: ٦۸۴۴

←

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو ٹھنڈا میٹھا پانی بہت پسند تھا۔‘‘

۲۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے جملہ مشروبات میں دودھ کو بہت پسند فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان أحب الشراب إلى رسولِ الله ﷺ اللبن۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کا تمام مشروبات میں سے زیادہ پسندیدہ مشروب دودھ تھا۔‘‘

۳۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ستو، شہد اور پنیر بھی استعمال فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كنت أسقي لرسول الله ﷺ فی هذا القدح اللبن، و العسل، و السويق، و النبيذ، و الماء البارد۔(۲)

’’میں حبیبِ خُدا ﷺ کو اس پیالہ میں دودھ، شہد، ستو، نبیذ اور ٹھنڈا پانی پلایا کرتا تھا۔‘‘

۱۶۔ ظروف مبارک

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی نسبتِ سے لوہے، پیتل، چاندی اور مٹی کے وہ برتن

........۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۸
۴۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۱۵۳، رقم: ۷۲۰۰
۵۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۱۸
(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۳۷، رقم: ۱۲۶۱
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۳: ۲۹۸، رقم: ۶۴۸
۳۔ حسام الدین ہندی، کنز العمال، ۷: ۱۱۱، رقم: ۱۸۲۲۳
(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۳۷، رقم: ۱۲۶۴
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۳: ۳۹۴، رقم: ۷۰۰
۳۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۱۶

بھی مقدس ہو گئے جو ہادیٔ کونین ﷺ کے زیر استعمال رہے اور جنہیں حضور ﷺ کے لبِ اقدس مَس کرنے کا اعزاز حاصل ہوا، حضور ﷺ کی مبارک اُنگلیوں کو بوسہ دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان برتنوں کے بھی مخصوص نام تھے، مثلاً آپ ﷺ کے کھانے پینے کا جو پیالہ تھا، اُس کا نام ''ریان'' تھا۔ ایک دوسرے پیالے کا نام ''مغیث'' تھا۔ ایک ایسا پیالہ بھی حضور ﷺ کے زیرِ استعمال رہا جس پر تین جگہ چاندی کی پتریاں لگی ہوئی تھیں۔ چوتھا پیالہ جس میں حضور ﷺ پانی یا دودھ نوش فرمایا کرتے تھے، شیشے کا تھا۔ حضور ﷺ کے پانچویں پیالے کا نام ''عیدان'' تھا۔ ایک پتھر کے پیالے کا نام ''مخضب'' تھا۔(۱)

۲۔ ناپنے کے لئے حضور ﷺ کے پاس ایک صاع اور مُد بھی تھا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كان لرسول الله ﷺ مقراض يسمى الجامع والسواك و صاع و مُدّ۔(۲)

''حضور ﷺ کے پاس ایک قینچی تھی جسے جامع کہتے تھے، نیز مسواک، صاع اور مُدّ بھی تھے۔''

۳۔ حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رأيتُ قدحَ رسولِ الله ﷺ عند أنس بن مالك ﷺ، و كان قد انصدع، فسلسله بفضة، قال: و هو قدح عريض من فخّارِ۔(۳)

(۱) ۱۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۱۷۶
۲۔ عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۲: ۶۷۷، ۶۸۷
(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۶۱
(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۳۵، کتاب الاشربہ، رقم: ۵۳۱۵
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۳۰، رقم: ۱۱۴
۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۳۲

’’میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا مبارک پیالہ دیکھا جو کہ ٹوٹا ہوا تھا، اُسے چاندی کے پتر یا تار سے جوڑا گیا تھا۔ (راوی کہتے ہیں) یہ پکی مٹی سے بنا ہوا بڑا پیالہ تھا۔‘‘

حضرت عیسیٰ بن طہمان فرماتے ہیں:

أخرج إلينا أنس بن مالك قدح خشبٍ غليظاً مضبّباً بحديدٍ، فقال: يا ثابت! هذا قدحُ رسولِ الله ﷺ۔(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ نے لکڑی کا بنا ہوا ایک پیالہ ہمیں دکھایا، جس پر مضبوطی کے ساتھ لوہے کا خول چڑھا ہوا تھا، اور فرمایا: اے ثابت! یہ رسول اللہ ﷺ کا پیالہ ہے‘‘۔

۵۔ حضرت زہیر بن محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إسم قدحِ رسولِ الله ﷺ القُمر۔(۲)

’’رسول اللہ ﷺ کے ایک پیالے کا نام قُمر تھا۔‘‘

۶۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

أهدى المقوقسُ إلى رسولِ الله ﷺ قدح قوارير، فكان يشرب منه۔(۳)

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۶۲، رقم: ۱۹۶
۲۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۷:۱۵۵، رقم: ۲۵۸۳
۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۳۲

(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۳۳

(۳) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۳۲
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۱۳۶، کتاب الأشربہ، رقم: ۳۴۳۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۱۵۳

’’شاہِ مصر مقوقس نے رسول اللہ ﷺ کو شیشے کا ایک پیالہ تحفتاً دیا تھا، جس میں آپ ﷺ پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔‘‘

۱۷۔ حضور ﷺ کے مبارک ملبوسات

ہادیٔ کونین حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا پہنا ہوا لباس سادہ مگر صاف ستھرا ہوتا۔ کپڑوں میں کرتہ آپ ﷺ کا پسندیدہ پہناوا تھا۔ آپ ﷺ نے لنگی، چادر، ٹوپی، عمامہ اور جبہ بھی زیبِ تن فرمایا۔

حضور ﷺ سفید کپڑا پسند فرماتے، سبز چادر بھی آپ ﷺ نے استعمال فرمائی۔ سُرخ اور منقش لباس پہننا بھی احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہے۔

حضور ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ اللہ کی بے پایاں رحمت پر احسان مندی کا اظہار فرماتے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسولُ الله ﷺ إذا استجد ثوبًا سمّاه بإسمه عمامةً أو قميصاً أو رداءً، ثم يقول: اللّٰهم لك الحمد، أنت كسوتنيه أسألك خيرَه، وخيرَ ما صُنع له، و أعوذ بك مِن شرِه، و شرِ ما صُنع له۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب کوئی کپڑا زیبِ تن فرماتے تو اظہارِ مسرت کرتے ہوئے اس کا نام لیتے، مثلاً اللہ تعالیٰ نے یہ کرتہ مرحمت فرمایا ہے، ایسے ہی عمامہ، چادر وغیرہ۔ پھر یہ دعا پڑھتے: اے اللہ! تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۹، کتاب اللباس، رقم: ۱۷۶۷
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴۱، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۲۰
۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۷۱، رقم: ۶۱
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۵۰
۵۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۲۱۳، رقم: ۷۴۰۸

اور کپڑے کے پہنانے پر تیرا ہی شکر ہے، تجھی سے اس کپڑے کی بھلائی چاہتا ہوں (کہ خراب یا ضائع نہ ہو) اور ان مقاصد کی بھلائی اور خوبی چاہتا ہوں جن کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے اور تجھی سے اس کپڑے کے شر سے پناہ مانگتا ہوں اور ان (مقاصد) کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جن کے لئے یہ کپڑا بنایا گیا ہے۔‘‘

کپڑے کے مقاصد سے مراد ہے موسمی اثرات سے بچاؤ، زینت اور ستر وغیرہ کا ڈھانپنا۔ کپڑے کی بھلائی یہ ہے کہ یہ اللہ کی رضا یا اس کی عبادت کے لئے استعمال ہو اور اس کی بُرائی یہ ہے کہ انسان یہ کپڑا پہن کر اللہ کی نافرمانی کرے یا اُس کے اندر غرور و تکبر پیدا ہوجائے اور وہ دوسرے لوگوں کو حقیر اور کمتر سمجھنے لگے، یا یہ لباس عُریانی اور فحاشی پھیلانے کے لئے استعمال ہو اور اُس کا پہننا انسانی اعضاء ڈھانپنے کی بجائے اُن کی نمائش کا سبب بنے۔

قمیص مبارک

حضور نبئ اکرم ﷺ کو سفید قمیص پسند تھی۔ آپ ﷺ سفید رنگ کی قمیص شوق سے زیب تن فرمایا کرتے تھے۔

۱۔ حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قال رسولُ اللہ ﷺ: إلبسوا البیاض فإنھا أطھر۔(۱)

’’نبئ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ ہیں۔‘‘

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۱۱۷، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۱۰
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۰۵، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۳۲۲
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۸۱، کتاب اللباس، رقم: ۳۵٦۷
۴۔ ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، ۱: ۷۵، رقم: ٦۹
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۰

۲۔ حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

كان أحبُّ الثيابِ إلى النبيﷺ القميصَ۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ کو سب کپڑوں میں سے قمیص زیادہ پسند تھی۔‘‘

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان لرسول الله ﷺ قميص قطني، قصير الطول قصير الكمُيّن۔(۲)

’’حضور ﷺ کے زیرِاستعمال ایک سوتی قمیص تھی جس کی لمبائی ذرا کم تھی اور اس قمیص کی آستینیں چھوٹی تھیں۔‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:

كان النبيُ ﷺ يلبس قميصًا فوق الكعبين مستوى الكمين بأطرافِ أصابعه۔(۳)

’’نبیٔ اکرم ﷺ ایسی قمیص زیبِ تن فرماتے تھے جو ٹخنوں سے اوپر ہوتی تھی اور

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۸، ابواب اللباس، رقم: ۱۷٦۳
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴۳، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۲۵
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۸۲، رقم: ۹٦٦۸
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۴۷، رقم: ۳۴
۵۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۵، رقم: ۱۰۷۴

(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۵، رقم: ۱۰۷۵
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۵۴، رقم: ٦۱٦۸
۳۔ ابن حجر عسقلانی، المطالب العالیہ، ۱۰: ۳۰٦، رقم: ۲۲۲۱
۴۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویہ، ۴: ۱۳۵
۵۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۳۷

(۳) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۵، رقم: ۱۰۷٦
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳٦۵، رقم: ٦۹٦

اُس کی آستینیں انگلیوں کے سروں کے برابر ہوتی تھیں۔‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

ما اتخذ لرسولِ اللہ ﷺ قمیص له زرّ۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ کے لئے بٹنوں والی قمیص نہیں بنائی گئی۔‘‘

۵۔ حضرت اُسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں:

کان کُمّ ید رسولِ اللہ ﷺ إلی الرسغِ۔(۲)

’’نبی اکرم ﷺ کی قمیص کی آستین کلائی تک ہوتی تھی۔‘‘

جبہ مبارک

حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں جبہ میدانِ جنگ میں دشمن کے خلاف صف آرا ہوتے وقت پہنا جاتا تھا۔ حضور ﷺ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں تین جبے استعمال فرمائے۔ اس ضمن میں متعدد روایات مذکور ہیں:

۱۔ اِمام اِبنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت یزید بن ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے راویت کرتے ہیں:

أخرَجتُ لنا أسماء جبة مزرورة بالديباج، فقالت: في هٰذه كان يلقى رسولُ اللہ ﷺ العدوّ۔(۳)

(۱) ابن جوزی، الوفا: ۵۷۵، رقم: ۱۰۷۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۸، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۶۵
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۸۱، رقم: ۹۶۶۶
۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۶۹، رقم: ۵۸

(۳) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۶، رقم: ۱۰۸۲
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۴۸

←

’’حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے ہمیں حضور رحمتِ عالم ﷺ کا جبہ مبارک نکال کر اس کی زیارت کا شرف بخشا۔ جبہ مبارک کے بٹن اور تکملے ریشم کے بنے ہوئے تھے۔ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ وہ تاریخی جبہ مبارک ہے جسے حضور ﷺ پہن کر دشمن کے خلاف میدانِ جنگ میں اُترا کرتے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

إنّ رسولَ اللهِ ﷺ غسل وجهه، ثم ذهب يحسر عن ذراعيه وعليه جبة شامية ضيّقة الكمين، فأخرج يده من تحتها (۱)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنا منہ مبارک دھویا، پھر اپنی کلائیوں سے شامی جبہ کی آستینیں الگ کرنے اور اوپر چڑھانے کی کوشش فرمائی جو کہ تنگ سروں والی تھیں۔ (جب وہ تنگی کی وجہ سے اوپر نہ ہوسکیں تو) آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک نیچے سے نکال لئے اور انہیں دھویا۔‘‘

۳۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضور ﷺ کو شام کا جبہ تحفتاً پیش کیا۔ (۲)

------ ۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱:۴۵۶، رقم: ۱۵۷۶

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴:۹۹، رقم: ۲۶۶

۵۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ: ۲۵۴

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۶، رقم: ۱۰۸۱

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱:۲۲۹، کتاب الطہارت، رقم: ۲۷۴

۳۔ نسائی، السنن، ۱:۶۳، کتاب الطہارت، رقم: ۸۲

۴۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳:۷۲، رقم: ۱۶۴۵

۵۔ ابونعیم، مسند أبی حنیفہ، ۱:۲۵۶

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۷:۲۹۷

۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۲:۱۱۲، رقم: ۲۶۱

۳۔ ابن جوزی، الوفا، ۵۷۶: رقم: ۱۰۸۳

۴۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خرج علينا رسولُ الله ﷺ ذات يوم و عليه جبة من صوفٍ رومية ضيقة الكمين، فصلّى بنا فيها ليس عليه شئ غيرها(۱)

’’ایک دن حضور ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے درآنحالیکہ آپ ﷺ نے تنگ آستینوں والا اُون سے بنا ہوا رومی جبہ زیبِ تن کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے ہمیں اسی جبے میں نماز پڑھائی، آپ ﷺ کے جسمِ اطہر پر اس جبے کے علاوہ کوئی اور کپڑا نہ تھا۔‘‘

۵۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

أن النبی ﷺ لبس جبةً رومیةً ضیقةَ الکمین۔(۲)

’’نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک رومی جبہ پہنا جس کی آستینیں تنگ تھیں۔‘‘

۶۔ حضرت طارق بن عبداللہ محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رأيتُ رسولَ الله ﷺ بسوقِ ذی المجاز و عليه جبةٌ حمراء۔(۳)

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۸۰، کتاب اللباس، رقم: ۳۵۶۳
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۲۰، رقم: ۳۹۸۸
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۵۲، رقم: ۶۱۵۳
۴۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۴: ۸۳، رقم: ۱۲۵۲
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۹۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۶۸
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۷۷، رقم: ۷۱
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۶۰۴، رقم: ۲۲۲۵

(۳) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۹۸
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۱۸، رقم: ۶۵۶۲

←

’’میں نے حضور ﷺ کو سرخ جبہ زیبِ تن کئے ہوئے ذوالمجاز بازار میں دیکھا۔‘‘

۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خُیّطتْ لرسولِ اللہ ﷺ جبةٌ مِن صوف أنمار فلبسها، فما أُعجب بثوبٍ ما أعجب بها، فجعل یمسها بیده، و یقول: ’’انظروا ما أحسنها‘‘۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ کے لئے ایک سیاہ دھاری دار اُونی جبہ تیار کیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے زیب تن فرمایا۔ جتنا اس جبہ سے خوش ہوئے اتنا اور کسی کپڑے سے نہیں ہوئے، آپ ﷺ اسے ہاتھ لگاتے اور فرماتے: ’’دیکھو، یہ کتنا خوبصورت ہے!‘‘

کملی مبارک

حضور ﷺ نے بردِ یمانی (یمن کی چادر) پسند فرمائی۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

کان أحَبّ الثیابِ النبی ﷺ أن یلبسها یلبسه الحِبرة(۲)

------ ۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱:۸۲، رقم: ۱۵۹

۴۔ حاکم، المستدرک، ۲:۶۶۸، رقم: ۴۲۱۹

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۶:۴۲

(۱) ابن جوزی، الوفا: ۵۷۶، رقم: ۱۰۸۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵:۲۱۸۹، کتاب اللباس، رقم: ۵۴۷۶

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳:۱۶۴۸، کتاب اللباس والزینہ، رقم: ۲۰۷۹

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۲۴۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۸۷

۴۔ ابوداؤد، السنن، ۴:۵۱، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۶۰

۵۔ نسائی، السنن، ۸:۲۰۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۳۱۵

←

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو تمام کپڑوں میں یمن کی سبز رنگ کی چادر اوڑھنا بہت پسند تھا۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أنّ النبی ﷺ خرج، و هو متکئ علی أسامة بن زید، علیه ثوب قطری قد توشح به، فصلی بهم۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ (اپنے کاشانۂ اقدس سے) باہر تشریف لائے تو اس حالت میں تھے کہ آپ اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا سہارا لئے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ قطری چادر میں ملبوس تھے، جس پر کڑھائی کی گئی تھی۔ آپ ﷺ نے (اسی حالت میں) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھائی۔‘‘

۳۔ یمن کی سُرخ دھاری دار چادر بھی آپ ﷺ کو پسند تھی۔ عون بن ابی جحیفہ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے راویت کرتے ہیں:

رأیتُ النبی ﷺ وعلیه حلة حمراء کأنّی أنظر إلی بریق ساقیه، قال سُفیان: أراها حبرة۔(۲)

.... ۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۸۴

۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۰۶، رقم: ۶۳۹۶

۸۔ ابوعوانہ، المسند، ۵: ۲۳۹، رقم: ۸۵۴۴

۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۴۵، رقم: ۵۷۶۴

۱۰۔ قسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۲: ۴۳۷

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۷۰، رقم: ۶۰

۲۔ ہیثمی، موارد الظمان، ۱: ۱۰۵، رقم: ۳۴۹

۳۔ ابن حبان، اَخلاق النبی ﷺ، ۲: ۱۸۱، رقم: ۲۹۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۳۷، رقم: ۶۴

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۷۶، ابواب الصلوٰۃ، رقم: ۱۹۷

←

”میں نے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ ﷺ سُرخ جوڑا پہنے ہوئے تھے۔ گویا میں اب بھی (تصور میں) نبیٔ اکرم ﷺ کی دونوں نورانی پنڈلیوں کو دیکھ رہا ہوں۔ سفیان فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں سُرخ جوڑا بردِ یمانی تھا۔“

اِس حوالے سے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

والمرادُ بالحُلّةِ الحمراء بردان يمانيان منسوجان بخطوط حمر مع سود كسائر البرود اليمنية۔(۱)

’حلۃ الحمراء‘ سے مراد دو منقش یمنی چادریں ہیں، جو سیاہ مائل سرخ دھاریوں والی ہوتی ہیں، جیسا کہ عام طور پر یمنی چادریں ہوا کرتی ہیں۔

۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان النبی ﷺ مربوعاً، و قد رأيتُه فی حلّةٍ حمراء، ما رأيتُ شيئاً أحسن منه۔(۲)

......۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۰۸

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۱

۵۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۵: ۱۶۸

(۱) ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱: ۱۴۱

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۹۸، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۱۰

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۸، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۷

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۱۹، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۲۴

۴۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۵۴، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۷۲

۵۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۳۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۰۶۰

۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۹۰، کتاب اللباس، رقم: ۳۵۹۹

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۹۵

←

’’نبیٔ اکرم ﷺ میانہ قد تھے اور میں نے آپ ﷺ کو سرخ حلّہ میں ملبوس دیکھا تو مجھے کوئی صورت آپ ﷺ سے بڑھ کر حسین نظر نہ آئی۔‘‘

۵۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے سیاہ چادر بھی زیب تن فرمائی۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أنّ النبی ﷺ لبس بردةً سوداء، فقالت عائشةُ: ما أحسنها عليك يا رسول الله، يشوب بياضك سوادها، و يشوب سوادها بياضك ۔(۱)

’’رسولِ خدا ﷺ نے سیاہ چادر زیبِ تن فرمائی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! یہ آپ کے جسمِ اطہر پر کیا خوب سج رہی ہے۔ آپ کی رنگت مبارک کی سفیدی اس کی سیاہی کو اور اس کی سیاہی آپ کی سفیدی کو حسین بنا رہی ہے۔‘‘

۶۔ اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

خرج النبی ﷺ ذاتَ غداةٍ، و عليه مرط مرحل من شعر أسود۔(۲)

۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۹۵، رقم: ۶۲۸۴
۹۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۴۲
۱۰۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۰۰

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۰۵، رقم: ۶۳۹۵
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۲: ۱۷۰، رقم: ۲۹۱
۳۔ اسحاق بن راہویہ، المسند، ۳: ۹۸۷، رقم: ۱۷۱۲
۴۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۹، رقم: ۱۰۹۳
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۰۵

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۴۹، کتاب اللباس والزینہ، رقم: ۲۰۸۱
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۱۱۹، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۱۳

←

’’ایک دن رسول اللہ ﷺ کالے بالوں کا بنا ہوا کمبل اوڑھ کر باہر آئے، جس پر پالان کا ڈیزائن بنا ہوا تھا۔‘‘

۷۔ حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأيتُ رسول الله ﷺ و عليه بردان أخضران۔(۱)

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے دیکھا۔‘‘

ازارِ مبارک

آقائے دوجہاں ﷺ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں لنگی استعمال فرمائی۔ پائجامہ، شلوار اگرچہ زیبِ تن نہیں فرمائے مگر انہیں پسند فرمایا۔ آپ ﷺ کی لنگی مبارک موٹی ہوتی تھی۔

۱۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أخرجتْ إلينا عائشةُ رضی اللہ عنہا كساءً ملبداً و إزاراً غليظاً، فقالت:

.... ۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۷۶، رقم: ۷۰
۴۔ ابو داؤد، السنن، ۴:۴۴، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۳۲
۵۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۲:۱۲۸، رقم: ۲۶۸
۶۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۷۷، رقم: ۱۰۸۷
۷۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲:۴۴۶

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۱۱۹، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۱۲
۲۔ ابو داؤد، السنن، ۴:۸۶، کتاب الترجل، رقم: ۴۲۰۶
۳۔ نسائی، السنن، ۳:۱۸۵، کتاب صلاۃ العیدین، رقم: ۱۵۷۲
۴۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۷۴، رقم: ۶۶
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲:۲۲۸
۶۔ حاکم، المستدرک، ۲:۶۶۴، رقم: ۴۲۰۳

قُبِضَ روحُ رسولِ اللہ ﷺ فی ھٰذین۔(۱)

’’حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں پیوند لگی ایک چادر اور ایک موٹا تہبند دکھایا، پھر فرمایا: ان دو کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ نے وصال فرمایا۔‘‘

۲۔ حضرت یزید بن ابی حبیب بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسولُ اللّٰہ ﷺ یرخی إزارَہ مِن بین یدیہ و یرفعہ مِن ورائِہ۔(۲)

’’نبی اکرم ﷺ اپنے تہبند کو آگے سے ڈھیلا رکھتے تھے اور پیچھے سے اوپر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے۔‘‘

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

و إزار مِن نسج عمان، طولہ أربعۃ أذرع و شبر فی ذراعین و شبر۔(۳)

’’نبی اکرم ﷺ کی عمان کی بنی ہوئی لنگی مبارک چار ہاتھ اور ایک بالشت لمبی اور دو ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی تھی۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۰۸، رقم: ۱۲۰
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴۵، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۳۶
۳۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۴۰، ۱۴۱
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۸
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۰۴

(۲) لحجی، منتہی السؤل، ۱: ۴۸۷

(۳) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۵۰
۲۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۵۱
۳۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۳۷

عمامہ شریف

حضور نبیٔ اکرم ﷺ سَر ڈھانپنے کے لئے عام طور پر عمامہ شریف استعمال فرماتے۔ اس حوالے سے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

نبود عمامه شریف آنحضرت ﷺ بسیار بزرگ و گران که ازان بر سر مبارك باری بود، و نه صغیر که قاصر بود از وقا به سر از خرد برد آمده است که از چهارده ذراع زیاده نبود و گاهی هفت ذراع بودی۔(۱)

''حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا عمامہ شریف نہ تو بہت بڑا اور بھاری ہوتا کہ سرِ اقدس پر بوجھ ہو اور نہ اس قدر چھوٹا کہ سر پر تنگ ہو بلکہ اعتدال کے ساتھ، شرعی چودہ گز سے زیادہ نہ ہوتا اور کبھی سات گز ہوتا تھا۔''

۱۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ عمامہ شریف باندھتے ہوئے ایک کنارہ دونوں کندھوں کے درمیاں لٹکاتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

كان النبی ﷺ إذا اعتمّ سدل عمامته بين كتفيه(۲)

''حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب عمامہ شریف باندھتے تو اس کا شملہ اپنے دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا رکھتے تھے۔''

۲۔ حضرت عَمرو بن حریث رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا:

كأنّی أنظر إلی رسولِ اللہ ﷺ علی المنبر و عليه عمامةٌ سوداءُ

(۱) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوہ، ۱:۵۴۵، باب یازدہم
(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۲۲۵، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۳۶
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵:۱۷۳، رقم: ۶۲۵۱
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۵۶

قد أرخیٰ طرفیها بین کتفیه.(۱)

’’گویا میں (تصور میں) حضور نبیٔ اکرم ﷺ کو منبر شریف پر دیکھ رہا ہوں، کہ آپ ﷺ نے سیاہ عمامہ شریف باندھا ہوا ہے اور اس کے دونوں شملوں کو اپنے دونوں مبارک کندھوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہے۔‘‘

ائمہ و محدثینِ کرام نے آپ ﷺ کے مبارک شملہ کی مقدار کا تعین بھی فرمایا ہے۔ شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و گفته اند که ادنی مقدار عذبه چهار انگشت است و اکثر آں تا نصف ظهر و زیاده برآں داخل اسبال است که حرام و مکروه است.(۲)

’’علمائے کرام کے نزدیک شملہ کی لمبائی کم از کم چار انگلیوں کے برابر ہے اور زیادہ سے زیادہ نصف کمر تک، اس سے زیادہ لمبائی اسبال (غیر موزوں اور غیر مناسب لمبائی) میں شمار ہے جو حرام اور مکروہ ہے۔‘‘

۳۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ عمامہ شریف باندھنے میں گولائی کا انداز اختیار فرماتے تھے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کان یُدیر العمامةِ علی رأسِه و یغرزها من ورائه، و یرسل لها ذؤابة بین کتفیه.(۳)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ عمامہ شریف باندھتے ہوئے اُسے گولائی میں سرِ اقدس

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۹۰، کتاب الحج، رقم: ۱۳۵۹
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۵۴، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۷۷
۳۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۱۱، کتاب الزینة، رقم: ۵۳۴۶
۴۔ ابن ماجه، السنن، ۱: ۳۵۱، کتاب اقامة الصلاة والسنة فیها، رقم: ۱۱۰۴
۵۔ بیهقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۴۶، رقم: ۵۷۷۱

(۲) عبدالحق محدث دہلوی، مدارج النبوه، ۱: ۵۴۶

(۳) ۱۔ بیهقی، شعب الایمان، ۵: ۱۷۴، رقم: ۶۲۵۲

←

کے گرد لپیٹتے اور آخری حصہ کو پشتِ اقدس کی جانب اس میں اڑا لیتے اور ایک کنارہ دونوں مبارک کندھوں کے درمیان لٹکائے رکھتے۔‘‘

آقائے دوجہاں ﷺ کا پگڑی باندھنا سنتِ متواترہ سے ثابت ہے۔ اربابِ سیر نے کثرت سے تاجدارِ کائنات ﷺ کی سیاہ پگڑی کا ذکر کیا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أنَّ رسول الله ﷺ دخل یوم فتح مکة و علیه عمامةٌ سوداء۔ (۱)

.... ۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۰۲، رقم: ۵۵۵

۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۸۰، رقم: ۱۰۹۸

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲:۹۹۰، کتاب الحج، رقم: ۱۳۵۸

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴:۱۹۶، ابواب الجہاد، رقم: ۱۶۷۹

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴:۵۴، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۷۶

۴۔ نسائی، السنن، ۵:۲۰۱، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۸۶۹

۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۹۴۲، کتاب الجہاد، رقم: ۲۸۲۲

۶۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۱۰۵، رقم: ۱۱۵

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۳۶۳

۸۔ دارمی، السنن، ۲:۱۰۱، رقم: ۱۹۳۹

۹۔ ابن حبان، الصحیح، ۹:۳۷، رقم: ۳۷۲۲

۱۰۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۲:۲۵۸

۱۱۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷:۴۰۵، رقم: ۳۶۹۱۸

۱۲۔ ابویعلی، المسند، ۴:۱۱۰، رقم: ۲۱۴۶

۱۳۔ طیالسی، المسند، ۱:۲۴۱، رقم: ۱۷۴۹

۱۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴:۳۷۱، رقم: ۴۴۶۳

۱۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۱۷۷، رقم: ۹۶۲۲

۱۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲:۱۴۰

۱۷۔ ابن جوزی، الوفا، ۵۸۰، رقم: ۱۰۹۷

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ فتحِ مکہ کے روز مکہ مکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ ﷺ کے سرِ انور پر سیاہ پگڑی بندھی ہوئی تھی۔‘‘

۴۔ آپ ﷺ نے بعض موقعوں پر سیاہ رنگ کے علاوہ سفید، زرد اور زعفرانی رنگ کا عمامہ بھی باندھا۔

حضرت عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے:

أنه بلغه أنّ الملائكةَ نزلتْ يومَ بدرٍ عليهم عمائم، صفر و جاء النبی ﷺ و عليه عمامة صفراء۔(۱)

’’مجھے یہ خبر ملی ہے کہ غزوۂ بدر کے دن فرشتوں کے سروں پر زرد رنگ کے عمامے تھے اور جب نبیٔ اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے بھی زرد رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا۔‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

خرج علينا رسول اللہ ﷺ و عليه قميص أصفر، و رداء أصفر و عمامة صفراء۔(۲)

’’رسول اکرم ﷺ باہر تشریف لائے جبکہ آپ ﷺ زرد رنگ کی قمیص، چادر اور عمامہ پہنے ہوئے تھے۔‘‘

۶۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

دخلتُ على رسولِ اللہ ﷺ فی مرضِه الذی توفی فيه، و على رأسِه عصابة صفراء، فسلمتُ عليه، فقال: يا فضل! قلتُ: لبيك

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۷۳

(۲) ۱۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۵۲

۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۷۳

یا رسولَ اللّٰہ، قال: اشدد بھذہ العصابۃ رأسی، قال: ففعلت، ثم قعد۔(۱)

’’میں رسول اللہ ﷺ کے مرض کے آخری ایام میں حاضرِ خدمت ہوا تو آپ ﷺ کے سر مبارک پر زرد رنگ کا عمامہ تھا۔ میں نے سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: فضل! میں نے عرض کیا: لبیك یا رسول ا للّٰہ! (یا رسول اللہ ﷺ میں حاضر ہوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس پگڑی سے میرا سر باندھو، پس میں نے ایسا ہی کیا، پھر آپ ﷺ بیٹھ گئے۔‘‘

حافظ ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رأیتُ من نسب لعائشۃ رضی اللہ عنہا أنّ عمامۃَ رسولِ اللّٰہ ﷺ فی السفر کانتْ بیضاء، و فی الحضرِ کانتْ سوداء۔(۲)

’’میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منسوب یہ روایت پڑھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دورانِ سفر سفید اور جب گھر میں ہوتے تو کالے رنگ کا عمامہ شریف استعمال فرمایا کرتے تھے۔‘‘

حضرت یحییٰ بن عبداللہ بن مالک فرماتے ہیں:

کان رسولُ اللّٰہ ﷺ یصبغ ثیابہ کلھا بالزعفران: قمیصہ و رداء و عمامتہ۔(۳)

’’رسولِ اکرم ﷺ اپنے تمام کپڑوں قمیض، چادر اور عمامہ کو زعفران سے رنگا

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۳: ۱۲۲
۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۷۲
(۲) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۷۶
(۳) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۲۷۳
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۲
۳۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۵۲

کرتے تھے۔‘‘

۴۔ حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسولُ اللہ ﷺ یصبغ ثیابَہ کلَّھا بالزعفران، حتی العمامۃ۔(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ اپنے تمام کپڑوں حتیٰ کہ عمامہ کو بھی زعفران سے رنگا کرتے تھے۔‘‘

۵۔ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رأیتُ علی النبی ﷺ ثوبین، مصبوغین بزعفران و رداء و عمامۃ۔(۲)

’’میں نے رسولِ خدا ﷺ کے جسمِ اطہر پر دو کپڑے، چادر اور عمامہ دیکھے، جو زعفران میں رنگے ہوئے تھے۔‘‘

۶۔ امام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

و لبس عمامۃً بیضاءً تارۃً و سوداء اُخریٰ۔(۳)

---

(۱) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۷۳
۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۵۲
۳۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۵۲

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۳:۶۵۶، رقم: ۶۴۱۵
۲۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۹:۱۴۸، رقم: ۱۲۷
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۵:۱۵۷، رقم:۶۰۱
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۴۵۲
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۷۳

(۳) مناوی، فیض القدیر، ۱: ۱۸۹

’’آپ ﷺ نے کبھی سفید اور کبھی سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا۔‘‘

۷۔ آپ ﷺ کی ایک پگڑی کا نام سحاب تھا۔ جیسا کہ درج ذیل روایت میں مذکور ہے:

و اعلم أنه ﷺ کانتْ له عمامةٌ تسمّی السحابُ و کان یلبس تحتها القلانس۔(۱)

’’اور جان لیجئے کہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کا ایک عمامہ شریف تھا جس کو السحاب کا نام دیا گیا تھا، اور حضور ﷺ اس کے نیچے ٹوپیاں پہنتے تھے۔‘‘

ٹوپی شریف

کتبِ احادیث و سیر میں دستارِ اقدس کے علاوہ حضور رحمتِ عالم ﷺ کی تین اقسام کی ٹوپیوں کا ذکر ملتا ہے۔ ابن جوزی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت بیان کرتے ہوئے تحریر کیا:

کان لرسولِ اللہ ﷺ ثلاث قلانس: قلنسوة بیضاء مِصریّة، و قلنسوة بُرد حبرة، و قلنسوة ذاتِ آذانٍ یلبسها فی السَّفرِ۔(۲)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی تین ٹوپیاں تھیں: ایک سفید رنگ کی مصری ٹوپی تھی،

(۱) ۱۔ ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۱:۲۰۴
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۰۲، رقم: ۵۵۵
۳۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۲:۱۹۷، رقم: ۳۰۷
۴۔ ابن قیم، زادالمعاد، ۱:۱۳۵
۵۔ حلبی، السیرة الحلبیہ، ۳:۴۵۲

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۷:۲۸۴
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۲:۲۱۱، رقم: ۳۱۵
۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۸۱، رقم: ۱۱۰۳

دوسری ٹوپی یمنی چادروں کے کپڑے کی بنی ہوئی تھی اور تیسری کانوں والی ٹوپی تھی، جو عموماً حضور ﷺ سفر کے دوران پہنا کرتے تھے۔‘‘

عمامے کے بغیر صرف ٹوپی پہننا بھی سُنت ہے

سر ڈھانپنے کے باب میں حضور علیہ السلام سے تین طرح کی سنتیں ثابت ہیں، جن میں سے کسی ایک پر بھی عمل ہو جائے تو یہ عمل مسنون ہوگا:

۱۔ ٹوپی اور عمامہ: آپ ﷺ نے ٹوپی کے اُوپر عمامہ باندھا۔

۲۔ بغیر ٹوپی کے عمامہ: آپ ﷺ نے بسا اوقات بغیر ٹوپی کے صرف عمامہ باندھا۔

۳۔ بغیر عمامہ کے ٹوپی: اسی طرح یہ بھی آپ ﷺ کی سُنت ہے کہ آپ ﷺ نے خالی ٹوپی پہنی جس پر عمامہ نہ تھا۔

ابن عساکر کے حوالے سے حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے اس معمول مبارک کے بارے میں یہ روایت ملتی ہے:

کان ﷺ یلبس القلانس تحت العمائم وبغیر العمائم، ویلبس العمائم بغیر القلانس۔(۱)

’’آپ ﷺ عمامہ کے نیچے ٹوپی استعمال فرماتے اور کبھی ٹوپی بغیر عمامہ کے اور کبھی عمامہ بغیر ٹوپی کے استعمال فرماتے۔‘‘

اس سے ثابت ہوا کہ صرف ٹوپی پہن کر نماز ادا کرنا بھی اسی طرح سُنت ہے جس طرح عمامہ پہن کر سُنت ہے چونکہ حضور ﷺ نے عمامہ شریف اکثر استعمال فرمایا اس لئے اس کی فضیلت میں کسی کو اختلاف نہیں، لیکن اُسے لازم قرار دینا یا اس کے بغیر امام کی

(۱) ۱۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۶۷، رقم: ۶۹۹
۲۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳:۴۵۲
۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۲۸۵

اقتداء میں نماز ادا کرتے ہوئے کراہت محسوس کرنا ہرگز جائز نہیں۔

قابلِ غور بات یہ ہے کہ ننگے سر نماز ادا کرنا خلافِ سُنّت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی بھی ننگے سر نماز ادا نہیں کی۔ (۱)

نعلینِ مقدسہ

احادیثِ مبارکہ میں حضور ﷺ کے نعلینِ مقدسہ کا ذکر کثرت سے آیا ہے۔ اربابِ سیر نے بھی بصد احترام آپ ﷺ کے نعلینِ مقدسہ کا ذکر کیا ہے۔ متعدد احادیثِ مبارکہ میں مذکور ہے کہ ایک وقت میں حضور ﷺ کے پاس پاپوش مبارک کا ایک ہی جوڑا ہوتا، آپ ﷺ کے نعلینِ مبارکہ کے تبرکات آج بھی عشاقِ مصطفیٰ ﷺ کا عظیم سرمایہ ہیں، جن کی زیارت سے وہ مشام روح کی تسکین کا سامان کرتے ہیں:

۱۔ ابو الشیخ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

کان رسولُ اللہ ﷺ إذا لبس نعلیه بدأ بالیمنیٰ و إذا خلع خلع الیسریٰ۔(۲)

’’نبی اکرم ﷺ جب نعلین پہنتے تو دائیں پاؤں سے شروع فرماتے اور جب اُتارتے تو بائیں پاؤں سے آغاز کرتے۔‘‘

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

کان النبی ﷺ یعجبه التیمن فی تنعّلِه و ترجّلِه و طھورہ فی شأنِه کلّه۔(۳)

’’نبیٔ اکرم ﷺ نعلین پہننے میں، کنگھی کرنے اور طہارت میں الغرض اپنے ہر

(۱) شعرانی، کشف الغمہ، ۱:۱۰۷

(۲) مقری، فتح المتعال فی مدح النعال:۱۱۸

(۳) مقری، فتح المتعال فی مدح النعال:۱۲۱

کام میں دائیں جانب (سے شروع کرنے) کو پسند فرماتے تھے۔‘‘

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔

كان رسولُ الله ﷺ إذا لبس نعلَيه بدأ باليمينِ، و إذا خَلَعَ خَلَعَ باليُسرىٰ۔(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ جب جوتا مبارک پہنتے تو دائیں جانب سے آغاز فرماتے اور جب اُتارتے تو بائیں جانب سے شروع کرتے تھے۔‘‘

حضور ﷺ کی سادگی اور فقر کا عالم یہ تھا کہ آپ ﷺ اپنے پاپوش مبارک خود اپنے دستِ اقدس سے گانٹھ لیا کرتے تھے۔ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے نعلینِ پاک کی ہیئت زبان کی طرح تھی، یعنی زبان کی طرح نوکدار، درمیان میں پتلی اور ایڑی چوڑی تھی اور اس کے دو زمام (تسمے) ہوتے تھے۔

نعلینِ مقدسہ کے حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں:

۱۔ حدثنا عيسىٰ بن طهمان، قال: أخرج إلينا أنس نَعلَين جرداوَين، لهما قبالان، فحدّثني ثابت البُناني بعد عن أنس: أنهما نعلا النبيﷺ ۔(۲)

’’حضرت عیسیٰ بن طہمان سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں دو پرانے پاپوش مبارک کی زیارت کروائی۔ دونوں کے دو دو تسمے تھے۔ اس کے

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۲۰
(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۱، کتاب الجہاد، رقم: ۲۹۴۰
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۸۳، رقم: ۷۸
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۷۷، رقم: ۶۲۷۰
۴۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۶
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۱۸

بعد ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بتایا کہ یہ پاپوش مبارک حضور علیہ السلام کے زیرِ استعمال رہے ہیں۔‘‘

۲۔ حضرت اسماعیل بن اُمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

كانتُ نعلُ رسولِ الله ﷺ مخصرةً معقبةً، لها قبالانِ، سبيته۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کے مبارک نعلین مبارکہ مخصرہ (باریک پہلو والی) چوڑی ایڑی والے تھے، جن کے دو تسمے تھے اور وہ رنگے ہوئے چمڑے کے تھے۔‘‘

۳۔ حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

رأيتُ رسولَ الله ﷺ يصلّى فى نعلين مخصوفتين مِن جلودِ البقر۔(۲)

’’میں نے نبیِ اکرم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا درآنحالیکہ آپ نے گائے کے چمڑے سے بنے ہوئے پیوند لگے جوتے پہنے ہوئے تھے۔‘‘

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أن محمد بن على أخرج لهم نعلى رسولِ الله ﷺ، فأرانى معقبة مثل الحضرمية، لها قبالان۔(۳)

’’محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے نبیِ اکرم ﷺ کے نعلین پاک نکال کر ہمیں دکھائے، ان کی ایڑیاں چوڑی، درمیان میں پتلی اور دو تسمے تھے۔‘‘

۵۔ ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں:

عندنا نعل رسول الله ﷺ معقبة مخصرة ملسنة۔(۴)

---

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۲۰

(۲) صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۷: ۳۲۰

(۳) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۷۸

۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۱۹

(۴) ۱۔ مقری، فتح المتعال: ۱۴۵

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۷۸

’’ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے ایسے نعلین پاک ہیں، جن کی ایڑی چوڑی، درمیان میں پتلی اور اگلا حصہ نوکدار ہے۔‘‘

موزے

حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے ایک موقع پر حضور ﷺ کی بارگاہ میں تحفہ کے طور پر دو سیاہ رنگ کے موزے بھجوائے۔ حضور ﷺ نے یہ دونوں پہن لئے اور وضو کر کے اُن پر مسح فرمایا۔ (۱)

۲۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو تحفتاً دو موزے پیش کئے۔ آپ ﷺ اُنہیں پہنتے رہے یہاں تک کہ وہ استعمال کرتے کرتے پھٹ گئے۔ (۲)

۱۸۔ حضور ﷺ کا بال بنوانا

حضور نبیٔ اکرم ﷺ کا ہر عمل نفاست پسندی کا آئینہ دار ہوتا تھا۔ آپ ﷺ اپنے سر مبارک کے بال کٹواتے تھے اور کبھی کبھار کٹوانا چھوڑ بھی دیتے تھے یہی وجہ ہے کہ

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۱۲۴، ابواب الأدب، رقم: ۲۸۲۰
۲۔ ابوداؤد، ۱: ۳۹، کتاب الطہارۃ، رقم: ۱۵۵
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۱۸۲، کتاب الطہارۃ وسننھا، رقم: ۵۴۹
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۵۲
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۱۶۲، رقم: ۱۸۶۲
۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۸۲، رقم: ۱۲۵۶
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۸۲
۸۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۱۷

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدی والرشاد، ۷: ۳۱۷
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۸۱، رقم: ۷۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۵: ۱۳۹

آپ ﷺ کی مبارک زلفیں کبھی کندھوں کو چھو رہی ہوتیں اور کبھی کانوں کی لَو کے برابر ہوتیں۔

۱۔ علامہ قسطلانی لکھتے ہیں: جب حضور ﷺ بال کٹوانے کی طرف اِلتفات نہ فرماتے تو وہ کندھوں تک بڑھ جاتے اور جب حضور ﷺ کٹواتے تو یہ کانوں کے نصف حصے تک پہنچ جاتے، پس بالوں کا لمبا اور چھوٹا ہونا اس سبب سے تھا۔(۱)

۲۔ روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے حج وعمرہ کے علاوہ کبھی سر مبارک کا حلق نہیں کروایا یعنی بال نہیں منڈوائے۔ راوی بیان کرتا ہے:

و لم یرو أنه ﷺ حلق رأسَه الشریف فی غیرِ نسك حج أو عمرة فیما علمتُه، فتبقیةُ الشعرِ فی الرأسِ سنةٌ و مُنکرها مع علمه یجب تأدیبه، و مَن لم یستطع التبقیة فیباح له إزالته(۲)

’’میں کوئی ایسی روایت نہیں جانتا جس میں مناسکِ حج اور عمرہ کے علاوہ حضور ﷺ نے سر مبارک کا حلق کروایا ہو۔ پس سر پر بال رکھنا سنت ہے، اور جو یہ جانتے ہوئے اس کا انکار کرے اسے تادیباً سزا دی جائے اور جو (کسی عذر کی وجہ سے) بال نہیں رکھ سکتا اُس کے لئے بال اتروانا جائز ہے۔‘‘

۳۔ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے حج کے روز رمی، جمرہ اور قربانی کے بعد حلق کروایا۔ وہ آگے بیان کرتے ہیں:

ناول الحالق شقّه الأیمن فحلقه، ثم دعا أبا طلحة الأنصاری، فأعطاه أیاه، ثم ناوله الشق الأیسر، فقال: احلق۔ فحلقه، فأعطأه أبا طلحةَ، فقال: أقسمه بین الناس۔(۳)

---

(۱) قسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۲: ۲۹۷

(۲) ۱۔ قسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۲: ۳۰۱

۲۔ نبہانی، الانوار المحمدیہ، ۲۱۴

(۳) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۴۷، کتاب الحج، رقم: ۱۳۰۵

←

’’حضور ﷺ نے سر مبارک کا دایاں حصہ حجام کی طرف کیا جس کو اس نے مونڈھا۔ پھر حضور ﷺ نے ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وہ بال اُنہیں عطا کیے۔ پھر حضور ﷺ نے بایاں حصہ حجام کی طرف کیا اور حجام سے فرمایا: اسے کاٹو۔ پس حجام نے بائیں طرف کے بال اُتارے تو حضور ﷺ نے وہ بھی ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عنایت کر دیے اور فرمایا: انہیں لوگوں میں تقسیم کر دو۔‘‘

۴۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لقد رأيتُ رسولَ اللهِ ﷺ والحلّاق يحلقه، و أطافَ به أصحابُه، فما يريدون أنْ تقعَ شعرة إلا في يدِ رجلٍ۔(۱)

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۲۵۵، ابواب الحج، رقم: ۹۱۲
۳۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۲۰۳، کتاب المناسک، رقم: ۱۹۸۱
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۱۹۱، رقم: ۳۸۷۹
۵۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۲۹۹، رقم: ۲۹۲۸
۶۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۴۷، رقم: ۱۷۴۳
۷۔ حمیدی، المسند، ۲: ۵۱۲، رقم: ۱۲۲۰
۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۶۷، رقم: ۱۳۱۸۷
۹۔ ابن قدامہ، المغنی، ۳: ۲۲۲

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۵
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۳
۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۸۰، رقم: ۱۲۷۳
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۶۸، رقم: ۱۳۱۸۹
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۰، ۲: ۱۸۱
۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۵: ۱۸۹
۷۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوہ، ۱: ۱۸۸
۸۔ قسطلانی، المواهب اللدنیہ، ۲: ۳۰۰

←

’’میں نے حضور ﷺ کو اس حال میں دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کے بال اُتار رہا ہے اور آپ ﷺ کے صحابۂ کرام آپ ﷺ کے اردگرد ہالہ بنائے ہوئے ہیں اور ہر کوئی آرزومند ہے کہ حضور ﷺ کا ہر موئے مبارک اسی کے ہاتھ لگے۔‘‘

۵۔ حضور ﷺ کی ریش مبارک اور مونچھیں بھی اعتدال اور توازن کی ایک دلآویز مثال تھیں۔

حضرت عَمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أنّ النبی ﷺ کان یأخذُ مِن لحیتِه مِن عرضِها و طولِها۔(۱)

’’حضور ﷺ اپنی داڑھی مبارک طولاً وعرضاً کٹواتے تھے۔‘‘

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ یقصّ أو یأخذ مِن شاربِه۔(۲)

’’حضور ﷺ اپنی مونچھیں مبارک کٹواتے تھے۔‘‘

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو عبداللہ اور حضرت ابو رمثہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے:

...... ۹۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۳۲۹

۱۰۔ صیداوی، معجم الشیوخ، ۱: ۱۲۵، رقم: ۷۷

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۹۴، ابواب الادب، رقم: ۲۷۶۲

۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۶۳، رقم: ۴۶۴

۳۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۱۴۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۹۳، ابواب الادب، رقم: ۲۷۶۰

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۰۱

۳۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۱۰۴، رقم: ۲۷۱۵

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۲۲۲، رقم: ۶۴۴۳

۵۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴: ۲۳۰

أنّ رسولَ اللهِ ﷺ کان یقلم أظفاره و یقصّ شاربَه یوم الجمعة قبلَ أنْ یروح إلی الصلوة۔(۱)

''رسولِ اکرم ﷺ نمازِ جمعہ کے لئے تشریف لے جانے سے پہلے اپنے ناخن مبارک تراشتے تھے اور اپنی مونچھیں کٹواتے تھے۔''

۸۔ حضرت میل بن مشرح اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

رأیتُ أبی قلم أظفاره ثم دفنها و قال: أی بنیة هکذا رأیتُ رسولَ الله ﷺ یفعل۔(۲)

''میں نے اپنے والد گرامی کو اپنے ناخن تراشتے اور پھر انہیں دفن کرتے ہوئے دیکھا۔ انہوں نے فرمایا: اے بیٹی! میں نے حضور ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا۔''

۹۔ حضرت ابوجعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسولُ الله ﷺ یستحبّ أن یأخذَ من شاربه و أظفاره یومَ الجمعة۔(۳)

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱:۲۵۷، رقم: ۸۴۲
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳:۲۴، رقم: ۲۷۶۳
۳۔ بغوی، شرح السنہ، ۱۲:۱۱۳، رقم: ۳۱۹۷
۴۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۰۹، رقم: ۱۱۷۸
۵۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۳۴۸

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰:۳۲۲، رقم: ۷۶۲
۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۸:۴۵، رقم: ۲۰۹۴
۳۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۳۴۹

(۳) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳:۲۴۴، رقم: ۵۷۵۸
۲۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷:۳۴۸

’’حضور ﷺ جمعہ کے دن اپنے ناخن اور مونچھیں چھوٹی کرنا پسند فرماتے تھے۔‘‘

۱۹۔ حضور ﷺ کا خضاب لگانا

حضور ﷺ کے خضاب لگانے کے بارے میں دو طرح کی روایات ملتی ہیں: ایک وہ جن میں سرکارِ دوعالم ﷺ کے خضاب لگانے کا ذکر ہے اور دوسرے وہ جن میں خضاب لگانے کی نفی کی گئی ہے۔ ہم دونوں قسم کی روایات میں سے چند ایک کا ذکر کرنے کے بعد ذیل میں ان کی تطبیق پیش کریں گے تاکہ صحیح صورتحال واضح ہو سکے:

۱۔ حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

دَخَلْتُ علی أمّ سلمةَ، فأخرجتْ إلینا شعراً مِن شعرِ النبیﷺ، مخضوبًا۔(۱)

’’میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، تو وہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک لائیں جو خضاب سے رنگے ہوئے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رأیتُ شعر رسولِ اللہﷺ مخضوباً۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۰، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۵۸
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۹۶، کتاب اللباس، رقم: ۳۶۲۳
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۹۶
۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۱۸۲، رقم: ۲۵۰۰۹
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۳۳۲، رقم: ۷۶۴
۶۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۲۱۳، رقم: ۶۴۰۰
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۷
۸۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۳
(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۶۲، رقم: ۴۸

←

’’میں نے حضور ﷺ کے رنگے ہوئے موئے مبارک دیکھے۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن محمد بن عقیل نے فرمایا:

رأيتُ شعر رسولِ اللهﷺ عند أنسِ بن مالك مخضوباً ۔(۱)

’’میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے رنگے ہوئے بال مبارک دیکھے۔‘‘

۴۔ عثمان بن موہب فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا:

هل خضب رسولُ الله ﷺ؟ قال: نعم ۔(۲)

’’کیا رسول اللہ ﷺ خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔‘‘

۵۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قيل له: هل خضب رسولُ الله ﷺ؟ قال: نعم ۔(۳)

’’ان سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ ﷺ نے خضاب لگایا تھا؟ اُنہوں نے کہا: ہاں۔‘‘

مذکورہ بالا روایات سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی حیاتِ مقدسہ میں خضاب استعمال فرمایا تھا جبکہ بعض روایات میں آپ ﷺ کے خضاب استعمال

.......۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱:۱۷۶

۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۶، رقم: ۳۳۰

(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۶۲، رقم: ۴۹

۲۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱:۱۷۶

۳۔ لحجی، منتھی السول، ۱: ۳۳۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱:۶۰، رقم: ۴۶

۲۔ لحجی، منتھی السول علی وسائل الوصول: ۱:۳۲۹، ۳۳۰

(۳) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۸

نہ کرنے کا ذکر ہے۔ ایسی روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو خضاب لگانے کی نوبت ہی پیش نہ آئی تھی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک میں گنتی کے چند بال سفید نظر آتے تھے جنہیں بآسانی شمار کیا جا سکتا تھا، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کی تعداد ۱۷ بتائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض روایات میں آپ ﷺ کے خضاب نہ لگانے کا ذکر ہے۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سُئل أنسٌ عَنْ خضاب النبی ﷺ، فقال: انه لَمْ یبلغ ما یخضب لَوْ شئتُ أنْ أعد شمطاتہٖ فی لحیتہٖ(۱)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نبیٔ اکرم ﷺ کے خضاب کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: آپ ﷺ خضاب کی عمر کو پہنچے ہی نہیں تھے (اس لئے خضاب لگانے کی نوبت ہی نہ آتی تھی)، اگر میں چاہتا تو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں کو گن سکتا تھا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۰، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۵۶
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۴۰، کتاب الزینہ، رقم: ۵۰۸۶
۳۔ ترمذی، شمائل المحمدیہ، ۱: ۵۵، رقم: ۳۷
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۷
۵۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۸۱، رقم: ۲۱۰۰
۶۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۲۷۵، رقم: ۲۸۹۳
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۱
۸۔ ابن عساکر، السیرۃ النبویۃ، ۴: ۱۱۲
۹۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۲۳
۱۰۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۲۰

مذکورہ روایات میں تطبیق

حضور ختمی مرتبت ﷺ کے خضاب لگانے یا نہ لگانے کے حوالے سے جو روایات درج کی گئی ہیں، وہ بظاہر ایک دوسرے سے متعارض دکھائی دیتی ہیں، مگر ائمہ و محدثین اور شارحین نے ان کی تطبیق کی ہے اور مسئلہ سلجھانے کی سعی فرمائی ہے۔

حضرت علامہ محمد عاقل لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب 'حلاوۃ المتعلمین' میں مختلف روایات کی تطبیق ان الفاظ میں کی ہے:

رسولِ خدا درودِ خدا بر و سلامتے در بعضے اوقات صداع، حنا را بسرِمبارکِ خود می مالید، بنابرآں موئے مبارکِ اُو ملّون می شد و مردم گماں می بردند کہ خضاب کردہ است، و در حقیقت خضابِ متعارف نبود، و احتمال است کہ نفی و اثبات براختلافِ اوقات باشد، یک وقتے کردہ باشد و اکثر اوقات نکردہ، پس رعایتِ ہر یکے بر وفق معاینہ اوست۔ (۱)

''بعض اوقات حضور ﷺ سرِ اقدس میں درد کی وجہ سے مہندی لگاتے، اس سے حضور ﷺ کے بالوں کا رنگ بدل جاتا تو دیکھنے والے گمان کرتے کہ حضور ﷺ نے خضاب لگایا ہے جبکہ درحقیقت وہ خضاب نہیں ہوتا تھا نیز اس امر کا بھی احتمال ہے کہ اختلاف اوقات کی بناء پر روایات میں نفی و اثبات ہوا ہو۔ ممکن ہے کسی ایک وقت میں خضاب لگایا ہو اور اکثر اوقات ایسا نہ کیا ہو، لہٰذا جس نے جیسا دیکھا ویسے ہی بتا دیا۔''

۲۰۔ کنگھی فرمانے کا معمول

حضور ﷺ کے کنگھی فرمانے کا معمول بیان کرتے ہوئے ایک صحابی روایت

(۱) امیر شاہ گیلانی، انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ: ۷۷، ۷۸

کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ایک دن چھوڑ کر اپنے بالوں میں کنگھی فرمایا کرتے تھے۔(۱)

۱۔ حضور ﷺ کا بالوں میں کنگھی فرمانے کا کیا طریقہ تھا اور آپ ﷺ کس قدر نفاست ملحوظ رکھتے تھے، اس حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ ليحبّ التيمّن في طهورِه إذا تطهّر، و في ترجّله إذا ترجّل، و في انتعاله إذا انتعل۔(۲)

''حضور ﷺ وضو کرتے وقت دائیں جانب سے وضو کرنا پسند فرماتے اور جب بالوں میں کنگھی فرماتے تو دائیں جانب سے (شروع) کرتے تھے اور پاپوش مبارک بھی دائیں جانب سے پہنتے تھے۔''

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من كان له شعرٌ فليكرِمْه۔(۳)

''جس شخص نے بال رکھے ہوں اسے چاہیے کہ انہیں سنوار کر رکھے۔''

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ اس سلسلے میں روایت بیان فرماتے ہیں:

---

(۱) ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۵۴، رقم: ۳۶

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۲۲۶، کتاب الطہارت، رقم: ۲۶۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۵۰۶، ابواب السفر، رقم: ۶۰۸
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۱۴۱، کتاب الطہارت وسنتہا، رقم: ۴۰۱
۴۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۱۲۲، رقم: ۲۴۴
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۸۹، رقم: ۵۹۹

(۳) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۶۷، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۶۳
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۲۳۰، رقم: ۸۴۸۵
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۲۲۴، رقم: ۶۴۵۵

كان رسولُ الله إذا أخذ مضجعه مِن الليلِ ووضع له سواكه و طهوره و مشطه، فإذا أهبه الله مِن الليل استاك و توضأ و امتشط۔(۱)

''نبی اکرم ﷺ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو آپ ﷺ کی مسواک، پانی اور کنگھی آپ ﷺ کے پاس رکھے جاتے۔ جب بھی اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو بیدار فرماتا تو آپ ﷺ مسواک فرماتے اور وضو کر کے کنگھی فرماتے۔

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور روایت میں ہے:

كان رسول الله ﷺ يكثر تسريح لحيته و رأسه بالماء(۲)

''رسول اللہ ﷺ اکثر طور پر پانی کے ساتھ اپنے سرِ اقدس اور داڑھی مبارک کے بال تر فرما کر کنگھی فرماتے۔''

۲۱۔ خوشبو استعمال کرنے کا معمول

حضور ﷺ کو خوشبو بے حد پسند تھی، آپ ﷺ کثرت سے خوشبو استعمال فرماتے۔ اگر خوشبو کا استعمال نہ بھی کرتے تب بھی جسمِ اطہر سے پیدا ہونے والی قدرتی خوشبو سے راستے تک مہک اُٹھتے اور جاں نثارانِ مصطفیٰ ﷺ پہچان لیتے کہ حضور ﷺ اس راستے سے گزرے ہیں۔ حضور ﷺ کے جسمِ اطہر کی خوشبو کا مقابلہ کوئی دوسری خوشبو نہ کر سکتی تھی۔

---

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۷، رقم: ۱۱۶۸
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۳: ۹۰، رقم: ۵۲۸
۳۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۳: ۹۲، رقم: ۵۲۹

(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفا، ۶۰۷، رقم ۱۱۶۷
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی، ۳: ۱۰۱، رقم: ۵۳۵
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۸۴

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كانت للنبي ﷺ سكةٌ يتطيّبُ منها۔(۱)

’’حضور رحمتِ عالم ﷺ کے پاس سکہ (عطردان یا مرکب خوشبو) تھا، جس میں سے آپ ﷺ خوشبو استعمال فرماتے تھے۔‘‘

۲۔ پہلے بھی ذکر کیا جاچکا ہے کہ حضور ﷺ کے جسمِ اطہر سے پھوٹنے والی خوشبو کا تعاقب کرتے کرتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ تک پہنچ جایا کرتے تھے۔ اس حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ إذا مرّ في طريق من طرق المدينة و جد منه رائحة المسك، قالوا: مرّ رسولُ الله ﷺ في هذا الطريق۔(۲)

’’رسول اللہ ﷺ جب مدینہ طیبہ کے راستوں میں سے کسی راستے سے گزرتے تو اُس راستے میں (آپ ﷺ کے جسمِ اطہر کی) خوشبو پھیل جاتی اور (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پکار اٹھتے کہ حضور ﷺ کا گزر اس راستے سے ہوا ہے۔‘‘

۳۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ ہدیہ میں بھیجی ہوئی خوشبو واپس نہیں کیا کرتے تھے بلکہ فرماتے تھے:

---

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۷۸، کتاب الترجل، رقم: ۴۱۶۲
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۷۸، رقم: ۲۱۷
۳۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۷: ۲۲۹، رقم: ۲۶۶۹
۴۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۷۸
۵۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۴: ۲۷۹

(۲) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۵: ۴۳۳، رقم: ۳۱۲۵
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۸: ۲۸۲
۳۔ ملا علی قاری، جمع الوسائل، ۲: ۲

أنّ النبی ﷺ کان لا یردّ الطیب۔(۱)

’’حضور ﷺ خوشبو (کا ہدیہ) رد نہ فرمایا کرتے تھے، (تو میں ایسا کیوں کروں؟)‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ثلٰث لا تردّ: الوسائد، و الدھن، و اللبن۔(۲)

’’(تحفے میں دی گئی) تین چیزیں واپس نہ کی جائیں: تکیہ، تیل (خوشبو) اور دودھ۔‘‘

۵۔ محمد بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دریافت کیا: اے اُم المومنین! کیا حضور ﷺ خوشبو استعمال فرماتے تھے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا:

نعم، بذکارۃ الطیب۔ قلتُ: و ما ذکارۃ الطیب؟ قالتْ: المسك و العنبر۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح ۵: ۱۰۸، ابواب الأدب، رقم: ۲۷۸۹
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیۃ ا: ۱۷۸، رقم: ۲۱۸
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۹۹
۴۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۷۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۱۰۸، ابواب الأدب، رقم: ۲۷۹۰
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۷۹، رقم: ۲۱۹
۳۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۷۷

(۳) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۹۹
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۵۰، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۱۱۶
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۲۷، رقم: ۹۴۰۷

’’ہاں آپ ﷺ ’ذکارۃ الطیب‘ لگاتے تھے۔ میں نے کہا: ’ذکارۃ الطیب‘ کیا چیز ہے؟ اُنہوں نے جواباً فرمایا: مشک وعنبر۔‘‘

۲۲۔ آئینہ دیکھنے کا معمول

حضور نبیٔ اکرم ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو اپنے پروردگار کا شکر بجالاتے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آئینہ دیکھتے تو دعا فرماتے:

اللّٰھم کَمَا حَسَّنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي۔(۱)

’’اے اللہ! جس طرح تو نے میری تخلیق کو حسین کیا ہے ایسے ہی میرے خُلق کو بھی حسین بنا دے۔‘‘

۲۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کان رسولُ اللہ إذا نظر فی المرآۃِ، قال: الحمد لِلّٰہ الذی حسن خلقی و خلقی، و زان منی ما شان من غیری۔(۲)

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱:۳۷۷
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ و آدابہ، ۳: ۸۸، رقم: ۵۲۷
۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۸، رقم: ۱۱۷۳
۴۔ ابن سنی، عمل الیوم واللیلہ: ۵۷، رقم: ۱۶۰

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۴: ۱۱۱، رقم: ۴۴۵۹
۲۔ ابو یعلی، المسند، ۴: ۴۷۸، رقم: ۲۶۱۱
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۳۱۴، رقم: ۱۰۷۶۶
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۵: ۱۷۰
۵۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ و آدابہ، ۳: ۹۵، رقم: ۵۳۱
۶۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۸، رقم: ۱۱۷۱

’’رسولِ اکرم ﷺ جب آئینہ میں اپنا چہرۂ اقدس دیکھتے تو فرماتے: اس اللہ رب العزت کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے میری تخلیق کو حسن و جمال سے آراستہ فرمایا اور میرے اَخلاق کو تہذیب و تربیت سے زینت بخشی اور مجھ میں ایسے اُمور پیدا فرمائے جو موجبِ زینت و زیبائش ہیں جبکہ دوسروں میں موجبِ عیب اُمور پیدا فرمائے۔‘‘

۳۔ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک روایت ہے:

كنتُ أزود رسولَ اللهﷺ في غزاة له، أزوده دهناً، و مشطاً، و المِرآة، و مقصين، و مكحلةً، و سواكاً۔(۱)

’’میں رسول اللہ ﷺ کے لئے غزوات کے موقع پر سامانِ سفر تیار کرتی تھی اور آپ ﷺ کے لئے تیل، کنگھی، آئینہ، قینچی، سرمہ دانی اور مسواک مہیا کرتی تھی۔‘‘

۲۳۔ انگوٹھی پہننے کا معمول

حضور ختمیٔ مرتبت ﷺ جو انگوٹھی پہنتے اس پر ’محمد رسول اللہ‘ کا نقش کندہ تھا۔ آپ ﷺ یہ انگوٹھی دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنتے تھے۔ آپ ﷺ اس منقش انگوٹھی کو اپنی مہر کے طور پر بھی استعمال میں لاتے تھے۔

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أنّ نبی اللهﷺ كان أراد أن يكتبَ إلی العجمِ، فقيل له: إنّ العجم لا يقبلون إلا كتاباً عليه خاتم، فاصطنع خاتماً من فضة، قال: كأنی أنظر إلی بياضه فی يده۔(۲)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے جب امرائے عجم کو خطوط لکھنے کا ارادہ فرمایا تو عرض

(۱) ۱۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ و آدابہ، ۳: ۹۳، رقم: ۵۳۰
۲۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۰۹، رقم: ۱۱۷۴
(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۷، کتاب اللباس والزینہ، رقم: ۲۰۹۲

←

کیا گیا: یا رسول اللہ! امرائے عجم وہ خطوط قبول نہیں کرتے جن پر مہر نہ لگی ہو۔ پس اُس موقع پر حضور ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں (چشم تصور سے) اب بھی اس کی سفیدی حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ میں جھلکتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے:

فاتخذ النبی ﷺ خاتماً مِن فضةٍ، نقشُه ” محمدٌ رسولُ اللہ“ فکأنی ببصیص الخاتم فی أصبع النبی ﷺ أو فی کفه۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر ’محمد رسول اللہ‘ نقش کرایا۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مجھے یوں لگتا ہے) گویا میں اب بھی اس کی چمک دمک دیکھ رہا ہوں۔‘‘

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بھی مروی ہے:

کان نقشُ الخاتمِ ثلاثة أسطرٍ، محمد سطرٌ، و رسول سطرٌ، و اللہ سطرٌ۔(۲)

...... ۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۹، ابواب الاستئذان، رقم: ۲۷۱۸

۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۴: ۲۷۵، رقم: ۶۷۴۳

۴۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۳۶۴، رقم: ۳۰۰۹

۵۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۱۴۶، رقم: ۹۲۵

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۴، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۳۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۷، کتاب اللباس والزینہ، رقم: ۲۰۹۲

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۷۵

۴۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۲۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۱، کتاب الخمس، رقم: ۲۹۳۹ ←

’’نبی اکرم ﷺ کی انگوٹھی مبارک کا نقش تین سطروں میں تھا: **محمد** (نچلی) سطر، **رسول** (درمیانی) سطر اور **اللہ** (اُوپر والی) سطر میں کندہ تھا۔‘‘

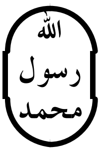

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں:

أنّ النبی ﷺ کان یتختّم فی یمینہ (۱)

’’نبی آخرالزماں ﷺ اپنے داہنے ہاتھ مبارک میں انگوٹھی پہنتے تھے۔‘‘

آپ ﷺ کا زیادہ تر معمول یہی رہا لیکن بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایت بھی ملتی ہے:

۵۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

ان النبی ﷺ کان یتختم فی یسارہ و کان فصہ فی باطن کفہ۔(۲)

------ ۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۴: ۲۶۱، رقم: ۱۴۱۴
۳۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴: ۲۶۴
۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۴۹، رقم: ۲۴۳۸
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۷۵
۶۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۵۹
(۱) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۹۲، رقم: ۹۸
۲۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۴۲۷، رقم: ۳۱۱۹
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۰۵، رقم: ۱۱۸۱۵
(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۹۱، رقم: ۴۲۲۶

←

’’حضور ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ آپ ﷺ کی ہتھیلی مبارک کی طرف ہوتا تھا۔

۶۔ حضرت انس ﷺ روایت کرتے ہیں:

كان خاتمه مِن فضةٍ و كان فصه منه۔(۱)

’’حضور ﷺ کی انگوٹھی مبارکہ چاندی کی تھی، اس کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔‘‘

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

إتخذ رسول الله ﷺ خاتما من ورق، و كان في يدهِ، ثم كان بعد في يد أبي بكر، ثم كان بعد في يدِ عمر، ثم كان في يدِ عثمان، حتى وقع بعد في بئرِ أريس۔(۲)

------ ۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۱۹۶، رقم: ۴۲۲۷

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۲۰۲، رقم: ۶۳۶۲

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۳، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۳۲

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۲۷، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۴۰

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۸، کتاب الخاتم، رقم: ۴۲۱۷

۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۷۳، کتاب الزینہ، رقم: ۵۱۹۸

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۶۶

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۴، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۳۵

۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۶، کتاب اللباس والزینہ، رقم: ۲۰۹۱

۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸۸، کتاب الخاتم، رقم: ۴۲۱۸

۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۹۵، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۹۳

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۴۲، رقم: ۷۳۵۵

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۷۲، ۴۷۳

۷۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۵۱

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، جو آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں تھی اور وصال شریف کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں آ گئی، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ مبارک میں اور بعد ازاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی، یہاں تک کہ اریس والے کنویں میں گر گئی‘‘۔

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أنّ رسول اللہ ﷺ لبس خاتم فضةً فی یمینه، فيه فص حبشی، کان یجعل فصه مما یلی کفه.(۱)

’’بے شک نبیٔ اکرم ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی۔ اُس میں نگینہ حبشہ (ایتھوپیا) کے پتھر کا تھا اور آپ ﷺ اس کا نگینہ مبارک ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔‘‘

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے انگوٹھی کا وزن مثقال سے کم ہی پسند فرمایا جبکہ چاندی کے علاوہ دیگر دھات مثلاً لوہا، پیتل کی انگوٹھی کو آپ ﷺ نے ناپسند فرمایا اور سونا چونکہ جنتی لوگوں کے لئے ہے اس لئے دنیا میں مردوں کے لئے اُسے بھی ناجائز قرار دیا۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جاء رجل إلی النبی ﷺ و علیه خاتم من حدید، فقال ﷺ: ما لی

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۸، کتاب اللباس والزینة، رقم: ۲۰۹۴
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۵۰، رقم: ۹۵۱۴
۳۔ ابوعوانہ، المسند، ۵: ۲۵۷، رقم: ۸۶۳۶
۴۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۲۴۲، رقم: ۳۵۳۶
۵۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۵: ۲۷۳، رقم: ۵۲۹۵
۶۔ قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۵۱
۷۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۲۸

أریٰ علیك حلیة أهل النار؟ ثم جاءه و علیه خاتم من صُفُر، فقال: ما لی أجد منك ریح الأصنام؟ ثم أتاه و علیه خاتم من ذهب فقال: ارم عنك حلیة أهل الجنة. قال: من أیّ شئ اتخذه؟ قال: من ورقٍ و لا تتمه مثقالًا۔(۱)

’’ایک شخص نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ لوہے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تمہیں اہل جہنم کا لباس پہنے ہوئے دیکھتا ہوں؟ پھر وہ دوبارہ آیا تو اس نے پیتل کی انگوٹھی پہن رکھی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا بات ہے مجھے تم سے بتوں کی بو آتی ہے؟ پھر تیسری مرتبہ حاضر ہوا تو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا۔ آپ ﷺ نے حکم فرمایا: اپنے ہاتھ سے جنتیوں کا زیور اُتار پھینکو۔ اس شخص نے عرض کیا: (یا رسول اللہ) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی اور اسے بھی مثقال بھر سے کم رکھو۔‘‘

مردوں پر سونا حرام ہونے سے قبل حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مرتبہ اپنے لئے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ آپ ﷺ اسے اپنے داہنے ہاتھ میں پہنتے تھے، آپ ﷺ کے اتباع میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اسی طرح انگوٹھیاں بنوائیں، بعد ازاں آپ ﷺ نے قسم اٹھائی کہ میں آئندہ کبھی بھی سونے کی انگوٹھی نہیں پہنوں گا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی بعد میں اتباعِ رسول ﷺ میں سونے کی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی بخاری شریف کی حدیث مبارکہ کے الفاظ

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۴۸، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۸۵
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۹۰، کتاب الخاتم، رقم: ۴۲۲۳
۳۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۷۲، رقم: ۹۱۹۵
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲: ۲۹۹، ۳۰۰، رقم: ۵۴۸۸
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۹۹، رقم: ۶۳۵۰

مندرجہ ذیل ہیں جبکہ دیگر کتبِ حدیث کی روایت میں الفاظ کی کمی بیشی ہے:

وہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يلبس خاتما من ذهب، فنبذه، فقال: لا ألبسه أبداً، فنبذ الناس خوا تيمهم(۱)

''رسول اللہ ﷺ سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے، پھر پھینک دی اور فرمایا کہ اسے میں اب کبھی نہیں پہنوں گا، تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔''

یہی وہ انگوٹھی ہے جو آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ مبارک میں پہنی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب تھا۔

انگوٹھی مبارک کو دائیں اور بائیں ہاتھ میں پہننے کی روایات کی تطبیق کرنے کے باب میں امام صالحی نے امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا درج ذیل قول نقل کیا ہے:

يجمع بين الأحاديث بأنّ الذى لبسه فى يمينهِ هو خاتم الذهبِ كما صرّح به فى حديثِ ابن عمر، والذى لبسه فى يساره هو خاتم الفضةِ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۳، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۲۹
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۵، کتاب اللباس والزینہ، رقم: ۲۰۹۱
۳۔ نسائی، السنن، ۸: ۱۷۸، کتاب الزینہ، رقم: ۵۲۱۴
۴۔ مالک، الموطا، ۲: ۹۳۶، رقم: ۱۶۷۵
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۲
۶۔ ابوعوانہ، المسند، ۵: ۲۵۳، رقم: ۸۶۱۴
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۴۲، رقم: ۷۳۵۳
۸۔ ابو یعلی، المسند، ۱۰: ۲۰۴، ۲۰۵، رقم: ۵۸۳۵
۹۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴: ۲۶۲
۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۷۰
(۲) صالحی، سبل الھدیٰ والرشاد، ۷: ۳۲۶

’’انگوٹھی مبارک کے دائیں اور بائیں ہاتھ میں پہنے جانے والی احادیثوں کو جمع کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جو انگوٹھی آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ میں پہنی وہ سونے کی تھی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے واضح ہے اور جو انگوٹھی آپ ﷺ نے بائیں ہاتھ میں پہنی وہ چاندی کی تھی۔‘‘

اس حوالے سے امام صالحی نے حافظ ابن حجر عسقلانی کا قول بھی نقل کیا ہے:

و يظهر لی أنّ ذالك يختلف بإختلافِ الفعلِ، فإن كان اللبس للتزيين فاليمين أفضل، و إن كان للختمِ فاليسارُ أولٰی(۱)

’’مجھ پر یہ بات آشکار ہوئی ہے کہ انگوٹھی کا دائیں یا بائیں ہاتھ میں پہننے میں اختلافِ روایات محض اختلافِ فعل کی وجہ ہے، یعنی اگر انگوٹھی پہننا زینت کیلئے ہوتو پھر دایاں ہاتھ بہتر ہے اور اگر مہر لگانے کی غرض سے ہوتو پھر بائیں ہاتھ میں بہتر ہے۔‘‘

۲۴۔ چشمانِ مقدسہ میں سرمہ ڈالنے کا معمول

ہادیٔ برحق ﷺ آنکھوں میں ’اِثمِد‘ سرمہ ڈالنے کی تاکید فرمایا کرتے تھے۔ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ آنکھوں میں سرمہ ڈالا کرو کہ یہ آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

كان النبی ﷺ يكتحل قبل أن ينام بالإثمِد ثلاثًا فی كل عين۔(۲)

’’حضور رحمتِ عالم ﷺ سونے سے قبل ہر آنکھ مبارک میں اِثمِد سرمہ کی تین

(۱) صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۲۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ ۱: ۶۴، رقم: ۵۱

۲۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۵۲، رقم: ۸۲۴۹

۳۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۴۹

تین سلائیاں لگایا کرتے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان لرسول الله ﷺ كحلٌ أسودٌ، إذا أوى إلى فراشه اكتحل فى ذى العين ثلاثًا و فى ذى العين ثلاثًا(۱)

’’رسولِ اکرم ﷺ کے پاس سیاہ رنگ کا سرمہ ہوتا تھا، جب آپ ﷺ بستر مبارک پر تشریف لے جاتے تو آنکھوں میں سرمے کی تین تین سلائیاں ڈالتے۔‘‘

۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

كان لرسول الله مكحلةٌ، يكتحل بها عند النوم ثلاثاً فى كل عين۔(۲)

’’حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے پاس سرمہ دانی ہوتی تھی، جس سے آپ ﷺ سوتے وقت دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالتے تھے۔‘‘

۴۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضور ﷺ کے سرمہ لگانے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كان يكتحلُ فى اليمينِ اثنتين، و فى اليسرى اثنتين، و واحدٌ

---

(۱) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۴۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۴، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۵۷

(۲) ۱۔ صالحی، سبل الہدیٰ والرشاد، ۷: ۳۴۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۴، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۵۷
۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۶۴، رقم: ۵۱
۴۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۱: ۱۳۲
۵۔ حلبی، انسان العیون، ۳: ۴۴۹

بینهما۔(۱)

''حضور ﷺ سرمہ کی دو سلائیاں دائیں آنکھ میں، دو بائیں آنکھ میں اور ایک (مشترکہ) دونوں میں ڈالتے تھے۔''

۵۔ احادیثِ مبارکہ میں ایک سے زیادہ بار اِثمِد (اصفہانی سرمہ) آنکھوں میں لگانے کی ترغیب ملتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

۶۔ **علیکم بالإثمدِ عند النوم، فإنّه یجلو البصرَ، و ینبتُ الشعرَ(۲)**

''سونے سے قبل ''إثمِد'' کا سرمہ ڈالا کرو، یہ آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا اور بال اگاتا ہے۔''

۷۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح کا ارشادِ گرامی مروی ہے، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا:

إکتحلوا بالإثمدِ، فإنّه یجلو البصر، وینبتُ الشعرَ(۳)

''إثمِد کا سرمہ ڈالا کرو، یہ آنکھوں کی روشنی کو تیز کرتا ہے اور بال اگاتا ہے۔''

---

(۱) صالحی، سبل الهدی والرشاد، ۷: ۳۴۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۶۴، رقم: ۵۲

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۸۴، ۴۸۵

۳۔ ابن قیم، زاد المعاد، ۴: ۲۸۱

۴۔ حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۳: ۴۴۹

(۳) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۳۴، ابواب اللباس، رقم: ۱۷۵۷

۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۶۳، رقم: ۵۰

۳۔ دارمی، السنن، ۲: ۲۶، رقم: ۱۷۳۳

۴۔ بیہقی، السنن لکبریٰ، ۴: ۲۶۲، رقم: ۸۰۴۸

۲۵۔ مسواک فرمانے کا معمول

حضور رحمتِ عالم ﷺ نظافت و نفاست کا پیکرِ اتم تھے۔ بدنِ اقدس کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھتے۔ مسواک دانت صاف رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ آقائے دوجہاں ﷺ نے اس لئے مسواک کرنے میں مداومت اختیار فرمائی۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

أُمِرتُ بالسّواكِ حتى ظننتُ أوحسبتُ أن سينزل فيه قرآن ۔(۱)

’’مجھے مسواک کرنے کا حکم اس قدر تاکید کے ساتھ دیا گیا کہ میں نے گمان کیا اس کے متعلق (مجھ پر) قرآنِ مجید کی سورت میں احکام نازل ہوں گے۔‘‘

۲۔ حضور ﷺ دانتوں کی صفائی کا کتنا خیال رکھا کرتے تھے، اس کا اندازہ درج ذیل حدیث سے لگایا جاسکتا ہے۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسولُ اللهِ ﷺ إذا قام ليتهجد يشوص فاه بالسواك ۔(۲)

’’نبئ اکرم ﷺ جب رات کو تہجد کے لئے اُٹھتے تو اپنا منہ مبارک مسواک سے صاف فرماتے تھے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۳۷
۲۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۲۱۸، رقم: ۲۳۳۰
۳۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۹: ۴۹۵، رقم: ۴۸۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح،۱: ۲۲۰، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۵۵
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱:۳۸۲، ابواب التہجد، رقم: ۱۰۸۵
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۱۵، کتاب الطہارۃ، رقم: ۵۵
۴۔ نسائی، السنن، ۱:۹، کتاب الطہارۃ، رقم:۲
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۱۰۵، کتاب الطہارۃ وسننہا، رقم: ۲۸۶
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۰۷

←

۳۔ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لو لا أن أشقّ علٰی أمتی، لأمرتُهم بالسوّاكِ مع كلِ صلوةٍ۔(۱)

’’اگر مجھے اپنی اُمت پر بوجھ کا احساس نہ ہوتا تو میں ان پر حکماً ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔‘‘

.... ۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۳۵۴، رقم: ۱۰۷۲
۸۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۷۰، رقم: ۱۳۶
۹۔ دارمی، السنن، ۱: ۱۸۵، رقم: ۶۸۵
۱۰۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۹۳
۱۱۔ حمیدی، المسند، ۱: ۲۱۰، رقم: ۴۴۱
۱۲۔ طیالسی، المسند، ۱: ۵۵، رقم: ۴۰۹
۱۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۱۵۵، رقم: ۱۷۸۳
۱۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۸۱، رقم: ۵۸۵۸
۱۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۳۸، رقم: ۱۶۲

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۰۳، کتاب الجمعہ، رقم: ۸۴۷
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۲۲۰، کتاب الطہارۃ، رقم: ۲۵۲
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۱: ۳۴، ابواب الطہارۃ، رقم: ۲۲
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۱۲، کتاب الطہارۃ، رقم: ۴۷
۵۔ نسائی، السنن، ۱: ۱۲، کتاب الطہارۃ، رقم: ۷
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۱۰۵، کتاب الطہارۃ، وسننها، رقم: ۲۸۷
۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۳۵۱، رقم: ۱۰۶۸
۸۔ دارمی، السنن، ۱: ۱۴۴، رقم: ۱۴۸۴
۹۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۶۳، رقم: ۴۷۴
۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۳۷، رقم: ۱۵۴

۲۶۔ عصا مبارک

حضور رحمتِ عالم ﷺ نے عصا بھی استعمال فرمایا۔ فتحِ مکہ کے وقت جب چشمِ فلک نے آپ ﷺ کے عفو و درگزر کا عظیم مظاہرہ دیکھا تو وہاں یہ منظر بھی دیکھنے میں آیا کہ اللہ کے آخری نبی ﷺ اپنا عصا لے کر خانہ کعبہ کو ۳۶۰ بتوں سے پاک کر رہے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

أنَّ رسول اللہ ﷺ لما دخل مکةَ وجد بها ثلا ثمائة وستين صنماً، فأشار بعصا إلى كل صنم، وقال: ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقاً﴾ فسقط الصنم ولم يمسه۔(۱)

''رسول اللہ ﷺ جب مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت پائے، حضور ﷺ اپنے دستِ اقدس میں ایک عصا لئے ہوئے تھے، آپ ﷺ ایک ایک بت کی طرف اشارہ کرکے فرماتے جاتے: ''حق آگیا اور باطل بھاگ گیا، بے شک باطل نے زائل و نابود ہی ہو جانا ہے،'' اور وہ بت مس کئے بغیر (محض عصا کا اشارہ پا کر) زمیں بوس ہوتے جاتے تھے۔''

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

التوكؤ على العصا من أخلاقِ الأنبياءِ، كان لرسولِ اللہِ ﷺ عصا يتوكأ عليها ويأمر بالتوكؤ علَى العصا۔(۲)

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۴۵۲، رقم: ۶۵۲۲
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۵۱، رقم: ۷۹۳۳
۳۔ ہیثمی، موارد الظمان، ۱: ۴۱۶، رقم: ۱۷۰۲
۴۔ ابن کثیر، البدایہ و النہایہ، ۴: ۳۰۲
۵۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱: ۴۳۷

(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفاء: ۶۹۳، رقم: ۱۳۶۸
۲۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۴: ۲۰، رقم: ۷۶۴
۳۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۱: ۳۸۳، رقم: ۱۰۲۵

’’عصا کو سہارا بنانا اور ٹیک لگانا انبیاء کرام علیھم السلام کی سنت ہے، حضور ﷺ کے پاس بھی ایک عصا مبارک تھا، جس پر آپ ﷺ ٹیک لگاتے اور اپنے صحابہ کو بھی عصا رکھنے اور اس پر سہارا لینے کی تلقین فرماتے تھے۔‘‘

۲۷۔ حضور ﷺ کا دوا استعمال فرمانا

حضور ﷺ بنی نوع انسان کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کے طبیبِ اعظم ہیں۔ کُتبِ احادیث و سیر میں طبِ نبوی پر مستقل ابواب قائم کئے گئے ہیں، جن میں طبیبِ اعظم حضور رحمتِ عالم ﷺ کے مختلف بیماریوں اور ان کے علاج معالجے کے لئے دواؤں کے متعلق فرمودات درج ہیں۔ ارشادِ نبوی ہے کہ ہر بیماری کی دوا موجود ہے۔ حیاتِ مقدسہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ تاجدارِ کائنات ﷺ نے خود بھی دوا استعمال فرمائی، علالت کی صورت میں علاج کے مختلف طریقے اور نسخے اختیار فرمائے۔ حضور ﷺ کے فرمودات کی روشنی میں حضور ﷺ کے تجویز کردہ طریقۂ علاج کو طبِ نبوی کا نام دیا گیا ہے۔ طبِ نبوی پیچیدہ طریقۂ علاج کی خرابیوں سے بالکل پاک، آسان اور انسانی نفسیات کے عین مطابق ہے۔ حضور ﷺ قدرتی اشیاء مثلاً جڑی بوٹیوں وغیرہ سے علاج فرمایا کرتے تھے۔ حفظانِ صحت کے جو اُصول آپ ﷺ نے اولادِ آدم کو عطا فرمائے جدید سائنسی تحقیقات نے ان کو صاد کیا ہے اور انہی کو اپنائے ہوئے ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کی خادمہ حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ماکان یکون برسول اللہ ﷺ قرحة ولا نکبة إلّا أمرنی رسول اللہ ﷺ أن أضع علیھا الحِناء.(۱)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲:۲۶، ابواب الطب، رقم:۲۰۵۴

۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۱۵۸، کتاب الطب، رقم: ۳۵۰۲

۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۲۶۱، رقم: ۸۵۷۸

۴۔ ابن خیاط، الطبقات، ۱: ۳۴۳

۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۲۵۰، رقم: ۴۳۰

’’حضور ﷺ کو کوئی زخم آتا یا دانہ نکلتا تو آپ ﷺ مجھے اس پر مہندی لگانے کا حکم دیتے۔‘‘

۲۔ حضور ﷺ نے دردِ سر یا کسی اور تکلیف کی پیش نظر سنگیاں بھی لگوائیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أن رسول اللہ ﷺ احْتَجَمَ وَ ھو مُحرِم فی رأسه من شقیقة کانت به۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ نے حالتِ احرام میں دردِ سر کے باعث سرِ اقدس میں سنگیاں (پچھنے) لگوائیں۔‘‘(۲)

۳۔ حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قالت الأعراب: یا رسول اللہ! ألا نتداوی؟ قال: نعم، یا عباد اللہ،

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۵۶، کتاب الطب، رقم: ۵۳۷۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۶۲، کتاب الحج، رقم: ۱۲۰۲
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۲۶۶، رقم: ۳۹۵۰
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۹۸، ابواب الحج، رقم: ۸۳۹
۵۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۶۷، کتاب المناسک، رقم: ۱۸۳۵
۶۔ نسائی، السنن، ۵: ۱۹۳، کتاب المناسک، رقم: ۲۸۴۵
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۷۲
۸۔ دارمی، السنن، ۲: ۵۷، رقم: ۱۸۱۹
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۹، رقم: ۲۳۵۰۷
۱۰۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۲۷۸، رقم: ۲۳۹۰
۱۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۶۶۲، رقم: ۱۳۰۲

(۲) سنگیاں (پچھنے) ایک قسم کا چھوٹا آپریشن (minor surgery) ہے، اور پرانے وقتوں میں اِس کے ذریعے جسم کے اندر موجود خون کے فاسد مادّے خارج کئے جاتے تھے۔

تداووا، فإن اللہ لم یضع داء إلا وضع له شفاء۔(۱)

’’دیہاتیوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم علاج معالجہ نہ کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں؟ اللہ کے بندو! دوا کیا کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفا کسی علاج میں نہ رکھی ہو۔‘‘

۴۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے فرمایا:

ما أنزل اللہ داء إلا أنزل له شفاء (۲)

’’اللہ تعالیٰ نے جو بھی بیماری اُتاری اس کے لئے شفاء اُتاری۔‘‘

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور حدیث مبارکہ میں تاجدارِ

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۸۳، ابواب الطب، رقم: ۲۰۳۸
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳، کتاب الطب، رقم: ۳۸۵۵
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۳۷، کتاب الطب، رقم: ۳۴۳۶
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۴۲۶، رقم: ۶۰۶۱
۵۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۲۲۰، رقم: ۷۴۳۰
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۷۸
۷۔ حمیدی، المسند، ۲: ۳۶۳، رقم: ۸۲۴
۸۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۷۱، رقم: ۱۲۳۲
۹۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴: ۳۲۳
۱۰۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۱۸۳، رقم: ۴۷۸
۱۱۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۱۰۹، رقم: ۲۹۱

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۵۱، کتاب الطب، رقم: ۵۳۵۴
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۳۸، کتاب الطب، رقم: ۳۴۳۹
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۱، رقم: ۲۳۴۱۶
۴۔ بیہقی، سنن الکبریٰ، ۹: ۳۴۳
۵۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۴: ۵۰، رقم: ۱۱۹۸

کائنات ﷺ نے کلونجی کے استعمال کی طبی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

علیکم بهذه الحبة السوداء، فإن فيها شفاءٌ من کلِّ داءٍ إلا السّام والسّام الموت۔(۱)

’’اس سیاہ دانے (کلونجی) کو لازماً استعمال کرو۔ اس میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے۔‘‘

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے جن میسر اشیاء سے علاج فرمایا ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ شہد

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا:

إن کان فی شئ من أدويتکم خير، ففی شرطة محجم، أو شربة عسل۔(۲)

(۱) ا۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۸۵، ابواب الطب، رقم: ۲۰۴۱
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۴۱، کتاب الطب، رقم: ۳۴۴۸
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۷۳، رقم: ۷۵۷۸
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۴۱
۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۵: ۲۶۹، رقم: ۵۲۸۳

(۲) ا۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۵۲، کتاب الطب، رقم: ۵۳۵۹
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۳۰، کتاب السلام، رقم: ۲۲۰۵
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۷۸، رقم: ۷۶۰۳
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۴۳
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۵۹، رقم: ۲۳۶۸۵
۶۔ ابویعلی، المسند، ۴: ۷۷، رقم: ۲۱۰۰

←

’’تمہاری دواؤں (اور علاج معالجہ) میں سے کسی چیز میں بھلائی کا اگر کوئی عنصر موجود ہے تو وہ پچھنے لگانے اور شہد لینے میں ہے۔‘‘

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

جاء رجل إلی النبی ﷺ، فقال: إن أخی استطلق بطنه، فقال رسول اللہ ﷺ اسقه عسلا، فسقاه، ثم جاءه: فقال: إنی سقیته عسلاً فلم یزده إلا استطلاقا۔ فقال له: ثلث مرات، ثم جاء الرابعة فقال: اسقه عسلا، فقال: لقد سقیته فلم یزده إلا إستطلاقا۔ فقال رسول اللہ ﷺ: صدق اللہ و کذب بطن أخیك، فسقاه فبرأ ۔(۱)

’’ایک آدمی حضور نبیٔ اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اس کے بھائی کو اسہال ہو رہے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اسے شہد پلاؤ۔ وہ پھر آ کر کہنے لگا کہ شہد پینے سے اسہال میں اضافہ ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شہد پلاؤ۔ تین بار فرمایا، چوتھی مرتبہ آیا تو پھر ارشاد ہوا کہ اسے شہد پلاؤ۔ بولا: شہد پلا چکا مگر تکلیف بڑھتی جا رہی ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ کہا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹ کہتا ہے اس نے پھر

...... ۷۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴: ۳۲۲
۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۷: ۲۸۸، رقم: ۷۹۶
۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۴۱
۱۰۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۶۰، رقم: ۱۱۶۴

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۳۶، کتاب السلام، رقم: ۲۲۱۷
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۵۲، کتاب الطب، رقم: ۵۳۶۰
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۰۹، ابواب الطب، رقم: ۲۰۸۲
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۹۲
۵۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۴۵، رقم: ۸۲۲۱

شہد پلایا تو مریض تندرست ہو گیا۔‘‘

۲۔ زیتون

ذات الجنب کے علاج کیلئے حضور ﷺ نے زیتون کا تیل بطور دوا استعمال کرنے کی ہدایت فرمائی۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان ینعت الزیت والورس من ذات الجنب۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ ذات الجنب (پسلیوں میں درد) کے علاج میں ورس اور زیتون کے تیل کی افادیت کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔‘‘

۳۔ کھجور

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے کھجور کو بطور پھل پسند فرمایا جس کا ذکر گزشتہ صفحات میں ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں آپ ﷺ نے اسے دوا کے طور پر بھی استعمال فرمایا کھجور کی بہت سی قسمیں ہیں ان میں سے سیاہی مائل کھجور عجوہ کو بطور خاص آپ ﷺ نے بہت سے امراض کا علاج بتایا۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں:

انّ رسول اللہ ﷺ قال: إنّ فی عجوۃ العالیۃ شفاء أو انہا تریاق

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۰۷، ابواب الطب، رقم: ۲۰۷۸
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۴۸، کتاب الطب، رقم: ۳۴۶۷
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۷۵، رقم: ۷۵۸۸
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۷۲
۵۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۵۰، رقم: ۸۲۴۰
۶۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۸۲، رقم ۲۵۶۰
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۴۶

أول البکرۃ۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس عظیم کھجور عجوہ میں ہر بیماری کی شفاء موجود ہے اور اگر اسے نہار منہ کھایا جائے تو یہ زہر کا تریاق ہے۔‘‘

۲۔ حضرت عامر بن سعید بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں:

سمعت سعدا یقول: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: من تصبح بسبع تمرات، عجوۃ، لم یضرہ ذالك الیوم سم ولا سحر ۔(۲)

’’میں نے سعد رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے فرمایا: جس

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۱۹، کتاب الأشربہ، رقم: ۲۰۴۸
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۶۹، رقم: ۷۵۵۹
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۵۲
۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۷، رقم: ۲۳۴۸۰
۵۔ اسحاق بن راہویہ، المسند، ۲: ۵۳۴، رقم: ۱۱۱۷

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۱۸، کتاب الأشربہ، رقم: ۲۰۴۷
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۷۵، کتاب الأطعمہ، رقم: ۵۱۳۰
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۸، کتاب الطب، رقم: ۳۸۷۶
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۱۶۵، رقم: ۶۷۱۳
۵۔ حمیدی، المسند، ۱: ۳۸، رقم: ۷۰
۶۔ ابویعلی، المسند، ۲: ۱۲۰، رقم: ۷۸۷
۷۔ ابوعوانہ، المسند، ۵: ۱۹۰، رقم: ۸۳۴۳
۸۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۶، رقم: ۲۳۴۷۷
۹۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۴۰، رقم: ۳۱
۱۰۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۴۵، رقم:
۱۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۵: ۴۱

نے صبح اُٹھتے ہی عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لئے اس دن اسے جادو اور زہر (بھی) نقصان نہ دے سکیں گے۔‘‘

۴۔ مہندی

حضرت اُم رافع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان لا يصيب النبى ﷺ قرحة و لا شوكة إلّا وَضِعَ عليها الحناء۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی زخم لگتا یا کانٹا چبھتا اس پر مہندی لگاتے۔‘‘

اسی طرح دوسری روایت ہے:

ما كان احد يشتكى إلى رسول الله ﷺ وجعا فى رأسه إلا قال: احتجم، ولا وجعا فى رجليه إلا قال اخضبهما۔(۲)

’’رسول اللہ ﷺ کے پاس جب بھی کوئی سردرد کی شکایت لے کر آیا تو آپ ﷺ نے اسے پچھنے لگوانے کی ہدایت فرمائی اور جس نے پاؤں میں درد کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے اسے مہندی لگانے کا مشورہ دیا۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۵۸، کتاب الطب، رقم: ۳۵۰۲
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۹۸، رقم: ۷۵۶
۳۔ ابن حجر عسقلانی، الاصابہ، ۷: ۷۰۹، رقم: ۱۱۳۲۵

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴، کتاب الطب، رقم: ۳۸۵۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۴۶۲
۳۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۵۱، رقم: ۸۲۴۶
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۳۹
۵۔ ابن خیاط، الطبقات، ۱: ۳۳۲

۵۔ سنا مکی

حضرت عبد اللہ بن ام حرام بیان کرتے ہیں:

سمعت رسول اللهﷺ يقول: عليكم بالسنى والسنُّوت، فان فيها شفاء من كل داء إلا السام۔ قيل: يا رسول الله! و ما السام؟ قال: الموت ۔(۱)

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ سنا اور سنوت کو ضرور اپناؤ کیونکہ تمہارے لئے ان میں ہر بیماری سے شفاء ہے سوائے سام کے، حضور ﷺ سے پوچھا گیا کہ سام کیا ہے؟ فرمایا: موت۔‘‘

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن،۲: ۱۱۴۴، کتاب الطب، رقم: ۳۴۵۷
۲۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۲۲۴، رقم: ۷۴۴۲
۳۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۱: ۳۱، رقم: ۱۴
۴۔ دیلمی، الفردوس، ۳: ۲۶، رقم: ۴۰۵۳
۵۔ ابن عبد البر، الاستیعاب، ۴: ۱۵۹۲، رقم: ۲۸۳۰

باب چہارم

عبادات

حیات انسانی کی تخلیق کا مقصد عبادت خداوندی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔(۱)

''اور میں نے جن اور انسانوں کو پیدا ہی عبادت کے لیے کیا ہے۔''

پوری کائناتِ انسانی میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ عبادت گذار اور اطاعت شعار بندے حضور ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر لمحہ عبادتِ خداوندی سے عبارت تھا اور یہ عبادت ہی حضور ﷺ کا سرمایۂ افتخار تھا۔

یوں تو حضور نبی اکرم ﷺ کی زندگی اوّل تا آخر اپنی تمام امت کے لیے اسوۂ حسنہ ہے، لیکن عبادات کے حوالے سے بھی آپ ﷺ نے جو عملی نمونہ پیش کیا وہ ہمارے لیے قابل تقلید واطاعت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جن عبادات کو فرض قرار دیا حضور ﷺ نے امت کو اپنے عمل کے ذریعے ان کی ادائیگی کا طریقہ بتایا۔ اب امت پر واجب ہوگیا کہ وہ ان عبادات کو اسی طریقہ پر ادا کرے۔ حضور ﷺ کی عبادات بھی شمائل مصطفیٰ ﷺ کا اہم حصہ ہیں کیونکہ یہ بھی آپ ﷺ کی مبارک ادائیں ہیں۔ جن کا دہرایا جانا قیامت تک مسلمانوں کے لئے واجب قرار دیا گیا ہے۔ ذیل میں حضور ﷺ کی عبادات کو احادیث مبارکہ کی روشنی میں قدرے تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ حضور ﷺ کا نماز سے ٹھنڈک اور راحت حاصل کرنا

عبادات میں سب سے اولیٰ درجہ نماز کا ہے۔ یہ دین کا ستون اور مومن کی

(۱) القرآن، الذاریٰت، ۵۱:۵۶

معراج ہے۔اس کی امتیازی شان یہ ہے کہ دیگر تمام عبادات زمین پر فرض کی گئیں لیکن یہ عبادت تحفہ کے طور پر حضور ﷺ کو شب معراج آسمانوں پر عطا کی گئی۔حضور ﷺ کی محبوب چیزوں میں سے ایک نماز ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

جعلت قرة عینی فی الصلوٰۃ۔(۱)

’’میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔‘‘

نماز کو آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دینا ایک بلیغ اور پر معنیٰ استعارہ ہے۔عام روز مرہ بول چال میں کوئی اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک گردانتا ہے اور کوئی دنیا کی کسی اور چیز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک گردانتا ہے لیکن آقائے دوجہاں ﷺ نے اپنے لیے سب زیادہ محبوب اور راحت آفریں چیز نماز کو قرار دیا۔گاہے گاہے حضور نبی اکرم ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے شفقت آمیز انداز اور محبت بھرے لہجے میں فرمایا کرتے تھے:

یا بلال أرحنا بالصلوٰۃ۔(۲)

’’اے بلال رضی اللہ عنہ (اذان پڑھ کر) نماز کے ساتھ ہمیں راحت پہنچاؤ۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ معصوم عن الخطاء تھے، آپ ﷺ کے دامن حیات پر گناہوں کا سایہ تک بھی نہ پڑا تھا مگر اس کے باوجود تعلیم اُمت کے لئے آپ ﷺ کثرت سے نوافل ادا کرتے،عبادت گزاری کا یہ عالم تھا کہ ساری ساری رات مصلیٰ پر گزر

---

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، ۷:۶۱، کتاب عشرة النساء، رقم: ۳۹۴۰
۲۔ احمد بن حنبل، المسند ۳:۱۲۸۔۲۸۵
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۷۸، رقم: ۱۳۲۳۲
۴۔ حاکم، المستدرک، ۲:۱۷۴، رقم: ۲۶۷۶
۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارة، ۵: ۱۱۲، رقم: ۱۷۳۶

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶۴، رقم: ۲۳۱۳۷
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۹۶، کتاب الادب، رقم: ۴۹۸۵، ۴۹۸۶
۳۔ شیبانی، الاحاد والمثانی، ۴: ۳۵۹، رقم: ۲۳۹۶
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۲۷۷، رقم: ۶۲۱۵

جاتی۔ طویل قیام اور عجز و نیاز مندی کی سجدہ ریزیاں آپ ﷺ کا معمول تھا۔ آپ ﷺ عبادت میں کمال انہاک اور خشوع وخضوع اختیار فرماتے، آپ ﷺ نے اُمت کو کثرتِ بندگی کی تعلیم دی، لیکن دوسروں کو تلقین کرنے سے پہلے خود مجاہدہ اور ریاضت کر کے اس کی مثال قائم کی۔

۱۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آقا دوجہاں ﷺ رات کو نمازِ تہجد ادا فرماتے تو اتنا طویل قیام فرماتے کہ پاؤں مبارک متورم ہو جاتے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ تو اللہ کے محبوب اور مقرّب بندے ہیں، پھر آپ اس قدر مشقت کیوں اُٹھاتے ہیں؟ تو نبیٔ آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

یا عائشةُ! أفلا أكون عبدًا شكورًا۔(۱)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۱۷۲، کتاب صفات المنافقین، رقم: ۲۸۲۰
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۸۰، کتاب التہجد، رقم: ۱۰۷۸
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۲۶۸، ابواب الطہارۃ، رقم: ۴۱۲
۴۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۱۹، کتاب قیام اللیل، رقم: ۱۶۴۴، (عن مغیرہ بن شعبۃ)
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۵۶، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ۱۴۱۹
۶۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۲۲، رقم: ۲۶۳
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۱۵
۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۳۸۶، رقم: ۶۲۰
۹۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۲۰۱، رقم: ۱۱۸۳
۱۰۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۱۳۸، رقم: ۳۸۱۰
۱۱۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۱۲۸، رقم: ۱۹۰
۱۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۹۷، رقم: ۴۳۹۹
۱۳۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۱۱، رقم: ۹۳۰
۱۴۔ ابن کثیر نے البدایہ و النہایہ، ۶: ۵۸ میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

’’اے عائشہ! کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟‘‘

۲۔ حضور ﷺ کی کثرت عبادت، مجاہدے اور زہد و ریاضت کے بارے میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تعبّد رسول اللہ ﷺ حتی صار کالشّن البالی۔(۱)

’’حضور ﷺ نے اس قدر عبادت کی کہ آپ ﷺ پرانے مشکیزے کے مانند ہو گئے۔‘‘

حضور ﷺ نماز کیسے پڑھتے تھے اور اس میں آپ ﷺ کے خشوع وخضوع کا کیا عالم ہوتا تھا، اس کا بیان متعدد احادیث مبارکہ میں آیا ہے۔ ذیل میں ہم ان میں سے چند احادیث پیش کرتے ہیں۔

۱۔ نماز کے وقت حضور ﷺ کی حالت مبارک متغیر ہو جاتی

حضور نبی اکرم ﷺ اپنے تمام احوال اور اقوال و افعال میں باعتبارِ کبائر و صغائر کلیتاً معصوم تھے، آپ ﷺ سے کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے انحراف کا تصور بھی ممکن نہیں تھا۔ نہ قصداً نہ سہواً، نہ صحت اور نہ بیماری میں۔ آپ ﷺ نے واقعۃً نہ ارادی طور پر اور نہ خوشی و ناراضگی کی حالت میں کبھی کوئی خلاف حق بات کی اور نہ کہی بلکہ آپ کی زبانِ حقیقت ترجمان سے کلمۂ حق ہی صادر ہوتا۔ آپ ﷺ کا تعلق باللہ تشکر اور اظہارِ بندگی سے عبارت تھا۔ آپ ﷺ پر ہمہ وقت خشیت الٰہی کا غلبہ رہتا۔

قرب الٰہی کا سب سے کامل ذریعہ نماز ہے، یہی وجہ ہے کہ جب قربِ الٰہی میں حضوری کے لمحات میسر آتے تو آپ ﷺ پر استغراق و محویت کی ایسی کیفیت طاری ہو

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۵۱۱، رقم: ۹۳۴

۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۸۱، رقم: ۳۴۳۴۸

۳۔ ابن حبان، اخلاق النبی ﷺ، ۳: ۱۶۵

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۲۰۹

جاتی کہ آپ ﷺ ما سواء اللہ سے بیگانہ ہو جاتے اور کمال عبدیت کے ساتھ رب کائنات کی بارگاہ میں چلے جاتے۔ اس حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔

كان رسول الله ﷺ يحدثنا و نحدثه فإذا حضرت الصلوة فكأنه لم يعرفنا ولم نعرفه.(۱)

’’رسول اللہ ﷺ ہمارے ساتھ گفتگو فرما رہے ہوتے اور ہم ان کے ساتھ باتیں کر رہے ہوتے۔ جونہی نماز کا وقت ہو جاتا تو حضور نبی اکرم ﷺ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ گویا نہ آپ ﷺ ہمیں پہچانتے ہیں اور نہ ہم آپ ﷺ کو پہچانتے۔‘‘

آپ ﷺ جب اذان سنتے تو اس وقت آپ ﷺ پر جو کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ اسے حضرت اسامہ بن ابو عطاء بیان کرتے ہیں:

كنت عند النعمان بن بشير فدخل عليه سويد بن غفلة فقال له النعمان بن بشير: الم يبلغني أنك صليت خلف النبي ﷺ مرة، قال: لا: بل مراراً. كان النبي ﷺ اذا نودي بالأذان كانه لا يعرف أحدا.(۲)

’’میں نعمان بن بشیر کے پاس موجود تھا اتنے میں ان کے ہاں حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ آئے۔ نعمان بن بشیر نے ان سے دریافت کیا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں نماز ادا کی تھی حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک مرتبہ نہیں بلکہ مجھے تو کئی دفعہ آقائے

(۱) ۱۔ غزالی، احیاء العلوم الدین، ۱: ۱۳۴
۲۔ مناوی، فیض القدیر، ۳: ۸۸

(۲) ۱۔ عسقلانی، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ۳: ۲۲۷، رقم: ۳۶۰۸
۲۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۷۱

دو جہاں ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب نماز کے لئے اذان ہو جاتی تو اس وقت رسول اللہ ﷺ کی کیفیت یہ ہو جاتی کہ گویا آپ ﷺ (ہم) لوگوں میں سے کسی کو پہچانتے ہی نہیں۔‘‘

۲۔ ادائیگی نماز

۱۔ محمد بن عمرو بن عطاء سے روایت ہے کہ ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے چند اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نماز کا ذکر چھڑ گیا، حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أنا كنت أحفظكم لصلاة رسول الله ﷺ، رأيته إذا كبر جعل يديه حذاء منكبيه، و إذا ركع أمكن يديه من ركبتيه، ثم هصر ظهره، فاذا رفع رأسه استوى، حتى يعود كل فقار مكانه، فإذا سجد وضع يديه غير مفترش ولا قابضهما و استقبل بأطراف أصابع رجليه القبلة، فإذا جلس فی الركعتين جلس على رجله اليسرى، و نصب اليمنى، و إذا جلس فی الركعة الآخرة، قدم رجله اليسرى، و نصب الأخرى، و قعد على مقعدته۔(۱)

’’مجھے تم سب لوگوں سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کی نماز یاد ہے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ جب تکبیرِ تحریمہ کہتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کندھوں تک اٹھاتے اور جب آپ ﷺ رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر جماتے پھر اپنی پیٹھ کو جھکا دیتے، جب سر اٹھاتے تو سیدھے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۸۴، کتاب صفۃ الصلاۃ، رقم: ۷۹۴
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۱۸۶، رقم: ۱۸۶۹
۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۲۴، رقم: ۶۴۳
۴۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۲۷، رقم: ۶۵۲
۵۔ بیہقی، السنن الصغریٰ، ۱: ۲۶۱، رقم: ۴۱۹

ہو جاتے یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنے مقام پر پہنچ جاتا اور جب سجدہ کرتے تو اپنے بازوؤں کو بچھاتے اور نہ سمیٹتے اور اپنے پاؤں کی انگلیوں کے پوروں کو قبلہ رو رکھتے اور جب آپ دوسری رکعت میں بیٹھتے تو بائیں پاؤں پر بیٹھتے اور دائیں پاؤں کو کھڑا کر لیتے اور جب آپ ﷺ آخری رکعت میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پاؤں کو آگے کر دیتے اور دوسرے پاؤں کو کھڑا کر دیتے اور اپنی نشست گاہ پر بیٹھتے۔‘‘

۲۔ حضرت عبد اللہ بن قاسم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

جلسنا إلی عبدالرحمن بن أبزی، فقال: ألا أريكم صلاة رسول الله ﷺ، قال: فقلنا: بلی، قال: فقام، فكبر، ثم قرأ، ثم ركع، فوضع يديه علی ركبتيه، حتی أخذ كل عضو مأخذه ثم رفع، حتی أخذ كل عضو مأخذه، ثم سجد، حتی أخذ كل عضو مأخذه، ثم رفع، حتی أخذ كل عظم ماخذه ثم سجد حتی اخذ كل عظم ماخذه، ثم رفع، فصنع في الركعة الثانية كما صنع في الركعة الأولی، ثم قال؛ هكذا صلاة رسول الله ﷺ۔(۱)

’’ہم عبدالرحمٰن بن ابزی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو انہوں نے فرمایا: کیا میں تمہیں نبی اکرم ﷺ کی نماز پڑھنے کا انداز نہ دکھاؤں؟ ہم نے کہا: ہاں کیوں نہیں۔ راوی فرماتے ہیں: انہوں نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی پھر قرأت کی پھر رکوع کیا اور دونوں ہاتھ حالت رکوع میں گھٹنوں پر رکھے یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ پر قائم ہو گیا پھر رکوع سے سر اٹھایا یہاں تک کہ ہر عضو اپنی حالت پر آ گیا پھر سجدہ کیا یہاں تک کہ ہر جوڑ اپنی جگہ پر برقرار ہو گیا پھر سجدے سے

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۰۷، رقم: ۱۵۴۰۵

۲۔ طبرانی، مسند الشامیین، المسند، ۲: ۲۴۶، رقم: ۱۲۷۵

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۱۳۰

سر اٹھایا۔ دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کیا جیسا کہ پہلی رکعت میں عمل کیا تھا پھر انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کی نماز ایسے ہی ہوتی تھی۔‘‘

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان النبی ﷺ يوجز الصلاة ويكملها۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نماز کو مختصر ادا کرتے (طویل نہ کرتے) اور مکمل (خشوع وخضوع کے ساتھ ادا) فرماتے تھے‘‘

۲۔فرض نمازوں میں مقدارِ قرأت

۱۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أن رسول الله ﷺ كان يقرأ فی صلاة الغداة من الستين إلى المائة۔(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ آیات سے سو آیات تک تلاوت فرماتے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۴۹، ۲۵۰، کتاب الجماعۃ، رقم: ۶۷۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۰۱، رقم: ۱۲۰۰۹
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۴۰۵، رقم: ۴۶۵۴
۴۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۳۰، رقم: ۳۹۳۳

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۸، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۶۱
۲۔ نسائی، السنن، ۲: ۱۵۷، کتاب الافتتاح، رقم: ۹۴۸
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۱۳۰، رقم: ۱۸۲۲
۴۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۲۶۴، رقم: ۵۲۸
۵۔ ابو عوانہ، المسند، ۱: ۴۸۲، رقم: ۱۷۹۳

كنا نحزر قيام رسول الله ﷺ فی الظهر والعصر، فحزرنا قيامه فی الركعتين الأوليين من الظهر قدر قراء ة آلم تنزيل، السجدة۔ و حزرنا قيامه فی الاخريين قدر النصف من ذلك، و حزرنا قيامه فی الركعتين الأوليين من العصر علی قدر قيامه فی الاخريين من الظهر۔ و فی الأخريين من العصر علی النصف من ذلك ۔(۱)

’’ہم ظہر و عصر کی نمازوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے۔ ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعت میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ سورہ آلم تنزیل السجدۃ کی تلاوت کے برابر اور آخری دو رکعت میں اس سے نصف تلاوت کے برابر لگایا اور ہم نے عصر کی پہلی رکعت میں آپ ﷺ کے قیام کا اندازہ ظہر کی آخری دو رکعت کے قیام کے برابر اور عصر کی آخری دو رکعت میں اس سے نصف قیام کے برابر لگایا۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

إن أم الفضل بنت الحارث سمعته وهو يقرأ: ’’والمرسلات عرفا‘‘ فقالت: يا بني! لقد ذكرتنی بقراء تك هذه السورة، إنها لآخر ما سمعت رسول الله ﷺ يقرأ بها فی المغرب۔(۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۴، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۵۲
۲۔ نسائی، السنن، ۱: ۲۳۷، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۷۵
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲، رقم: ۱۰۹۹۹
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۱۶۷، رقم: ۱۸۵۸
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۲: ۱۵۲
(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۸، کتاب الصلاۃ، رقم: ۴۶۲
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۶۵، کتاب صفۃ الصلوۃ، رقم: ۷۲۹

←

''حضرت ام الفضل بنت حارث رضی اللہ عنہا نے ان کو سورت مبارکہ ''والمرسلات عرفا'' پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: اے میرے بیٹے! تو نے اپنی تلاوت سے مجھے یہ سورت یاد دلا دی ہے یہی وہ آخری سورت ہے جس کو میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نماز مغرب میں تلاوت کرتے ہوئے سنا۔''

۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

سمعت النبی ﷺ یقرأ: والتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ فِیْ العشاء۔(۱)

''میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو نماز عشاء میں سورہ ''والتین والزیتون'' تلاوت کرتے ہوئے سنا۔''

۳۔فرض نمازوں کے ساتھ ادائیگی نوافل

۱۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

لم یکن النبی ﷺ، علی شیئ من النوافل، أشد منه تعاهدا علی رکعتی الفجر۔(۲)

...... ۳۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۲۱۴، کتاب صفة الصلوة، رقم: ۸۱۰
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۱۳۹، رقم: ۱۸۳۲
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۲: ۱۵۳

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۶۶، کتاب صفة الصلاة، رقم: ۷۳۵
۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۸۹۳، کتاب التفسیر، رقم: ۴۶۶۹
۳۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۳۳۹، کتاب الصلاة، رقم: ۴۶۴
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۱۱۵، ابواب الصلاة، رقم: ۳۱۰
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۷۲، کتاب إقامة الصلاة، رقم: ۸۳۴

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۳، ابواب التطوع، رقم: ۱۱۱۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۰۱، کتاب صلاة المسافرین، رقم: ۷۲۴
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۹، ابواب التطوع، رقم: ۱۲۵۴

←

’’حضور نبی اکرم ﷺ نوافل میں فجر کی دو رکعت (سنت) کے علاوہ کسی (نفلی نماز) کا بہت زیادہ التزام اور پابندی نہیں کرتے تھے۔‘‘

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

أن النبی ﷺ کان لا یدع أربعا قبل الظهر، و رکعتین قبل الغداة۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نماز ظہر سے پہلے کی چار رکعت اور فجر سے پہلے کی دو رکعت ترک نہیں فرماتے تھے۔‘‘

۳۔ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی اکرم ﷺ کی نفلی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

کان یصلی فی بیتی قبل الظهر أربعا ثم یخرج فیصلی بالناس۔ ثم یدخل فیصلی رکعتین، و کان یصلی بالناس المغرب، ثم یدخل فیصلی رکعتین، و یصلی بالناس العشاء، و یدخل بیتی فیصلی رکعتین۔(۲)

...... ۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱: ۱۷۵، رقم: ۴۵۶

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۶: ۲۰۹، رقم: ۲۴۵۶

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹۶، ابواب التطوع، رقم: ۱۱۲۷

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۹، ابواب التطوع، رقم: ۱۲۵۳

۳۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۵۱، کتاب قیام اللیل، رقم: ۱۷۵۷۔ ۱۷۵۸

۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۳۹۷، رقم: ۱۴۳۹

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۷۲، رقم: ۴۲۶۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۰۴، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۳۰

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۸، ابواب التطوع، رقم: ۱۲۵۱

۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۲۰۸، رقم: ۱۱۹۹

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۰، رقم: ۲۴۰۶۵

’’حضور نبی اکرم ﷺ میرے گھر میں نماز ظہر سے قبل چار رکعت ادا فرماتے پھر باہر تشریف لے جا کر لوگوں کے ساتھ نماز باجماعت ادا فرماتے پھر (بعداز جماعت) گھر میں داخل ہو کر دو رکعت ادا فرماتے اور آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز مغرب باجماعت ادا فرماتے پھر گھر میں تشریف لاتے اور دو رکعت ادا فرماتے، اور آپ ﷺ لوگوں کے ساتھ نماز عشاء باجماعت پڑھ کر گھر تشریف لا کر دو رکعت نماز ادا فرماتے۔‘‘

حضور ﷺ نے جس نفل نماز پر مواظبت اور مداومت اختیار فرمائی یعنی اسے پابندی سے ادا فرمایا وہ ہمارے لیے سنت مؤکدہ بن گئی اور جس نفل کو کبھی پڑھا اور کبھی چھوڑ دیا وہ سنت غیر مؤکدہ قرار پائی۔

۴۔ فرض نمازوں کے بعد کا معمول

۱۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أن النبیﷺ کان إذا صلی الفجر جلس فی مصلاہ حتی تطلع الشمس حسنا۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز فجر ادا کر لیتے تو سورج کے اچھی طرح طلوع ہونے تک اپنی جگہ بیٹھے رہتے۔‘‘

۲۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کے کاتب وراد سے روایت ہے:

کتب معاویة إلی المغیرة بن شعبة: اکتب إلی ما سمعت من

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۴۶۴، کتاب المساجد، رقم: ۶۷۰
۲۔ نسائی، السنن، ۳: ۸۰، کتاب السھو، رقم: ۱۳۵۸
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۷
۴۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۱۸۶، رقم: ۲۸۴۴
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۱۵۳، رقم: ۶۲۵۹

رسول اللہ ﷺ، فکتب إلیہ: إن نبی اللہ ﷺ کان یقول فی دبر کل صلاۃ: ”لَا إلٰہ إلا اللہ وَحْدہ لَا شَرِیْکَ لَہُ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیئٍ قَدِیْر، اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اعطَیْتَ وَلَا مُعْطِی لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ۔“(۱)

”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جو تم نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے مجھے تحریر کرو تو انہوں نے ان کو لکھ کر بھیجا: بیشک نبی اکرم ﷺ ہر نماز کے بعد فرماتے تھے ”اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے تمام بادشاہی اور تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تیری عطا کو کوئی روکنے والا نہیں اور تیرے محروم کئے جانے کو کوئی دینے والا نہیں اور تیری طرف سے عظمت و بزرگی کسی متکبر دولت مند کو فائدہ نہیں پہنچاتی۔“

۳۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ، إذا انصرف من صلاتہ استغفر ثلاثا و قال: ”اَللّٰھُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ [یا] ذَالْجَلَالِ وَالْإِکْرَامِ“۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۵۹، کتاب الاعتصام بالکتاب، رقم: ۶۸۶۲
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۸۹، کتاب صفۃ الصلاۃ، رقم: ۸۰۸
۳۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۳۲، کتاب الدعوات، رقم: ۵۹۷۱
۴۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۴۱۴، کتاب المساجد، رقم: ۵۹۳
۵۔ نسائی، السنن، ۳: ۷۰، کتاب السھو، رقم: ۱۳۴۱

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۴۱۴، کتاب المساجد، رقم: ۵۹۱
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۹۷، ابواب الصلاۃ، رقم: ۳۰۰
۳۔ نسائی، السنن، ۳: ۶۸، کتاب السھو، رقم: ۱۳۳۷
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۳۰۰، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ۹۲۸

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے تھے اور فرماتے: ’’اے اللہ تو سلامتی والا ہے اور تیری طرف سے (ہم کو) سلامتی پہنچتی ہے، اے عزت و جلال کے مالک تو بڑی برکت والا ہے۔‘‘

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام کریب سے مروی ہے کہ اسے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی:

أنه بات ليلة عند ميمونة زوج النبي ﷺ، و هي خالته، فاضطجعت في عرض الوسادة، و اضطجع رسول الله ﷺ و اهله في طولها، فنام رسول الله ﷺ، حتى إذا انتصف الليل، أو قبله بقليل أو بعده بقليل، استيقظ رسول الله ﷺ فجلس يمسح النوم عن وجهه بيده، ثم قرأ العشر الايات الخواتم من سورة آل عمران، ثم قام إلى شن معلقة، فتوضأ منها فأحسن وضوءه، ثم قام يصلي۔ قال ابن عباس: فقمت فصنعت مثل ما صنع، ثم ذهبت فقمت إلى جنبه، فوضع يده اليمنى على رأسي، و أخذ بأذني اليمنى يفتلها، فصلى ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم ركعتين، ثم أوتر، ثم اضطجع حتى أتاه المؤذن، فقام فصلى ركعتين خفيفتين، ثم خرج فصلى الصبح۔(۱)

’’میں نے ایک دفعہ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں رات گزاری۔ وہ فرماتے ہیں: میں بستر کی چوڑائی میں اور حضور ﷺ اور

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۷۸، کتاب الوضوء، رقم: ۱۸۱
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۳۷، کتاب الوتر، رقم: ۹۴۷
۳۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۶۶۶، کتاب التفسیر، رقم: ۴۲۹۵
۴۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۶۶۷، کتاب التفسیر، رقم: ۴۲۹۶
۵۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۲۶، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۶۳

آپ ﷺ کی اہلیہ محترمہ تکیے کی لمبائی میں لیٹ گئے پس رسول اللہ ﷺ سو گئے جب آدھی رات ہوئی تو اس سے کچھ دیر پہلے یا اس کے کچھ دیر بعد رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے پھر بیٹھ کر اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ پھیر کر نیند کے آثار کو دور فرمانے لگے اور پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں تلاوت فرمائیں پھر ایک لٹکے ہوئے مشکیزے کے پاس گئے اور اس سے پانی لے کر خوب اچھی طرح وضو فرمایا۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں بھی اٹھا اور جیسے حضور ﷺ نے کیا تھا میں نے بھی کیا پھر حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا، حضور ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک میرے سر پر رکھا پھر میرا دایاں کان پکڑ کر مروڑنے لگے۔ حضور ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں پھر دو رکعتیں پڑھیں۔ پھر وتر پڑھے پھر لیٹ گئے یہاں تک کہ مؤذن حاضر ہوا تو آپ ﷺ اٹھے اور دو رکعت سنت مختصر قرأت کے ساتھ پڑھیں باہر تشریف لے گئے اور صبح کی نماز پڑھی۔‘‘

۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صليت مع النبيﷺ ذات ليلة۔ فافتتح البقرة. فقلت: يركع المائة، ثم مضى فقلت: يصلي بها في ركعة. فمضى. فقلت: يركع بها، ثم افتتح النساء فقرأها، ثم افتتح آل عمران فقرأها، يقرأ مترسلا، إذا مر بآية فيها تسبيح سبح، و إذا مر بسؤال سأل، و إذا مر بتعوذ تعوذ، ثم ركع فجعل يقول ”سبحان ربی العظيم“ فكان ركوعه نحوا من قيامه، ثم قال ’’سمع الله لمن حمده‘‘ ثم قام طويلا قريبا مما ركع، ثم سجد فقال ’’سبحان ربی الاعلی‘‘ فكان سجوده قريبا من قيامه۔ (۱)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۵۳۶، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۷۲
۲۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۲۵، کتاب قیام اللیل، رقم: ۱۶۶۴

←

’’ایک رات میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے سورۂ بقرہ شروع کر دی، میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ سو آیات کے بعد رکوع کرینگے، مگر آپ ﷺ پڑھتے رہے، میں نے خیال کیا کہ آپ ﷺ سورت مکمل کرنے کے بعد رکوع کریں گے لیکن آپ ﷺ مسلسل پڑھتے رہے، پھر آپ ﷺ نے سورۂ نساء کی تلاوت کی اور اس کے بعد آلِ عمران کی تلاوت کی۔ آپ ﷺ ترتیل کے ساتھ قرأت کرتے تھے جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں تسبیح کا ذکر ہوتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے (مثلاً سبحان اللہ کہتے) اور جب کوئی سوال والی آیت پڑھتے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے اور جب پناہ مانگنے والی آیت تلاوت کرتے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ طلب کرتے، پھر آپ ﷺ نے رکوع کیا اور رکوع میں ’’**سبحان ربی العظیم**‘‘ پڑھتے رہے اور آپ ﷺ کا رکوع قیام کی طرح تھا، پھر آپ ﷺ نے ’’**سمع اللہ لمن حمدہ**‘‘ کہا اور تقریباً رکوع کے برابر قومہ کیا، پھر آپ ﷺ سجدہ میں گئے اور ’’**سبحان ربی الاعلی**‘‘ کہا اور قومہ کے برابر آپ ﷺ کا سجدہ تھا۔‘‘

۳۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

صليت مع النبی ﷺ ليلة، فلم يزل قائما حتی هممت بأمر سوء. قلنا: و ما هممت؟ قال: هممت أن أقعد و أذر النبی ﷺ۔(۱)

...... ۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۸۴، رقم: ۲۳۳۰۹

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۹۷، رقم: ۲۳۴۱۵

۵۔ ابن خزیمۃ، الصحیح، ۱: ۳۴۰، رقم: ۶۸۴

۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۲: ۳۰۹، رقم: ۳۵۰۱

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۸۱، ابواب التہجد، رقم: ۱۰۸۴

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۳۷، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۷۳

←

’’ایک شب میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو آپ ﷺ برابر کھڑے رہے یہاں تک کہ میں نے برا ارادہ کیا۔ ہم نے کہا کہ کیا ارادہ کیا؟ اس نے کہا: میں نے ارادہ کیا کہ نبی اکرم ﷺ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں (اور بیٹھ کر نماز ادا کروں)‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

أن نبی اللهﷺ كان جالسا ذات يوم والناس حوله فقال: إن الله عز و جل جعل لكل نبی شهوة و إن شهوتی فی قيام هذا الليل۔(۱)

’’ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ تشریف فرما تھے درآنحالیکہ آپ ﷺ کے اردگرد لوگ بیٹھے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے لئے ایک خواہش بنائی ہے اور میری خواہش قیام لیل (یعنی نماز تہجد) میں ہے۔‘‘

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وجد رسول الله ﷺ ذات ليلة شيئا، فلما أصبح قيل: يا رسول الله إن أثر الوجع عليك لبين، قال: أما إني على ما ترون بحمد

.......۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۵۶، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ۱۴۱۸
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۸۵، رقم: ۳۶۴۶
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۱۵، رقم: ۳۹۳۷
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۵۱۲، رقم: ۲۱۴۱

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبری، ۱۲: ۸۴، رقم: ۱۲۵۵۲
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۲: ۲۷۱
۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۱۷۲، رقم: ۶۴۴

الله قد قرأت البارحة السبع الطوال۔ (۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک رات درد کی تکلیف محسوس فرمائی جب صبح ہوئی تو آپ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! درد کا اثر آپ پر واضح دکھائی دیتا ہے (اس کا سبب کیا ہے؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو درد و تکلیف تم دیکھ رہے ہو اس کے باوجود میں نے بحمداللہ گزشتہ شب (دوران قیام) ابتدائی سات طویل ترین سورتیں تلاوت کی ہیں۔''

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قام النبی ﷺ بآية من القرآن ليلة۔ (۲)

''حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک رات ایک ہی آیت کے ساتھ قیام فرمایا (یعنی ساری رات ایک آیت تمام رکعاتِ نوافل میں پڑھتے رہے)

۷۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

صلى رسول الله ﷺ ليلة فقرأ بآية حتى أصبح يركع بها و يسجد بها "إن تعذبهم فإنهم عبادك و إن تغفر لهم فإنك أنت العزيز الحكيم " فلما أصبح قلت: يا رسول الله! ما زلت تقرأ هذه الآية حتى أصبحت تركع بها و تسجد بها قال: انى سألت ربى عز و جل الشفاعة لأمتى فأعطانيها و هى نائلة ان شاء الله لمن لا

(۱) ۱۔ ابن خزیمة، الصحیح، ۲: ۱۷۷، رقم: ۱۱۳۶
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۵۱، رقم: ۱۱۵۷
۳۔ ہیثمی، موارد الظمان، ۱: ۱۷۲، رقم: ۶۶۴

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۳۱۰، ابواب الصلاة، رقم: ۴۴۸
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۲۳۰، رقم: ۲۷۷

يشرك باﷲ عز و جل شيئا ۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک شب نماز ادا فرمائی اور صبح صادق ہونے تک ایک آیت کی تلاوت کرتے رہے اور رکوع و سجود ادا کرتے رہے (وہ آیت یہ تھی)

’إِنَّ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ إِنْ تَغْفِرْلَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔‘‘

’’اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے (ہی) بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی بڑا غالب حکمت والا ہے۔‘‘

’’جب صبح ہوئی تو میں نے عرض کیا: یا رسول اﷲ ﷺ! آپ صبح ہونے تک یہ آیت تلاوت فرماتے رہے ہیں اور اسی کے ساتھ رکوع و سجود ادا فرما کر رکعات مکمل کرتے رہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے اﷲ تعالیٰ سے اپنی امت کے لئے حقِ شفاعت طلب کیا جو اس نے مجھے عنایت فرما دیا اور یہ شفاعت انشاء اﷲ ہر اس شخص کو نصیب ہوگی جو (وفات تک) کفر و شرک سے بچا رہا۔‘‘

۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اﷲ عنہا سے روایت ہے:

كان النبی ﷺ إذا لم يصل من الليل، منعه من ذلك النوم أو غلبته عيناه: صلی من النهار ثنتی عشرة ركعة (۲)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند: ۵: ۱۴۹، رقم: ۲۱۳۶۶
۲۔ ابن ابی شیبۃ، المصنف، ۶: ۳۲۳، رقم: ۳۱۷۶۷
۳۔ بیہقی، السنن الکبری، ۳: ۱۳، رقم: ۴۴۹۳
۴۔ نسائی، السنن، ۲: ۱۷۷، کتاب الافتتاح، رقم: ۱۰۱۰
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۲۹، کتاب اقامۃ الصلاۃ، رقم: ۱۳۵۰

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۳۰۶، ابواب الصلاۃ، رقم: ۴۴۵
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۱۵، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۴۶
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۴۰، کتاب الصلاۃ، رقم: ۱۳۴۲

←

’’حضور نبی اکرم ﷺ جب کبھی نیند یا نیند کے غلبہ کی وجہ سے رات کو تہجد نہ پڑھ سکتے تو دن میں (چاشت کے وقت) بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرتے۔‘‘

مسلم شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث پاک کے الفاظ یہ ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ کان اذا فاتته الصلاة من الليل من وجع أو غيره، صلى من النهار ثنتى عشرة ركعة۔(۱)

’’حضور ﷺ جب کبھی رات کے وقت درد یا کسی دوسرے عارضے کی وجہ سے نمازِ تہجد نہ پڑھ سکتے تو صبح کے وقت بارہ رکعت ادا فرماتے تھے۔‘‘

۶۔ نمازِ چاشت

۱۔ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: حضور نبی اکرم ﷺ نماز چاشت کی کتنی رکعتیں پڑھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا:

أربع ركعات و يزيد ما شاء۔(۲)

’’آپ ﷺ (کم از کم) چار رکعت پڑھتے تھے اور اس سے زائد جتنا اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماتا پڑھ لیتے۔‘‘

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول اللہ ﷺ يصلى الضحى حتى نقول لا يدعها و يدعها حتى نقول لا يصليها۔(۳)

.......۴۔ نسائی، السنن، ۳:۲۵۹، کتاب قیام اللیل، رقم: ۱۷۸۹

۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۱۰۹، رقم: ۲۴۸۲۱

(۱) مسلم، الصحیح، ۱:۵۱۵، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۴۶

(۲) مسلم، الصحیح، ۱:۴۸۳، کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا، رقم: ۷۱۹

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۲۱، رقم: ۱۱۱۷۱

۲۔ ابو یعلی، المسند، ۲:۴۵۶، رقم: ۱۲۷۰

۳۔ ابن الجعد، المسند، ۱:۲۹۹، رقم: ۲۰۲۹

’’حضور نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز کبھی تو اس قدر اہتمام سے پڑھتے تھے کہ ہم لوگ کہتے تھے کہ اب کبھی ترک نہیں فرمائیں گے اور جب ترک فرماتے تو ہم یہ کہتے تھے کہ اب کبھی نہیں پڑھیں گے (ترک فرمانا امت کی آسانی کے لئے تھا تاکہ یہ نماز فرض نہ ہو جائے)‘‘

۳۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أدمن رسول الله ﷺ أربع ركعات عند زوال الشمس قال فقلت يا رسول الله ما هذه الركعات التى أراك قد أدمنتها قال: أن أبواب السماء تفتح عند زوال الشمس فلا ترتج حتى يصلى الظهر فأحب أن يصعد لى فيها خير قال قلت: يا رسول الله ﷺ تقرأ فيهن كلهن؟ قال، قال: نعم قلت: ففيها سلام فاصل قال: لا۔(۱)

’’حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ زوال کے بعد چار رکعت پڑھی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ کونسی رکعات ہیں جن کو ادا کرتے ہوئے میں نے آپ کو دیکھا؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بیشک زوالِ آفتاب کے بعد آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جو کہ ظہر کی نماز پڑھنے تک بند نہیں ہوتے۔ پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرا کوئی کارِخیر اس وقت آسمان پر پہنچ جائے میں نے عرض کیا کہ کیا ہر رکعت میں قرات کی جائے گی؟ ارشاد فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: ہر دو رکعت پر سلام پھیرا جائے؟ ارشاد فرمایا: نہیں۔‘‘

۷۔ گھر پر ادا کردہ نوافل

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۱۶، ۴۱۷، رقم: ۲۳۵۷۹
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۸۸، رقم: ۴۳۵۶۔۴۳۵۵
۳۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۱: ۳۳۵

سألت رسول الله أيما أفضل الصلاة فی بيتی أو الصلاة فی المسجد؟ قال: ألا تری الی بيتی ما أقربه من المسجد فلأن أصلی فی بيتی أحب إلي من أن أصلی فی المسجد، إلا أن تكون صلاة مكتوبة۔(۱)

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا: یارسول اللہ ﷺ! میری گھر کی نماز افضل ہے یا مسجد کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم نہیں دیکھتے میرا مکان مسجد کے کس قدر قریب ہے تب بھی میں گھر میں نماز پڑھنا مسجد میں پڑھنے سے بہتر سمجھتا ہوں سوائے فرض نماز کے۔‘‘

۲۔ حضور ﷺ کا روزہ رکھنا

روح اور باطن کو ہر قسم کی آلائشوں سے مزکیٰ اور مصفیٰ کرنے کے لیے روزے سے بہتر کوئی اور عمل نہیں۔ اللہ رب العزت نے بھی روزے کی فرضیت کا مقصد تقویٰ قرار دیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ۝(۲)

’’اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔‘‘

---

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۳۹، کتاب إقامة الصلاة، رقم: ۱۳۷۸
۲۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۲۱۰، رقم: ۱۲۰۲
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۴۲
۴۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۳: ۱۲۷
۵۔ دیلمی، الفردوس بمأثور الخطاب، ۵: ۱۷۲
(۲) القرآن، البقرہ، ۲: ۱۸۳

یہی سبب تھا کہ حضور ﷺ کو اس عبادت سے اتنا شغف تھا کہ آپ ﷺ اکثر روزے سے رہتے اور صیام وصال یعنی پے در پے بغیر افطار کیے روزے رکھتے ۔ ہر مہینے میں تین روزے ضرور رکھتے ۔رمضان المبارک شروع ہوتا تو آپ ﷺ کی خوشی کی انتہا نہ رہتی۔ اس ماہ مقدس کی تیاری شعبان المعظم سے ہی شروع فرما دیتے، آپ ﷺ شعبان میں دوسرے مہینوں کی نسبت کثرت سے روزے رکھتے ۔

حضور ﷺ کی حیات طیبہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ نے حالت حضر میں کبھی روزہ قضا نہیں فرمایا، تاہم سفر کے دوران آپ ﷺ کا معمول تھا کہ کبھی روزہ رکھ لیتے اور کبھی قضا فرما لیتے ۔یہ امت کو تعلیم دینے کے لیے تھا کہ آپ ﷺ کی سراپا رحمت ذات کو ہرگز گوارا نہ تھا کہ اپنی امت کو مشقت میں ڈالے ۔

۱۔رمضان المبارک میں معمولاتِ مصطفیٰ ﷺ

رمضان المبارک کے دوران حضور ﷺ راتوں میں نماز تراویح، تسبیح وتہلیل اور کثرت سے ذکر وفکر میں مشغول رہتے ۔قرآن کریم کے تلاوت فرماتے۔ ذکر وفکر، مراقبہ اور یادِ الٰہی کے لیے شب بیداری فرماتے اور دوسرے دنوں کی نسبت اس میں زیادہ محویت و استغراق سے کام لیتے۔سال کے بقیہ مہینوں کی نسبت رمضان المبارک میں نمازِ تہجد کی ادائیگی میں زیادہ انہماک اور ذوق وشوق کا مظاہرہ کرتے ۔صدقہ و خیرات اس قدر کثرت سے دیتے کہ لوگ دنگ رہ جاتے۔

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے :

کان رسول اللہ ﷺ اذا دخل رمضان شد مئزرہ، ثم لم یأت فراشہ حتی ینسلخ۔(۱)

(۱) ۱۔ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۳۴۲، رقم: ۲۲۱۶

۲۔بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۳۱۰، رقم: ۳۶۲۴

۳۔سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۴۳، رقم: ۲۱۱

”رمضان کے شروع ہوتے ہی حضور نبی اکرم ﷺ اپنا تہبند باندھ لیتے (یعنی عبادت کے لئے مستعد ہو جاتے) پھر اختتام رمضان تک اپنی آرام گاہ کی طرف نہ آتے۔“

۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

أن النبی ﷺ کان یعتکف العشر الأواخر من رمضان حتی توفاہ اللہ۔(۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔“

۳۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یجتھد فی العشر الأواخر، ما لا یجتھد فی غیرہ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۷۱۳، کتاب الاعتکاف، رقم: ۱۹۲۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۳۰، ۸۳۱، کتاب الاعتکاف، رقم: ۱۱۷۲
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۵۷، ابواب الصوم، رقم: ۷۹۰
۴۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۳۳۱، کتاب الصوم، رقم: ۲۴۶۲
۵۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۳۳۲، کتاب الصوم، رقم: ۲۴۶۵ (عن بن عمر رضی اللہ عنہما)
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۶۲، کتاب الصیام، رقم: ۱۷۷۰ (عن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ)
۷۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۶۴، کتاب الصیام، رقم: ۱۷۷۳
۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۶۸، رقم: ۲۵۳۹۴

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۳۲، کتاب الاعتکاف، رقم: ۱۱۷۵
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۶۱، ابواب الصوم، رقم: ۷۹۶
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۶۲، کتاب الصیام، رقم: ۱۷۶۷
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶، ۸۲، رقم: ۲۴۵۷۲

←

''حضور نبی اکرم ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں جتنی عبادت و ریاضت کرتے تھے اس کے علاوہ کسی میں نہ کرتے۔''

۴۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بیان فرماتی ہیں:

كان النبی ﷺ اذا دخل العشر شد مئزره، و أحيا ليله، و أيقظ اهله۔(۱)

۳۔ ''جب (رمضان کا آخری) عشرہ آجاتا تو حضور نبی اکرم ﷺ اپنا تہبند باندھ لیتے (یعنی عبادت کے لئے مستعد ہوجاتے) اور شب بیداری کرتے اور اپنے اہل خانہ کو جگاتے (تاکہ وہ بھی شب بیداری کریں)۔''

۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان رسول الله ﷺ إذا بقی عشر من رمضان شد مئزره و اعتزل أهله۔(۲)

''جب رمضان کے دس دن باقی رہ جاتے تو حضور نبی اکرم ﷺ اپنا تہبند کس لیتے (یعنی عبادت میں محو ہوجاتے) اور اپنے اہل خانہ سے جدا ہوجاتے۔''

۶۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے فرماتے ہیں:

كان النبی ﷺ أجود الناس بالخير، وكان أجود ما يكون فی رمضان، حين يلقاه جبريل، و كان جبريل علیہ السلام يلقاه كل ليلة فی

------ ۵۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۳۴۲، رقم: ۲۲۱۵

۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۲۵۲، رقم: ۸۶۹۱

(۱) بخاری، الصحیح، ۲: ۷۱۱، کتاب صلاۃ التراویح، رقم: ۱۹۰۲

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۶۶، ۶۷، رقم: ۲۴۴۲۲

۲۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۴: ۵۳۵

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۱۴، رقم: ۸۳۴۵ (حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے)

رمضان حتی ينسلخ، يعرض عليه النبی ﷺ القران: فاذا لقيه جبريل عليه السلام، كان أجود بالخير من الريح المرسلة.(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ بھلائی کرنے میں لوگوں میں سب سے بڑھ کر سخی تھے۔ اور آپ ﷺ رمضان میں سب سے زیادہ سخاوت کرتے جس وقت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور جبرئیل علیہ السلام رمضان المبارک کے رخصت ہونے تک ہر رات آپ ﷺ سے ملاقات کرتے، وہ آپ ﷺ پر قرآن کریم پیش کرتے تھے۔ جس وقت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تو آپ ﷺ چلنے والی ہوا سے بڑھ کر سخاوت کرتے تھے۔‘‘

۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ يفطر علی رطبات قبل أن يصلی، فإن لم تكن رطبات فعلی تمرات، فإن لم تكن حسا حسوات من ماء.(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نماز (مغرب) سے پہلے چند تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کرتے، اگر وہ نہ ہوتیں تو چند خشک کھجوروں سے افطار فرماتے اور اگر وہ

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۷۲، کتاب الصوم، رقم: ۱۸۰۳
۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۹۱۱، کتاب فضائل القرآن، رقم: ۴۷۱۱
۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۰۳، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۰۸
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۶۳، رقم: ۳۴۲۵
۵۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۳: ۱۹۳، رقم: ۱۸۸۹
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۸: ۲۲۵، رقم: ۳۴۴۰

(۲) ۱۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۳۰۶، کتاب الصوم، رقم: ۲۳۵۶
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۷۹، ابواب الصوم، رقم: ۶۹۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۶۴، رقم: ۱۲۶۹۸
۴۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۵۹۷، رقم: ۱۵۷۶

بھی نہ ہوتیں تو پانی کے چند گھونٹ نوش فرما لیتے۔‘‘

۲۔ نفلی روزے رکھنے کا معمول

۱۔ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

كان يصوم حتى نقول: قد صام،قد صام و يفطر حتى نقول: قد أفطر، قد أفطر قالت: وما رأيته صام شهرا كاملا، منذ قدم المدينة، إلا أن يكون رمضان۔(۱)

’’کبھی آپ ﷺ اس طرح متواتر روزے رکھتے کہ ہم کہتے کہ اب آپ ﷺ روزے ہی رکھیں گے اور جب روزے نہ رکھتے تو ہم لوگ کہتے کہ اب روزہ نہیں رکھیں گے۔ فرماتی ہیں: مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد سے رمضان المبارک کے علاوہ میں نے آپ ﷺ کو کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔‘‘

۲۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے:

ما رأيت النبي ﷺ يصوم شهرين متتابعين إلا شعبان و رمضان۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۱۰، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۵۶
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۳۹، ابواب الصوم، رقم: ۷۶۸
۳۔ نسائی، السنن، ۴: ۱۹۹، کتاب الصیام، رقم: ۲۳۴۹
۴۔ طبرانی، المعجم الأوسط، ۱: ۲۹۲، رقم: ۹۶۰

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۱۳، ابواب الصوم، رقم: ۷۳۶
۲۔ نسائی، السنن، ۴: ۱۵۰، کتاب الصیام، رقم: ۲۱۷۵
۳۔ نسائی، السنن، ۴: ۲۰۰، کتاب الصیام، رقم: ۲۳۵۲
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۱۲۰، رقم: ۲۶۶۱

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو شعبان اور رمضان کے سوا دو مہینے پے در پے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔‘‘

۳۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

لم أره صائما من شهر قط أكثر من صيامه من شعبان، كان يصوم شعبان كلّه كان يصوم شعبان إلا قليلا(۱)

’’میں نے حضور اکرم ﷺ کو سوائے شعبان کے مہینہ کے کسی دوسرے مہینہ میں بہت زیادہ (نفلی) روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ کبھی شعبان کے تمام مہینہ میں آپ ﷺ روزے رکھتے تھے، کبھی شعبان کے اکثر حصے میں روزے رکھتے تھے۔‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

كان رسول الله ﷺ يصوم من غرة كل شهر ثلاثة أيام، و قلما كان يفطر يوم الجمعة۔(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۱۱، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۵۶
۲۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۹۵، کتاب الصوم، رقم: ۱۸۶۹
۳۔ نسائی، السنن، ۴: ۱۵۱، کتاب الصیام، رقم: ۲۱۷۹
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۴۵، کتاب الصیام، رقم: ۱۷۱۰
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۴۳، رقم: ۲۵۱۴۴
۶۔ عبدالرزاق، المصنف، ۴: ۲۹۲، رقم: ۷۸۵۹
۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۳۴۶، رقم: ۹۷۶۲
۸۔ ابو یعلی، المسند، ۸: ۹۵، رقم: ۴۶۳۳

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۱۸، ابواب الصوم، رقم: ۷۴۲
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۸: ۴۰۶، رقم: ۳۶۴۵
۳۔ نسائی، السنن، ۴: ۲۰۴، کتاب النکاح، رقم: ۳۲۶۸
۴۔ بزار، المسند، ۵: ۲۱۵، رقم: ۱۸۱۸
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۲۷، رقم: ۶۰۸

''حضور نبی اکرم ﷺ ہر مہینہ کی ابتداء میں تین دن روزہ رکھتے تھے اور جمعہ کے دن بہت کم افطار فرماتے تھے۔''

۵۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

کان النبی ﷺ یتحری صوم الإثنین و الخمیس۔(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ پیر اور جمعرات کے روزوں کا اکثر اہتمام فرماتے تھے۔''

۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أن رسول اللہ ﷺ قال: تعرض الأعمال یوم الإثنین والخمیس فأحب أن یعرض عملی و أنا صائم(۲)

''پیر اور جمعرات کے دن اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش کئے جاتے ہیں میں پسند کرتا ہوں کہ میرا عمل پیش کیا جائے کہ میں روزہ سے ہوں۔''

۷۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :

کان رسول اللہ ﷺ یصوم من الشهر السبت والأحد و الاثنین و من الشهر الآخر: الثلاثاء والأربعاء والخمیس۔(۳)

''حضور نبی اکرم ﷺ کسی ایک مہینہ میں ہفتہ، اتوار اور پیر کو روزہ رکھ لیتے اور دوسرے ماہ منگل، بدھ اور جمعرات کے دن روزہ رکھتے تھے۔''

---

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ۳:۱۲۱، ابواب الصوم، رقم: ۷۴۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳:۱۲۲، ابواب الصوم، رقم: ۷۴۷

۲۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۲:۸۲ (اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ)

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱:۳۲۷، رقم: ۶۰۷

(۳) ترمذی، الجامع الصحیح، ۳:۱۲۲، ابواب الصوم، رقم: ۷۴۶

۳۔ صوم وصال

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

أخذ يواصل رسول الله ﷺ، و ذلك فی آخر الشهر، فأخذ رجال من أصحابه يواصلون، فقال النبی ﷺ: ما بال رجال يواصلون؟ إنكم لستم مثلی، أما والله لو تماد لی الشهر لواصلت وصالا يدع المتعمقون تعمقهم(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے مہینے کے آخر میں وصال کا روزہ شروع فرمالیا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی وصال کا روزہ رکھنے لگے۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وصال کا روزہ رکھتے ہیں؟ بے شک تم میری طرح نہیں ہو۔ خبردار اللہ رب العزت کی قسم اگر یہ مہینہ ختم نہ ہوتا تو میں صوم وصال کو اتنا طویل فرماتا کہ یہ ضدی لوگ اپنی ضد کو چھوڑ دیتے۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

واصل النبی ﷺ آخر الشهر، و واصل أناس من الناس، فقال: لَوْ مدّ بی الشهر، لو اصلت وصالاً يدع المتعمقون تعمقهم، إنی لست مثلكم، إنی أظل يطعمنی ربی و يسقينی(۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۷۷۵، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۰۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۹۳، رقم: ۱۳۰۳۵
۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۷، رقم: ۱۲۶۶

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۴۵، کتاب التمنی، رقم: ۶۸۱۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۷۷۶، کتاب الصیام، رقم: ۱۱۰۴
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۲: ۳۳۰، رقم: ۹۵۸۵
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۳۲۵، رقم: ۶۴۱۴

”حضور نبی اکرم ﷺ نے مہینہ کے آخر میں وصال کا روزہ رکھ لیا تو لوگوں نے (بھی شوق) سے صوم وصال رکھ لیے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر یہ مہینہ ختم نہ ہوتا تو میں صوم وصال کو اتنا طویل فرماتا کہ ضدی لوگ اپنی ضد چھوڑ دیتے، بے شک میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں تو اس حال میں رہتا ہوں کہ مجھے میرا رب کھلاتا اور پلاتا ہے۔“

۳۔ حضور ﷺ کا حج ادا فرمانا

۱۔ دورانِ حج آقائے دوجہاں حضور نبی اکرم ﷺ کے طواف کی ادائیگی اور استلام حجرِ اسود کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

طاف رسول اللہ ﷺ بالبیت، فی حجة الوداع، علی راحلته، یستلم الحجر بمحجنه، لأن یراه الناس و یشرف، ولیسألوه، فإن الناس غشوه۔(۱)

”حضور نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع اپنی اونٹنی پر سوار بیت اللہ کا طواف کیا۔ آپ ﷺ اپنی ٹیڑھے سرے والی چھڑی سے حجر اسود کا استلام کرتے تھے تاکہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھیں اور بلند ہو کہ لوگ آپ ﷺ سے سوال کرسکیں کیونکہ لوگوں نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔“

۴۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

کان رسول اللہ ﷺ یقبل الرکن الیمانی: یضع خده علیه۔(۲)

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲:۹۲۶، کتاب الحج، رقم: ۱۲۷۳
۲۔ مقدسی، الاحادیث المختارة، ۸:۱۰۵، رقم: ۱۱۶
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵:۱۰۰، رقم: ۹۱۵۹
۴۔ مبارکپوری، تحفة الاحوذی، ۳:۵۱۲

(۲) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۲: ۵۰۸، رقم: ۲۵۹۸

←

’’حضور نبی اکرم ﷺ رکن یمانی کو بوسہ دیتے اور اپنا رخسار مبارک اس پر رکھتے تھے۔‘‘

۳۔ حضور ﷺ کی سعی کے حوالے سے حضرت حبیبہ بنت اَبی تجراۃ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أشرفت علی رسول اللہ ﷺ و إذا هو يسعی، و يقول لأصحابه: اسعوا فإن اللہ تعالی کتب عليکم السعيي، قالت: رأيته فی شدة السعيي يدور الإزار حول بطنه حتی رأيت بياض إبطيه و فخذيه۔(۱)

’’میں نے بلندی سے حضور نبی اکرم ﷺ کو (صفا و مروہ کے درمیان) سعی کرتے ہوئے دیکھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کرنا لازم قرار دیا ہے۔ فرماتی ہیں: میں نے تیز رفتاری کے ساتھ دوڑنے کی وجہ سے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ کا تہبند مبارک آپ ﷺ کے پیٹ مبارک کے گرد گردش کر رہا تھا، یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کی مبارک رانوں اور مبارک بغلوں کی سفیدی کو دیکھا۔‘‘

۶۔ حضور ﷺ کے رمی کے بارے میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے

------ ۲۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۲۱۵، رقم: ۶۳۸

۳۔ دار قطنی، السنن، ۲: ۲۹۰، رقم: ۲۴۲

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۴۱

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۷۹، رقم: ۶۹۴۳

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۴۲۱، رقم: ۲۷۴۰۸۔۲۷۴۰۷

۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۲۳۲، رقم: ۲۷۶۴

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۲۲۷، رقم: ۵۷۶

۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۴۷

روایت ہے:

کنت ردف النبی ﷺ فلم یزل یلبی حتی رمی جمرۃ العقبة فرماها بسبع حصیات یکبر مع کل حصاۃ۔(۱)

''میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پیچھے (سواری پر) سوار تھا۔ تو آپ ﷺ جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارنے تک تلبیہ کہتے رہے۔ آپ ﷺ نے اس کو سات کنکریاں ماریں، ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہتے۔''

۵۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

لما دخل النبی ﷺ البیت، دعا فی نواحیه کلها، ولم یصل حتی خرج منه، فلما خرج رکع رکعتین فی قبل الکعبة، و قال: هذه القبلة۔(۲)

''جب حضور نبی اکرم ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، ۵:۲۷۵، کتاب مناسک الحج، رقم: ۳۰۷۹
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۰۱۱، کتاب المناسک، رقم: ۳۰۴۰
۳۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴:۲۷۹، رقم: ۲۸۸۱
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۱۲ رقم: ۱۸۱۵
۵۔ بزار، المسند، ۶: ۸۹، رقم: ۲۱۴۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۱۵۵، ابواب القبلة، رقم: ۳۸۹
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲:۹۶۸، کتاب الحج، رقم: ۱۳۳۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵:۲۰۸، رقم: ۲۱۸۵۸
۴۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱:۲۲۴، رقم: ۴۳۲
۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارة، ۴:۱۲۲
۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲:۸، رقم: ۳۰۶۱

اس کے تمام اطراف میں دعا مانگی۔ اور نماز پڑھے بغیر اس سے باہر نکل آئے۔ اس سے باہر نکل کر آپ ﷺ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ مبارک کرکے دو رکعت ادا فرمائی۔ اور فرمایا: یہی قبلہ ہے۔

۶۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے تلبیہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أن تلبية رسول الله ﷺ: لبيك اللهم لبيك، لبيك لا شريك لك لبيك، إن الحمد و النعمة لك والملك، لا شريك لك ۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ تلبیہ تھا۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں، اے اللہ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ میں تیری بارگاہ اقدس میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوں۔ بے شک حمد و ثنا، نعمت اور بادشاہی تیرے لیے ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔‘‘

۹۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ادائیگی عمرہ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

إعتمر رسول الله ﷺ أربع عمر، كلهن في ذى القعدة، إلا التى كانت مع حجته: عمرة من الحديبية فى ذى القعدة، و عمرة من العام المقبل فى ذى القعدة، و عمرة من الجعرانة، حيث قسم غنائم حنين فى ذى القعدة، و عمرة مع حجته(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۵۶۱، کتاب الحج، رقم: ۱۴۷۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۴۲، کتاب الحج، رقم: ۱۱۸۴
۳۔ ابو داؤد، السنن، ۲: ۱۶۲، کتاب المناسک، رقم: ۱۸۱۲
۴۔ نسائی، السنن، ۵: ۱۶۰، کتاب مناسک الحج، رقم: ۲۷۴۹
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۹۷۴، کتاب المناسک، رقم: ۲۹۱۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۵۲۵، کتاب المغازی، رقم: ۳۹۱۷ ←

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے چار عمرے ادا فرمائے۔ حجۃ الوداع کے ساتھ ادا کیے جانے والے عمرے کے سوا تمام ذوالقعدۃ میں تھے۔ ایک ذوالقعدۃ میں حدیبیہ والا عمرہ، دوسرا ذوالقعدۃ میں اگلے سال (یعنی حدیبیہ کے بعد کے سال) والا عمرہ، تیسرا عمرہ ذوالقعدۃ میں جعرانہ کے مقام پر غزوہ حنین کے غنائم تقسیم کرنے کے موقع پر کیا اور چوتھا عمرہ جو (ذوالحجۃ) میں حجۃ الوداع کے ساتھ ادا کیا۔‘‘

۴۔ حضور ﷺ کا قربانی فرمانا

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

انه رأی النبی ﷺ ذبح أضحيته بيده و كان يكبر عليها(۱)

’’انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے ہاتھ سے اپنی قربانی کا جانور ذبح کرتے اور اس پر تکبیر کہتے ہوئے دیکھا۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ضحى النبی ﷺ بكبشين أملحين، فرأيته واضعا قدمه على

........۲۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۶۳۱، ابواب العمرۃ، رقم: ۱۶۸۸
۳۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۹۱۶، کتاب الحج، رقم: ۱۲۵۳
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۱۷۹، ابواب الحج، رقم: ۸۱۵
۵۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۲۰۶، کتاب المناسک، رقم: ۱۹۹۴

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۴۴، رقم: ۱۲۴۸۸
۲۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۲۴۳، رقم: ۲۸۵۹
۳۔ نسائی، السنن، ۷: ۲۳۱، کتاب الضحایا، رقم: ۴۴۱۸
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۰۵۴، کتاب الاضاحی، رقم: ۳۱۵۵
۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۳۸۶

صفاحهما، يسمي و يكبر، فذبحهما بيده۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے دو سیاہ رنگ کے مینڈھوں کی قربانی دی۔ میں نے آپ ﷺ کو اپنے پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھتے اور اپنے دست اقدس سے ان کو ذبح کرتے ہوئے **بسم اللہ، اللہ اکبر** پڑھتے ہوئے دیکھا۔‘‘

۳۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

إن رسول الله ﷺ أتى بكبشين أقرنين، أملحين عظيمين موجوءين، فاضطجع أحدهما و قال: بسم الله و الله أكبر، اللّٰهم عن محمد و آل محمد، ثم اضطجع الآخر فقال: بسم الله و الله أكبر، عن محمد و أمته، من شهد لك بالتوحيد و شهد لي بالبلاغ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۱۳، کتاب الأضاحی، رقم: ۵۲۳۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۵۵۶، کتاب الأضاحی، رقم: ۱۹۶۶
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۸۴، ابواب الأضاحی، رقم: ۱۴۹۴
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۹۵، کتاب الضحایا، رقم: ۲۷۹۴
۵۔ نسائی، السنن، ۷: ۲۲۰، کتاب الضحایا، رقم: ۴۳۸۷

(۲) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۲: ۱۹۵ رقم: ۱۷۸۶
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۲۵، رقم: ۲۵۹۲۸
۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۴۷، رقم: ۱۱۴۶
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۳۱۲، رقم: ۹۲۱
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۲۶۸

یہی روایت حضور ﷺ کے غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۶۔ حاکم المستدرک، ۲: ۴۲۵، رقم: ۳۴۷۸
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۹۱، رقم: ۲۷۲۳۴
۸۔ بزار، المسند، ۹: ۳۱۸، ۳۱۹، رقم: ۳۸۶۷

←

’’حضور نبی اکرم ﷺ دو سینگ دار۔ سیاہ رنگ کے بڑے بڑے خصی مینڈھوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ان میں سے ایک کو پہلو کے بل لٹایا اور کہا: بسم اللہ. اللہ اکبر، اے اللہ! میری طرف سے اور میری آل کی طرف سے ہے۔ پھر دوسرے کو پہلو کے بل لٹایا اور کہا: بسم اللہ، اللہ اکبر، میری طرف سے اور میری امت کے اس شخص کی طرف سے جس نے تیری توحید کی شہادت اور میرے لئے رسالت کو پہنچانے کی گواہی دی۔‘‘

۵۔ حضور ﷺ کے معمولاتِ عیدین

۱۔ حضرت عبداللہ بن بریدۃ رضی اللہ عنہما اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

أن رسول اللہ ﷺ کان إذا کان یوم الفطر لم یخرج حتی یأکل، و إذا کان یوم النحر لم یأکل حتی یذبح۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے روز جب تک کچھ کھا نہ لیتے گھر سے باہر تشریف نہ لے جاتے اور عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کے ذبح کرنے تک کھانا تناول نہ فرماتے۔‘‘

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ ﷺ لایغدو یوم الفطر حتی یأکل تمرات۔ و

------ ۹۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱:۳۱۱، رقم: ۹۲۰

یہی روایت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

۱۰۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳:۱۸۲، رقم: ۳۰۵۹

۱۱۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴:۲۳

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶۰، رقم: ۲۳۰۹۲

۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۵۵۸، کتاب الصیام، رقم: ۱۷۵۶

۳۔ بیہقی، السنن الصغری، ۱:۴۰۶، رقم: ۷۱۲

يأكلهن وترا۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ عیدالفطر کے روز گھر سے باہر تشریف نہ لے جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ چند طاق (عدد کے لحاظ سے) کھجوریں تناول فرما لیتے۔‘‘

۳۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان النبی ﷺ إذا خرج يوم العيد فی طريق رجع فی غيره۔(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ عید کے دن ایک راستے سے باہر (نمازِ عید کے لئے) تشریف لے جاتے اور دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔‘‘

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

أن رسول الله ﷺ أخذ يوم العيد فی طريق ثم رجع فی طريق آخر۔(۳)

’’حضور نبی اکرم ﷺ ایک راستے سے عید کے دن جاتے پھر دوسرے راستے سے واپس تشریف لاتے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۲۵، کتاب العیدین، رقم: ۹۱۰
۲۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۳۴۲، رقم: ۱۴۲۹
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۵۳، رقم: ۲۸۱۴
۴۔ بیہقی، السنن الصغریٰ، ۱: ۴۰۶، رقم: ۷۱۱
۵۔ دارقطنی، السنن، ۲: ۴۵، رقم: ۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۴۲۴، ابواب العیدین، رقم: ۵۴۱
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۳۰۸، رقم: ۶۰۴۵
۳۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۶۰، رقم: ۱۶۱۳
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۲۷، رقم: ۱۸۵

(۳) ۱۔ ابو داؤد، السنن، ۱: ۳۰۰، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۱۵۶
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۳۶، رقم: ۱۰۹۸

باب پنجم

دعوات

(جامع دعائیں)

محبوبِ خدا حضور ختمیٔ مرتبت ﷺ کے شمائل مبارکہ کے باب میں ان دعاؤں کو بڑی اہمیت حاصل ہے جو آپ ﷺ اپنے ربِ کریم کی بارگاہِ عظیم میں کسی چیز کو طلب کرنے، کسی شر وفتنہ سے پناہ مانگنے اور مصیبت و پریشانی کے ازالہ کے لئے مانگا کرتے تھے۔ اس ضمن میں ضرورت اس امر کی ہے کہ امت کو مذکورہ دُعاؤں سے آگاہی عطا کی جائے تاکہ وہ اُن الفاظ کو اپنی دعا کا حصہ بنانے کی کوشش کریں جو حضور نبی اکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر استعمال فرمائے۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ ہماری دعائیں بارگاہ ایزدی میں مستجاب ہوں اور ان کی قبولیت کی زیادہ سے زیادہ امید پیدا ہوجائے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ کریمانہ رحیم اور رحمان ہے اور سب خیر کی کنجیاں اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ وہی سب کی سنتا، سب کو نوازتا اور گناہگاروں کی خطاؤں، تقصیروں اور لغزشوں کو معاف کرتا ہے۔ وہ اپنے محبوب و مقرب کے درجات کو بلند کرتا اور اگر چاہے تو بن مانگے بھی عطا فرمادیتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ۔ (۱)

”اور (اے حبیب!) جب میرے بندے آپ سے میری نسبت سوال کریں تو (بتا دیا کریں کہ) میں نزدیک ہوں، میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب بھی وہ مجھے پکارتا ہے۔“

لیکن اس کی عادتِ کریمہ ہے کہ مانگنے سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ بوجہ تکبر و

(۱) القرآن، البقرہ، ۲:۱۸۶

رعونت کوئی دعا نہ مانگے تو اس سے ناراض ہوتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَتِ۔(۱)

’’دعا عبادت کا مغز ہے‘‘

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

لَیْسَ شَیْءٌ أَکْرَمُ عَلَی اللهِ تَعَالٰی مِنَ الدُّعَاءِ۔(۲)

’’اللہ کے ہاں دعا سے زیادہ کوئی چیز لائقِ اکرام نہیں‘‘

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ لَمْ یَسْئَالِ اللهَ یَغْضَبُ عَلَیْہِ(۳)

’’جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے (بوجہ تکبر) اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے۔‘‘

حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جملہ دنیوی واخروی انعامات و اعزازات اور الطاف وعنایات سے نوازا تھا۔ آپ کو رب کریم نے **وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی** کے ذریعے اپنی رضا وخوشنودی کی عظیم خوشخبری دی تھی اور **وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی** کے الفاظ آپ ﷺ کے ہر آنے والے لمحہ کی بہتری کے شاہد ہیں اور یہ بھی بنیادی عقائد میں سے ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں مگر چونکہ نبی کی

(۱) ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۵۶، ابواب الدعوات، رقم: ۳۳۷۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۵، ابواب الدعوات، رقم: ۳۳۷۰

۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۵۸، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۲۹

۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۶۶، رقم: ۱۸۰۱

(۳) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۵۶، ابواب الدعوات، رقم: ۳۳۷۳

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۶۷، رقم: ۱۸۰۶

بعثت کا مقصد افرادِ امت کی تعلیم و ہدایت ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اتنے بلند مقام و مرتبہ پر فائز ہوتے ہوئے بھی اپنے رب کریم کی بارگاہ میں سب سے زیادہ دعا مانگنے والے تھے، کوئی خیر دنیوی و اخروی ایسی نہ تھی جس کی دعا آپ ﷺ نے نہ مانگی ہو اور کوئی شر ایسا نہیں جس سے آپ ﷺ نے پناہ نہ مانگی ہو۔

محدثین کرام اور سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کے دعاؤں کے معمولات کو بھی بڑے اہتمام کے ساتھ بیان کیا اور اس حوالے سے مستقل کتب بھی تصنیف کی ہیں چونکہ قرآن مجید کا مخاطب اوّل حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہے اور آپ ﷺ ہی کے وسیلہ جلیلہ سے اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہم تک پہنچا ہے۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت کے مطابق ''کان خلقه القرآن'' آپ کا وصفِ جمیل ہے اس وجہ سے قرآن مجید میں بیان کردہ دعائیں بھی آپ ﷺ کی دعائیں ہیں۔ ذیل میں ہم سب سے پہلے دعوات مسنونہ میں سے قرآنی دعائیں اور پھر احادیث مبارکہ میں وارد شدہ دعاؤں میں سے بعض کو بیان کریں گے۔

۱۔ چند معروف قرآنی دعائیں

۱۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○ (۱)

''اے ہمارے رب! تو ہم سے قبول فرما لے بیشک تو خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔''

۲۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ (۲)

''اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں (بھی) بھلائی عطا فرما اور آخرت میں (بھی) بھلائی (سے نواز) اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔''

---

(۱) القرآن، البقرہ، ۲:۱۲۷

(۲) القرآن، البقرہ، ۲:۲۰۱

۳۔ رَبَّنَآ أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ط (۱)

’’اے ہمارے پروردگار! ہم پر صبر میں وسعت ارزانی فرما اور ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔‘‘

۴۔ سَمِعْنَا وَ أَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ إِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ (۲)

’’ہم نے (تیرا حکم) سنا اور اطاعت (قبول) کی، اے ہمارے رب! ہم تیری بخشش کے طلبگار ہیں اور (ہم سب کو) تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔‘‘

۵۔ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ إِنْ نَّسِيْنَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا قفہ وَاغْفِرْ لَنَا قفہ وَ ارْحَمْنَآ أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (۳)

’’اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا خطا کر بیٹھیں تو ہماری گرفت نہ فرما، اے ہمارے پروردگار! اور ہم پر اتنا (بھی) بوجھ نہ ڈال جیسے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں، اور ہمارے (گناہوں) سے درگزر فرما، اور ہمیں بخش دے، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا کارساز ہے پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرمایا۔‘‘

۶۔ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِن لَّدُنْكَ رَحْمَةً ج إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (۴)

’’اے ہمارے رب! ہمارے دلوں میں کجی پیدا نہ کر اس کے بعد کہ تو نے ہمیں

---

(۱) القرآن، البقرہ،۲: ۲۵۰

(۲) القرآن، البقرہ،۲: ۲۸۵

(۳) القرآن، البقرہ،۲: ۲۸۶

(۴) القرآن، آل عمران،۳: ۸

ہدایت سے سرفراز فرمایا ہے اور ہمیں خاص اپنی طرف سے رحمت عطا فرما، بیشک تو ہی بہت عطا فرمانے والا ہے۔‘‘

۷۔ رَبَّنَا إِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (۱)

’’اے ہمارے رب! ہم یقیناً ایمان لے آئے ہیں سو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔‘‘

۸۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ إِسْرَافَنَا فِيْٓ أَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ أَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (۲)

’’اے ہمارے رب! ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کام میں ہم سے ہونے والی زیادتیوں سے درگزر فرما اور ہمیں (اپنی راہ میں) ثابت قدم رکھ اور ہمیں (اپنی راہ میں) ثابت قدم رکھ اور ہمیں کافروں پر غلبہ عطا فرما۔‘‘

۹۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ أَنْصَارٍ ○ (۳)

’’اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے) پاک ہے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا لے۔ اے ہمارے رب! بیشک تو جسے دوزخ میں ڈال دے تو تو نے اسے واقعۃً رسوا کر دیا اور ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں ہے۔

۱۰۔ رَبَّنَآ إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْإِيْمَانِ أَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ج رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ○ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ج إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ

(۱) القرآن، آل عمران، ۳:۱۶

(۲) القرآن، آل عمران، ۳:۱۴۷

(۳) القرآن، آل عمران، ۳:۱۹۱۔۱۹۲

الْمِيْعَادَ ○ (۱)

’’اے ہمارے رب! (ہم تجھے بھولے ہوئے تھے) سو ہم نے ایک ندا دینے والے کو سنا جو ایمان کی ندا دے رہا تھا کہ (لوگو) اپنے رب پر ایمان لاؤ تو ہم ایمان لائے، اے ہمارے رب! اب ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری خطاؤں کو ہمارے (نوشتۂ اعمال) سے محو فرما دے اور ہمیں نیک لوگوں کی سنگت میں موت دے۔ اے ہمارے رب اور ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما جس کا تو نے ہم سے اپنے رسولوں کے ذریعے وعدہ فرمایا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بیشک تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔‘‘

۱۱۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (۲)

’’اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اگر تو نے ہم کو نہ بخشا اور ہم پر رحم (نہ) فرمایا تو ہم یقیناً نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔‘‘

۱۲۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ○ (۳)

’’اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری (مخالف) قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔‘‘

۱۳۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ○ (۴)

’’اے ہمارے رب! تو ہم پر صبر کے سرچشمے کھول دے اور ہم کو (ثابت قدمی

(۱) القرآن، آل عمران، ۳: ۱۹۳-۱۹۴

(۲) القرآن، الاعراف، ۷: ۲۳

(۳) القرآن، الاعراف، ۷: ۸۹

(۴) القرآن، الاعراف، ۷: ۱۲۶

سے) مسلمان رہتے ہوئے (دنیا سے) اٹھا لے۔‘‘

۱۴۔ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ○ (۱)

’’اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم لوگوں کے لئے نشانۂ ستم نہ بنا۔‘‘

۱۵۔ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَآءِ○ رَبَّنَا اغْفِرْلِيْ وَ لِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ○ (۲)

’’اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم رکھنے والا بنا دے، اے ہمارے رب اور تو میری دعا قبول فرما لے۔ اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مؤمنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہوگا۔‘‘

۱۶۔ رَبِّ أَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ أَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا ○ (۳)

’’اے میرے رب! مجھے سچائی (و خوشنودی) کے ساتھ داخل فرما (جہاں بھی داخل فرمانا ہو) اور مجھے سچائی (و خوشنودی) کے ساتھ باہر لے آ (جہاں سے بھی لانا ہو) اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ وقوت عطا فرما۔‘‘

۱۷۔ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ○ وَ يَسِّرْلِيْ أَمْرِيْ○ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ○ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ○ (۴)

’’اے میرے رب! میرے لئے میرا سینہ کشادہ فرما دے۔ اور میرا کام آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ لوگ میرے بات (آسانی سے) سمجھ سکیں۔‘‘

---

(۱) القرآن، یونس، ۱۰:۸۵

(۲) القرآن، ابراہیم، ۱۴:۴۰۔۴۱

(۳) القرآن، الاسراء، ۱۷:۸۰

(۴) القرآن، طٰہٰ، ۲۰:۲۵۔۲۸

۱۸۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا○(۱)

’’اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھا دے۔‘‘

۱۹۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ق صلے اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ○(۲)

’’تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے بیشک میں ہی (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔‘‘

۲۰۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَ اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ○(۳)

’’اے میرے رب! تو بخشش دے اور رحم فرما اور تو (ہی) سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

۲۱۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ق صلے اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا○ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا○(۴)

’’اے ہمارے رب! تو ہم سے دوزخ کا عذاب ہٹالے بے شک اس کا عذاب بڑا مہلک (اور دائمی) ہے۔ بیشک وہ (عارضی ٹھہرنے والوں کے لئے) بری قرارگاہ اور (دائمی رہنے والوں کے لئے) بری قیام گاہ ہے۔‘‘

۲۲۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا○(۵)

’’اے ہمارے رب! ہمیں ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا دے۔

(۱) القرآن، طٰہٰ، ۲۰: ۱۱۴

(۲) القرآن، الانبیاء، ۲۱: ۸۷

(۳) القرآن، المؤمنون، ۲۳: ۱۱۸

(۴) القرآن، الفرقان، ۲۵: ۶۵، ۶۶

(۵) القرآن، الفرقان، ۲۵: ۷۴

۲۳۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ إِنَّكَ رَءُ وْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (۱)

''اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے قبل ایمان لائے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی کینہ باقی نہ رہنے دے، اے ہمارے رب! بیشک تو بڑا شفیق، نہایت مہربان ہے۔''

۲۔ احادیث مبارکہ سے ماخوذ دعائیں

۱۔ عفو وسلامتی اور طلب مغفرت کے لئے دعائیں

۱۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْراً وَ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ، وَ ارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (۲)

''اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا۔ گناہ صرف تو ہی بخشتا ہے۔ مجھے اپنی بارگاہ سے بخشش عطا فرما دے اور مجھ پر رحم فرما، یقیناً تو بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔''

۲۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ و دُنْيَایَ، وَ أَهْلِيْ وَ مَالِيْ۔ (۳)

---

(۱) القرآن، الحشر، ۵۹: ۱۰

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۸۶، کتاب صفۃ الصلوۃ، رقم: ۷۹۹
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۷۸، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۰۵
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۳۱۴، رقم: ۱۹۷۶
۴۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۲۹، رقم: ۸۴۶
۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۴۳، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۳۱

(۳) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۱۸، کتاب الادب، رقم: ۵۰۷۴
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۲۴۱، رقم: ۹۶۱

←

''اے اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، اپنی دنیا، اپنے گھر والوں اور اپنے مال میں عفو اور سلامتی کا سوال کرتا ہوں۔''

۳۔ اَللّٰهُمَّ! لَكَ أَسْلَمْتُ، وَ بِكَ آمَنْتُ، وَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَ إِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْلِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَ أَسْرَرْتُ وَ أَعْلَنْتُ، أَنتَ إِلٰهِيْ لَا إِلٰـهَ لِيْ غَيْرُكَ ۔(۱)

''اے اللہ! میں تیرا ہی تابعِ فرمان ہوا اور تجھی پر ایمان لایا اور تجھی پر بھروسہ کیا، اور تیری ہی طرف رجوع ہوا، اور تجھی سے میں نے انصاف چاہا اور تجھی کو حاکم مانا، تو مجھے بخش دے وہ لغزشیں جو مجھ سے پہلے ہوئیں یا جو بعد میں ہوں گی اور جو میں نے چھپ کر کیا اور جن کو میں نے علانیہ کیا۔ تو میرا معبود ہے، میرے لئے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

۴۔ اَللّٰهُمَّ! عَافِنِيْ فِيْ بَدَنِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ سَمْعِيْ، اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ فِيْ بَصَرِيْ، لَا إِلٰـهَ إِلَّا أَنْتَ۔(۲)

.......۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۴۵، رقم: ۱۰۴۰۱

۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۷۳، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۷۱

۵۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۹۸، رقم: ۱۹۰۲

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۵، رقم: ۴۷۸۵

۷۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۱: ۵۵۸، رقم: ۱۵۰۶

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۸۹، کتاب التوحید، رقم: ۶۹۵۰

۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۵۳۳، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم: ۷۶۹

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۸۱، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۱۸

۴۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۲۰۵، کتاب الصلوۃ: رقم: ۷۷۱

۵۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۱۰، کتاب قیام اللیل، رقم: ۱۶۱۹

۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۳۰، کتاب اقامۃ الصلوۃ، رقم: ۱۳۵۵

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۲۴، کتاب الادب، رقم: ۵۰۹۰

←

’’اے اللہ! میرے جسم کو سلامت رکھ، اے اللہ! میرے کانوں کو سلامت رکھ، اے اللہ! میری آنکھوں کو سلامت رکھ، تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔‘‘

۵۔ اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ عَفُوٌّ كَرِيْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔(۱)

’’اے اللہ! تو بہت معاف کرنے والا ہے، عفو و درگزر کو پسند کرتا ہے پس مجھے معاف فرما دے۔‘‘

۶۔ اَللّٰهُمَّ! أَغْنِنِیْ بِالْعِلْمِ، وَ زَيِّنِّیْ بِالْحِلْمِ، وَ أَكْرِمْنِیْ بِالتَّقْوٰی، وَ جَمِّلْنِیْ بِالْعَافِيَةِ۔(۲)

’’اے اللہ! مجھے علم کی دولت سے مالا مال فرما دے، حلم سے مزین کر دے، تقویٰ کے ساتھ عزت بخش دے اور عافیت و سلامتی کے ساتھ آراستہ فرما۔‘‘

۷۔ اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِیْ خَطِيْئَتِیْ وَ جَهْلِیْ، وَ إِسْرَافِیْ فِیْ أَمْرِیْ، وَ مَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ۔(۳)

......۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۹، رقم: ۱۰۴۰۷

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۲۴، رقم: ۲۹۱۸۴

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۲

۵۔ بخاری، الادب المفرد، ۱: ۲۴۴، رقم: ۷۰۱

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۳۴، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۱۳

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۱۲، رقم: ۱۹۴۲

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۳

۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۴۰۷، رقم: ۷۷۱۲

۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۶۵، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۵۰

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۷۱

۷۔ ابو یعلی، المسند، ۲: ۳۰۰، رقم: ۱۰۲۳

(۲) دیلمی، الفردوس، ۱: ۴۶۹، رقم: ۱۹۰۶

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۵۰، کتاب الدعوات، رقم: ۶۰۳۶

←

’’اے اللہ! میری خطا، جہل اور کسی بھی معاملے میں کمی بیشی کو معاف فرما دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے۔‘‘

۸۔ اَللّٰهُمَّ! اغْفِرْلِيْ خَطَايَايَ وَ ذُنُوْبِيْ كُلَّهَا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْعِشْنِيْ، وَ اجْبُرْنِيْ، وَ اهْدِنِيْ لِصَالِحِ الْأَعْمَالِ وَ الْأَخْلَاقِ، فَإِنَّهُ لَا يَهْدِيْ لِصَالِحِهَا، وَلَا يَصْرِفُ سَيِّئَهَا إِلَّا اَنْتَ۔ (۱)

’’اے اللہ! میری تمام خطائیں اور گناہ معاف فرما دے اور مجھے بلند کر اور میری کمی کی تلافی فرما اور مجھے اچھے اعمال اور اچھے اخلاق کی ہدایت دے۔ بے شک اچھے اخلاق کی صرف تو ہی ہدایت دے سکتا ہے اور برے اعمال اور برے اخلاق سے صرف تو ہی بچا سکتا ہے۔‘‘

۹۔ اَللّٰهُمَّ! بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ! نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔(۲)

’’اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی

-------۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۸۷، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۱۹

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۱۷

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۳۶۵، رقم: ۶۱۰

۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۸: ۲۰۰، رقم: ۷۸۱۱

۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۱۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۲۵۹، کتاب صفۃ الصلوۃ، رقم: ۷۱۱

۲۔ نسائی، السنن، ۲: ۱۲۸، کتاب الافتتاح، رقم: ۸۹۵

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۶۴، کتاب اقامۃ الصلوۃ، رقم: ۸۰۵

۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۰، ۴۶۶، رقم: ۶۰۸۱

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۵: ۷۵، رقم: ۱۷۷۵

مشرق اور مغرب کے درمیان ہے، اے اللہ! مجھے خطاؤں سے یوں پاک کردے جیسے سفید کپڑا میل سے صاف ہوتا ہے۔ اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی، برف اور اولوں سے دھو دے۔‘‘

۲۔ دین و ایمان پر ثابت قدمی اور خیر و برکت کے لئے دعائیں

۱۰۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ، وَ أَسْأَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ ۔(۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے ہر کام میں ثابت قدمی، ہدایت میں پختگی کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

۱۱۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ وَأَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ، وَ أَسْأَلُكَ لِسَاناً صَادِقًا، وَ قَلْباً سَلِيْماً ۔(۲)

’’اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت پر شکر، حسن عبادت، سچی زبان اور قلبِ سلیم کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

۱۲۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ، وَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ (۳)

’’اے اللہ! میں تجھ سے تمام خوبیاں اور بھلائیاں مانگتا ہوں جن کے خزانے

(۱-۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۷۶، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۰۷
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۲۵، رقم: ۱۷۱۷۲
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۵، رقم: ۱۱۷۲
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۳
۵۔ نسائی، السنن، ۳: ۵۴، کتاب السہو، رقم: ۱۳۰۴

(۳) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۶، رقم: ۱۹۲۴
۲۔ ہبۃ اللہ، اعتقاد اہل السنۃ، ۴: ۶۵۱، رقم: ۱۱۸۳
۳۔ ابن ابی عاصم، السنۃ، ۱: ۱۶۶، رقم: ۳۷۷

تیرے ہی ہاتھ میں ہیں اور میں تمام برائیوں سے تیری پناہ لیتا ہوں جن کے خزانے تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔‘‘

۱۳۔ اَللَّهُمَّ! انْفَعْنِی بِمَا عَلَّمْتَنِی، وَ عَلِّمْنِی مَا يَنْفَعُنِی، وَ زِدْنِی عِلْمًا، الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ، وَ أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ أَهْلِ النَّارِ(۱)

’’اے اللہ! تو نے جو علم مجھے عطا فرمایا اس سے مجھے نفع دے اور (مزید) نفع بخش علم عطا فرما، اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اور میں عذاب والوں کی حالت سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔‘‘

۱۴۔ اَللَّهُمَّ! اِفْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِی لِذِكْرِكَ، وَ ارْزُقْنِی طَاعَتَكَ، وَ طَاعَةَ رَسُوْلِكَ، وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ ۔(۲)

’’اے اللہ! اپنے ذکر کے لئے میرے دل کے کان کھول دے اور مجھے اپنی اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت اور اپنی کتاب پر عمل کی توفیق عطا فرما۔‘‘

۱۵۔ اَللَّهُمَّ! أَصْلِحْ لِی دِيْنِی الَّذِی هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِی، وَ أَصْلِحْ لِی دُنْيَایَ الَّتِی فِيْهَا مَعَاشِی، وَ أَصْلِحْ لِی آخِرَتِی الَّتِی فِيْهَا مَعَادِی، وَ اجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِی فِی كُلِّ خَيْرٍ. وَ اجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّی مِنْ كُلِّ

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۷۸، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۹۹
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۶۰، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۳۳
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۵۰، رقم: ۲۹۳۹۳
۴۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۴۱۵، رقم: ۱۴۱۹

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۵: ۲۸۹، رقم: ۵۳۴۱
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۲: ۷۲، رقم: ۱۲۸۶
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۸۲
۴۔ مناوی، فیض القدیر، ۲: ۱۴۱

شَرٍّ۔(۱)

’’اے اللہ! میرے دین کو درست کر دے جو میرے معاملہ کا محافظ ہے، اور میری دنیا کو درست کردے جس میں میری روزی ہے، اور میری آخرت کو درست کردے جس میں میرا تیری طرف لوٹنا ہے اور میری زندگی کو ہر خیر میں میری زیادتی کا سبب بنادے اور میری وفات کو ہر شر سے میرے لئے راحت بنا دے۔‘‘

۱۶۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الصِّحَّةَ، وَالْعِفَّةَ، وَالْأَمَانَةَ، وَ حُسْنَ الْخُلُقِ، وَالرِّضَا بِالْقَدَرِ۔(۲)

’’اے اللہ! میں تجھ سے صحت، عفت، حسن خلق اور رضا بہ تقدیر ہونے کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

۱۷۔اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ صِحَّةً فِيْ إِيْمَانٍ، وَ إِيْمَاناً فِيْ حُسْنِ خُلُقٍ، وَ نَجَاحًا يَتْبَعُهُ فَلَاحٌ، وَ رَحْمَةً مِنْكَ وَ عَافِيَةً، وَ مَغْفِرَةً مِنْكَ وَ رِضْوَانًا۔ (۳)

’’اے اللہ! میں تجھ سے صحت ایمان کے ساتھ اور ایمان حسن اخلاق کے ساتھ

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۸۷، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۲۰
۲۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۲۳۳، رقم: ۶۶۸
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۷: ۱۹۸، رقم: ۷۲۶۱

(۲) ۱۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۱۱۵، رقم: ۳۰۷
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۲۱۷، رقم: ۱۹۵
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۳

(۳) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۴، رقم: ۱۹۱۹
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۹: ۱۳۲، رقم: ۹۳۳۳
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۴

اور ایسی نجات جس کے پیچھے فلاح ہو اور تیری رحمت، عافیت، مغفرت اور تیری خوشنودی چاہتا ہوں۔‘‘

۱۸۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَسْأَلُكَ الْيُسْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ ۔(۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں آسانی اور عفو و درگزر کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

۱۹۔ رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِي، وَ اغْسِلْ حَوْبَتِي، وَ أَجِبْ دَعْوَتِي، وَ ثَبِّتْ حُجَّتِي، وَ سَدِّدْ لِسَانِي، وَ اهْدِ قَلْبِي، وَ اسْلُلْ سَخِيمَةَ صَدْرِي ۔(۲)

’’اے میرے پروردگار! میری توبہ قبول فرما اور میرے گناہوں کو دھو ڈال، میری دعا قبول فرما اور میری دلیل کو قائم رکھ، میری زبان کو درست رکھ، میرے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور میرے سینے کی کھوٹ نکال دے۔‘‘

۲۰۔ اَللّٰهُمَّ! أَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا، وَ أَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَ عَذَابِ الآخِرَةِ ۔(۳)

’’اے اللہ! ہمارے تمام معاملات کے انجام کو حسین بنا دے اور ہمیں دنیا کی

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۲: ۶۱، رقم: ۱۲۵۰
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۸۲
۳۔ حسینی، البیان والتعریف، ۱: ۱۴۳، رقم: ۳۷۹

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۵۴، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۵۱
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۲۲۸، رقم: ۹۴۷
۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۱، رقم: ۱۹۱۰

(۳) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۸۱
۲۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۶۸۳، رقم: ۶۵۰۸
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۳۳، رقم: ۱۱۹۸

ندامت اور عذاب آخرت سے بچا۔‘‘

۲۱۔ رَبِّ أَعِنِّی وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ، وَ انْصُرْنِی وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ، وَامْکُرْلِی وَلَا تَمْکُرْ عَلَیَّ، وَ اهْدِنِی وَ یَسِّرِ الْهُدیٰ لِی، وَ انْصُرْنِی عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ۔(۱)

’’اے میرے پروردگار! میری مدد فرما میرے خلاف کسی کی مدد نہ کر۔ مجھے کامیاب فرما اور میرے خلاف کسی کی تدبیر کارگر نہ کر۔ مجھے ہدایت دے اور اسے میرے لئے آسان فرما، مجھ پر زیادتی کرنے والے کے خلاف میری مدد فرما۔‘‘

۲۲۔اَللّٰهُمَّ! أَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا، وَ أَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا، وَ اهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ، وَ نَجِّنَا مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَی النُّوْرِ، وَ جَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَ بَارِکْ لَنَا فِی أَسْمَاعِنَا وَ أَبْصَارِنَا وَ قُلُوْبِنَا، وَ أَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیَّاتِنَا، وَ تُبْ عَلَیْنَا، إِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۔(۲)

’’اے اللہ! ہمارے دلوں میں محبت ڈال اور ہمارے درمیان صلح و صفائی رکھ اور ہمیں سلامتی کے راستے دکھا اور ہمیں اجالے سے اندھیرے کی طرف جانے سے بچا اور ہمیں ظاہری و باطنی بے حیائیوں سے دور رکھ اور ہمارے کانوں،

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۵۴، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۵۱
۲۔ ابو داؤد، السنن، ۲:۸۳، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۵۱۰
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۲۵۹، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۳۰
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۲۷، رقم: ۱۹۹۷
۵۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱:۲۳۲، رقم: ۶۶۵

(۲) ۱۔ ابو داؤد، السنن، ۱:۲۵۴، کتاب الصلوۃ رقم: ۹۶۹
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱:۳۹۷، رقم: ۹۷۷
۳۔ بزار، المسند، ۵:۱۵۳، رقم: ۱۷۴۵

ہمارے دلوں اور ہماری بیویوں اور ہماری اولاد میں ہمیں برکت دے اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو توبہ قبول کرنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔‘‘

۲۳۔ **اَللّٰهُمَّ! طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ، وَ عَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ، وَ لِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ، وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ، فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَ مَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ۔**(۱)

’’اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے پاک فرما اور میرے عمل کو ریا سے، میری زبان کو جھوٹ سے اور آنکھوں کو خیانت سے پاک فرما دے بیشک تو ہی آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور دلوں کے اندر چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے۔‘‘

۲۴۔ **اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَسْأَلَةِ، وَ خَيْرَ الدُّعَاءِ، وَ خَيْرَ النَّجَاحِ، وَ خَيْرَ الْعَمَلِ، وَ خَيْرَ الثَّوَابِ، وَ خَيْرَ الْحَيَاةِ، وَ خَيْرَ الْمَمَاتِ، وَ ثَبِّتْنِيْ وَ ثَقِّلْ مَوَازِيْنِيْ، وَ حَقِّقْ إِيْمَانِيْ، وَ ارْفَعْ دَرَجَاتِيْ، و تَقَبَّلْ صَلَاتِيْ، وَ اغْفِرْ خَطِيْئَتِيْ، وَ أَسْأَلُكَ الدَّرَجَاتِ الْعُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ۔**(۲)

’’اے اللہ! میں تجھ سے بہترین سوال، بہترین دعا، بہترین کامرانی، بہترین عمل، بہترین ثواب، بہترین زندگی اور بہترین موت کی دعا مانگتا ہوں تو مجھے

---

(۱) ۱۔ حکیم ترمذی، نوادر الاصول فی احادیث الرسول، ۲: ۲۲۷
۲۔ دیلمی، الفردوس، ۱: ۴۷۸، رقم: ۱۹۵۳
۳۔ عسقلانی، تہذیب التھذیب، ۱۲: ۵۰۶، رقم: ۲۹۸۹
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۳۵: ۳۸۶، رقم: ۸۰۱۲
۵۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۵: ۲۶۷، رقم: ۲۷۵۹

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۱، رقم: ۱۹۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۳۱۶، رقم: ۷۱۷
۳۔ دیلمی، الفردوس، ۱: ۴۵۴، رقم: ۱۸۴۳

(حق پر) ثابت قدم رکھ اور میری (نیکیوں کی) ترازو (کا پلہ) بھاری کر دے، اور میرے ایمان کو محکم (و مضبوط) کردے اور میرے درجات بلند کردے اور میری نماز قبول فرما اور میری خطاؤں کو معاف کردے اور میں تجھ سے جنت میں بلند درجات کا سوال کرتا ہوں، آمین۔‘‘

۲۵۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ فَوَاتِحَ الخَيْرِ، وَ خَوَاتِمَهُ وَ جَوامِعَهُ، وَ أَوَّلَهُ وَ آخِرَهُ، وَ ظَاهِرَهُ وَ بَاطِنَهُ۔(۱)

اے اللہ! میں تجھ سے خیر و خوبی کی ابتداؤں کا اور خیروخوبی کی انتہاؤں کا اور جامع خیر وخوبی کا اور اوّل و آخر خیر کا اور ظاہر و باطن خیر کا۔‘‘

۲۶۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا آتِیْ، وَ خَيْرَ مَا أَفْعَلُ، وَ خَيْرَ مَا أَعْمَلُ، وَ خَيْرَ مَا بَطَنَ، وَ خَيْرَ مَا ظَهَرَ، وَ الدَّرَجَاتِ العُلٰى مِنَ الْجَنَّةِ۔ آمِيْنَ۔(۲)

’’اے اللہ! میں ہر اس چیز کی خیر کا جو میں اختیار کروں اور ہر اس کام کی خیر کا جو میں کروں اور ہر اس کام کی خیر کا جو میں اختیار کروں اور جو ظاہر ہے اس کی خیر کا اور جو پوشیدہ ہے اس کی خیر کا، اور جنت میں بلند درجات کا تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ آمین‘‘

۲۷۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّیْ أَسْأَلُكَ أَنْ تَرْفَعَ ذِكْرِیْ، وَ تَضَعَ وِزْرِیْ، وَ تُصْلِحَ أَمْرِیْ، وَ تُطَهِّرَ قَلْبِیْ، وَ تُحَصِّنَ فَرْجِیْ، وَ تُنَوِّرَ قَلْبِیْ، وَتَغْفِرَلِیْ

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۱، رقم: ۱۹۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۳۱۶، رقم: ۷۱۷
۳۔ دیلمی، الفردوس، ۱: ۴۵۴، رقم: ۱۸۴۳
(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۱، رقم: ۱۹۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۲۱۴، رقم: ۶۲۱۸
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۶

ذَنۡبِیۡ، وَ أَسۡأَلُكَ الدَّرَجَاتِ العُلٰی مِنَ الۡجَنَّةِ آمِیۡنَ ۔(۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میرا ذکر بلند کردے اور میرا بوجھ ہلکا کردے اور میرا (ہر) کام درست کردے اور میرا دل پاک کردے اور تو میری شرمگاہ کی حفاظت کر دے اور تو میرے دل کو روشن کردے اور میرے گناہ بخش دے اور میں تجھ سے جنت میں اعلیٰ درجات کی دعا بھی کرتا ہوں (آمین)۔‘‘

۲۸۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّیۡ أَسۡأَلُكَ أَنۡ تُبَارِكَ لِیۡ فِیۡ نَفۡسِیۡ، و فِیۡ سَمۡعِیۡ، وَ فِیۡ بَصَرِیۡ، وَ فِیۡ رُوۡحِیۡ، وَ فِیۡ خَلۡقِیۡ، وَ فِیۡ خُلُقِیۡ، وَ فِیۡ أَهۡلِیۡ، وَ فِیۡ مَحۡیَایَ، وَ فِیۡ مَمَاتِیۡ وَ فِیۡ عَمَلِیۡ، فَتَقَبَّلۡ حَسَنَاتِیۡ وَ أَسۡأَلُكَ الدَّرَجَاتِ العُلٰی مِنَ الۡجَنَّةِ آمِیۡنَ۔(۲)

’’اے اللہ! میں تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو میرے کانوں میں، میری آنکھوں میں، میری روح میں، میرے جسم میں، میرے اخلاق میں، میرے گھر بار میں، میری (پوری) زندگی میں، میری موت میں اور میرے ہر عمل میں میرے لئے برکتیں عطا فرما دے تو میری نیکیوں کو قبول فرمالے، میں تجھ سے جنت میں اعلیٰ وارفع درجات کی دعا کرتا ہوں۔ آمین‘‘

۲۹۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب ہلال (پہلی رات کا چاند) دیکھتے تو فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ، عَلَیۡنَا بِالۡأَمۡنِ وَالۡإِیۡمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَ الۡإِسۡلَامِ وَالتَّوۡفِیۡقِ

---

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۱، رقم: ۱۹۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۲۱۴، رقم: ۶۲۱۸
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۶

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۱، رقم: ۱۹۱۱
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۳: ۳۱۶، رقم: ۷۱۷
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۷۷

لِمَا تُحِبُّ وَ تَرْضٰی، رَبُّنَا وَ رَبُّكَ اللّٰهُ ۔(۱)

’’اے اللہ! اس چاند کو ہم پر امن و ایمان، سلامتی و اسلام اور ہر اس عمل کی توفیق کے ساتھ نکال جو تجھے محبوب ہو اور جس سے تو راضی ہو۔ (اے چاند!) ہمارا اور تمہارا پروردگار اللہ ہے۔‘‘

۳۰۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِی ذَنْبِیْ، وَ وَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ، وَ بَارِكْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ۔(۲)

’’اے اللہ! میرے گناہ کو بخش دے، میرے گھر کو وسعت عطا فرما اور میرے رزق میں برکت عطا فرما۔‘‘

۳۱۔ اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَ أَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ ۔ (۳)

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۳:۱۷۱، رقم: ۸۸۸
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۰۴، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۵۱
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۱۶۲
۴۔ دارمی، السنن، ۲:۷، رقم: ۱۶۸۷، ۱۶۸۸
۵۔ ابو یعلی، المسند، ۲:۲۵، رقم: ۶۶۱
۶۔ عبد بن حمید، المسند، ۱:۶۵، رقم: ۱۰۳
۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۲:۳۶۵، رقم: ۱۳۳۳۰

(۲) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۳:۲۵۷، رقم: ۷۲۷۳
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶:۲۴، رقم: ۹۹۰۸
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۵۰، رقم: ۲۹۳۹۱
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰:۱۰۹
۵۔ نسائی، عمل الیوم واللیلۃ، ۱:۱۷۲، رقم: ۸۰

(۳) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۶۰، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۶۳ ←

’’اے اللہ! مجھے حلال رزق عطا فرما کر حرام سے بچا اور مجھے اپنے فضل و کرم سے اپنے ماسوا دوسروں سے بے نیاز کر دے۔‘‘

۳۲۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْأَلُكَ الْهُدىٰ وَالتُّقٰى، وَ الْعَفَافَ وَ الْغِنیٰ۔ (۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، پاک دامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

۳۳۔ اَللّٰهُمَّ! اِجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ الْأَشْيَاءِ إِلَيَّ، وَ اجْعَلْ خَشْيَتَكَ أَخْوَفَ الْأَشْيَاءِ عِنْدِيْ، وَ اقْطَعْ عَنِّيْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ إِلٰى لِقَائِكَ، وَ إِذَا أَقْرَرْتَ أَعْيُنَ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَا هُمْ، فَأَقْرِرْ عَيْنِيْ مِنْ عِبَادَتِكَ۔ (۲)

’’اے اللہ! تو اپنی محبت کو میرے لئے تمام چیزوں سے محبوب تر بنادے، اپنی خشیت کو تمام اشیاء کے خوف سے بڑھ کر نصیب فرما۔ اور تو اپنی ملاقات کی شوق کے بدلے مجھے دنیوی حاجات سے بے نیاز فرمادے اور جب تو دنیاداروں کی نظروں کو ان کی دنیا سے بھرے تو میری نظر کو اپنی عبادت کے ذوق سے بھر دے۔‘‘

------- ۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۲۱، رقم: ۱۹۷۳

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۵۳، رقم: ۱۳۱۸

۴۔ بزار، المسند، ۲: ۱۸۵، رقم: ۵۶۳

۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۳۸۰، رقم: ۲۸۰۱

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۸۷، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۲۱

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۲۲، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۸۹

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۶۰، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۳۲

(۲) ۱۔ دیلمی، الفردوس، ۱: ۴۸۰، ۴۸۱، رقم: ۱۹۶۵

۲۔ ابن رجب الحنبلی، جامع العلوم والحکم، ۱: ۳۶۳

۳٤۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ أَسْاَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا، وَ رِزْقًا طَيِّبًا، وَ عَمَلًا مُتَقَبَّلًا۔(۱)

’’اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع، پاکیزہ رزق اور قبول ہونے والے عمل کا سوال کرتا ہوں۔‘‘

۳۵۔ اَللّٰهُمَّ، اِهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ، وَ عَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ، وَ تَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَ بَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ، فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضَىٰ عَلَيْكَ، وَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ۔(۲)

’’اے اللہ! مجھے اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ہدایت دے، عافیت یافتہ لوگوں میں مجھے عافیت دے، مجھے اپنے دوستوں میں ایک دوست بنا، جو رزق تو مجھے دیتا ہے اس کو بابرکت فرما دے، تقدیر کے شر سے محفوظ رکھ، بیشک تو فیصلہ فرماتا ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ جس کو تو نے دوست بنایا وہ کبھی ذلیل نہیں ہوتا۔ اے ہمارے رب! تو برکت والا اور بلند ہے۔‘‘

۳٦۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا، وَ أَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا، وَ أَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا، وَ

---

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۲۹۸، کتاب إقامۃ الصلوۃ، رقم: ۹۲۵
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۳، رقم: ۲۹۲۶۵
۳۔ ابن راہویہ، المسند، ۱: ۱۳۷، رقم: ۹۵
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۱۸، رقم: ۲۶۷۴۲
۵۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۲۴، رقم: ۱۶۰۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۳۲۸، ابواب الصلوۃ، رقم: ۴۶۴
۲۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۵۱، رقم: ۱۵۹۱
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۲۰۹، رقم: ۲۹۵۷
۴۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۶۳، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۴۲۵
۵۔ نسائی، السنن، ۳: ۲۴۸، کتاب قیام اللیل، رقم: ۱۷۴۵

آثِرْنَا وَ لَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَ ارْضِنَا وَ ارْضَ عَنَّا۔(۱)

’’اے اللہ! ہمیں زیادہ عطا فرما کم نہ دے، ہمیں عزت دے ذلیل نہ کر، ہمیں عطا فرما محروم نہ رکھ، ہمیں چن لے اور ہم پر کسی دوسرے کو نہ چن، ہمیں راضی رکھ اور ہم سے راضی ہو۔‘‘

۳۷۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَ انْقِطَاعِ عُمْرِيْ۔(۲)

’’اے اللہ تو میری (بڑھاپے) میں اور اخیر عمر میں زیادہ فراخ روزی مجھے عطا فرما۔‘‘

۳۸۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَ رَبَّ الْأَرْضِيْنَ وَ رَبَّنَا وَ رَبَّ كُلِّ شَيْئٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى وَ مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَ الْإِنْجِيْلِ وَ الْقُرآنِ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ أَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْئٌ وَ اَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْئٌ، وَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْئٌ، وَالْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْئٌ، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَ أَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ۔(۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۳۲۶، ابواب التفسیر، سورہ المومنون، رقم: ۳۱۷۳
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۱۷، رقم: ۱۹۶۱
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۴، رقم: ۲۲۳

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۲۶، رقم: ۱۹۸۷
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۶۲، رقم: ۳۶۱۱
۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۴۸۰، رقم: ۱۹۶۴
۴۔ ابن حبان، طبقات المحدثین بأصبهان، ۴: ۱۵۵
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۸۲

(۳) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۷۲، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۰۰
۲۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۱۲، کتاب الادب، رقم: ۵۰۵۱

←

’’اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے پروردگار۔ اے ہمارے پروردگار اور ہر چیز کے پروردگار! دانہ اور گٹھلی کے چیرنے والے (اور اُگانے والے) تورات، انجیل اور قرآن کے نازل فرمانے والے، ہر شر رساں چیز کے شر سے تیری پناہ لیتا ہوں جو تیرے قبضہ قدرت میں ہے، اے اللہ! تو (سب سے) پہلے ہے پس تجھ سے پہلے کچھ نہیں۔ اور تو ہی (سب سے) آخر میں ہے پس تیرے بعد کچھ نہیں۔ تو ہی (سب سے) ظاہر ہے پس تیرے اوپر کچھ نہیں۔ اور تو چھپا ہوا ہے پس تیرے پرے کچھ نہیں۔ میرا قرض ادا فرما اور مفلسی دور کر کے مجھے غنی کر دے۔‘‘

۳۹۔ اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ وَ کَاشِفَ الْغَمِّ مُجِیْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّیْنَ رَحْمَانَ الدُّنْیَا وَ الْآخِرَةِ وَ رَحِیْمُھُمَا أَنْتَ تَرْحَمُنِیْ فَارْحَمْنِیْ بِرَحْمَةٍ تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَّحْمَةٍ مَنْ سِوَاكَ۔(۱)

’’اے اللہ! فکرمندی دور فرمانے والے، غم کے ہٹانے والے، جو لوگ مجبور حال ہوں ان کی دعاؤں کے قبول فرمانے والے، دنیا اور آخرت پر بہت مہربانی فرمانے والے تو مجھ پر رحم فرماتا ہے پس تو مجھ پر رحم فرما ایسی رحمت کے ساتھ

.......۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۹۷، رقم: ۱۰۶۲۵

۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۷۴، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۷۳

۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۳۹، رقم: ۲۹۳۱۳

۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۸۱، رقم: ۸۹۴۶

(۱) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۹۶، رقم: ۱۸۹۸

۲۔ بزار، المسند، ۱: ۱۳۱، رقم: ۶۲

۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۱۰۹، رقم: ۲۹۸۶۶

۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۸۶

۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۲: ۳۸۲

۶۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۴۸۶، رقم: ۱۹۸۸

جس کے ذریعے تو مجھے دوسروں کے رحم کرنے سے بے نیاز فرما دے۔‘‘

۴۰۔ اَللّٰهُمَّ! أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ ۔(۱)

’’اے اللہ! میں سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور میں بزدلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں زیادہ بڑھاپے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں بخل سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

۴۱۔ اَللّٰهُمَّ! اِنِّی أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ الْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ۔(۲)

’’اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے، جہنم کے عذاب سے، زندگی اور موت کی آزمائش سے اور دجال کے فتنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

۴۲۔ اَللّٰهُمَّ! اِنِّی أَعُوْذُبِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔(۳)

’’اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے، اس دل سے جو

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۴۳، کتاب الدعوات، رقم: ۶۰۱۰
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۲۰، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۸۵
۳۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۷۱، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۴۹۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۴۶۳، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۱۱
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۴۱۲، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، رقم: ۵۸۸
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۲۵۸، کتاب الصلوۃ، رقم: ۹۸۳
۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۲: ۲۰۸، رقم: ۳۰۸۸

(۳) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۸۸، کتاب الذکر و الدعاء، رقم: ۲۷۲۲
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۸۴، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۵۳۶
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۹۲، مقدمہ، رقم: ۲۵۰

←

ڈرتا نہ ہو، اس نفس سے جو سیر نہ ہو اور ان دعاؤں سے جو قبول نہ کی جاتی ہوں۔‘‘

۴۳۔ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ، وَ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ، وَ أَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ، إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔(۱)

’’میں ہر اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جسے تو جانتا ہے اور ہر خیر کا طالب ہوں جو تیرے علم میں ہے، اور میں ہر اس گناہ سے تیری بخشش چاہتا ہوں جسے تو جانتا ہے، یقیناً تو غیبوں کو خوب جاننے والا ہے۔‘‘

۴۴۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِي، وَمِنْ شَرِّ بَصَرِي، وَمِنْ شَرِّ لِسَانِي، وَ مِنْ شَرِّ قَلْبِي، وَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَ الْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ۔(۲)

’’اے اللہ! میں آنکھ، زبان اور دل کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری

.......۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۸۳، رقم: ۱۴۰۵۵

۵۔ ابویعلی، المسند، ۱۱: ۴۱۲، رقم: ۶۵۳۷

۶۔ ابویعلی، المسند، ۵: ۲۳۲، رقم: ۲۸۴۵

۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۳۰۵، رقم: ۲۲۷۰

۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۲۸۵، رقم: ۱۷۷۹

۹۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۹۲، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۵۴۸

۱۰۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۰۶، رقم: ۶۶۲

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۷۶، ابواب الدعوت، رقم: ۳۴۰۷

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۲۵، رقم: ۱۷۱۷۲

۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲: ۲۵، رقم: ۱۱۷۲

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۲۳، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۹۲

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۷۵، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۹۱

۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۱۵، رقم: ۱۹۵۳

←

پناہ مانگتا ہوں برے اخلاق، برے اعمال اور بری خواہشات سے۔‘‘

۴۵۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَ مِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ۔(۱)

’’اے اللہ! میں نے جو کام کئے ہیں ان کے شر سے اور جو کام میں نے نہیں کئے ان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔‘‘

۴۶۔ اَللّٰهُمَّ! أَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ، وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ، وَ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَ عَذَابِ الْقَبْرِ ۔(۲)

’’اے اللہ! میں تیری رضا کے سبب تیری ناراضگی سے اور تیرے عفو کے سبب تیرے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور میں کفر، فقر و فاقہ اور عذاب قبر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

۴۷۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ، وَ أَعُوْذُ بِكَ أَنْ

۴۔ حاکم، المستدرک، ۱:۷۱۴، رقم: ۱۹۴۹
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۴۲۹

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۲۰۸۵، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۱۶
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۳:۳۰۶، رقم: ۱۰۳۲
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۱:۳۸۸، رقم: ۱۲۳۰
۴۔ نسائی، السنن، ۸:۲۸۰، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۵۲۳
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۲۶۲، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۳۹
۶۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶:۱۷، رقم: ۲۹۱۲۵
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۱۰۰، رقم: ۲۴۷۲۸

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۱:۳۵۲، کتاب الصلوۃ، رقم: ۴۸۶
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵:۵۲۴، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۹۳
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴:۳۲۴، کتاب الادب، رقم: ۵۰۹۰

أَظْلِمَ، أَوْ أُظْلَمَ (١)

’’اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، فقر سے، قلت اور ذلت سے اور تیری ہی پناہ مانگتا ہوں کہ میں ظالم یا مظلوم بنوں۔‘‘

۴۸۔ اَللّٰهُمَّ! إِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُوْعِ ، وَ أَعُوْذُبِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْءِ، وَمِنْ صَاحِبِ السُّوْءِ، وَمِنْ جَارِ السُّوْءِ فِيْ دَارِ الْمُقَامَةِ۔(٢)

’’اے اللہ! میں بھوک سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور برے دن، بری رات، برے وقت، برے دوست اور برے ہمسایہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔‘‘

۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کو کوئی تکلیف پہنچتی تو آپ ﷺ یہ دعا پڑھتے:

.... ۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۶۲، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۴۶۵
۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۳۷۳، کتاب اقامۃ الصلوۃ، رقم: ۱۱۷۹
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۵۰، رقم: ۱۲۹۴
۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۳: ۵۰، رقم: ۱۲۰۳۰
۸۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۱: ۳۶۷، رقم: ۷۴۷
۹۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۳۰۳، رقم: ۱۰۲۸
۱۰۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۹۰، رقم: ۹۹

(۱) ۱۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۱۲، رقم: ۱۲۹۲۹
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۲۵، رقم: ۱۹۸۳
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۴۵۰، رقم: ۷۸۹۶
۴۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۶۱، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۴۶۰
۵۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۹۱، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۵۴۴

(۲) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۹۱، کتاب الصلوۃ، رقم: ۱۵۴۷
۲۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۶۳، کتاب الاستعاذہ، رقم: ۵۴۶۸

←

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ ۔(۱)

’’اے (ہمیشہ ہمیشہ) زندہ رہنے والے، اے (تمام مخلوق کو) قائم رکھنے والے رب تیری ہی رحمت کے واسطہ سے فریاد کرتا ہوں۔‘‘

۵۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ شدت بے چینی کے وقت یہ دعا پڑھتے:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَ رَبُّ الْأَرْضِ، وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ۔(۲)

’’اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عظمت والا ہے۔ حلم والا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا رب ہے۔ اور جو عظمت والے عرش کا رب ہے۔‘‘

آفات و بلیات اور دفعِ پریشانی کے لئے احادیث مبارکہ سے ماخوذ اس دعا کا

...... ۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۱۳، کتاب الاطعمۃ، رقم: ۳۳۵۴

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۷: ۲۹۴، رقم: ۸۱۰

۵۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۱: ۴۶۱، رقم: ۱۸۷۳

۶۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۱۲۷، رقم: ۱۹۵۷

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۳۹، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۲۴

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۸۹، رقم: ۱۸۷۵

۳۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۹۵، رقم: ۳۱۷

۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۲۵۸، رقم: ۱۰۲۳۱

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۳۶، کتاب الدعوات، رقم: ۵۹۸۶

۲۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۷۰۲، کتاب التوحید، رقم: ۶۹۹۴

۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۹۲، کتاب الذکر والدعاء، رقم: ۲۷۳۰

←

کثرت سے پڑھنا مفید و مجرب ہے۔

۵۱۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ، تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ اللّٰهُمَّ اذْهَبْ عَنِّي الْهَمَّ وَالْحُزْنَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ﴿القرآن، الانبياء، ۲۱:۸۷﴾ (۱)

’’اللہ ہی میرے لئے کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے، میں نے اس پاک ذات پر بھروسہ کیا جو (ہمیشہ سے ہمیشہ کیلئے) زندہ ہے جسے کبھی بھی موت نہیں آئے گی جس نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور جس کی بادشاہی میں کوئی شریک نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ نہایت مہربان اور بہت رحم فرمانے والا ہے۔ اے

.... ۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۹۵، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۳۴

۵۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۲۷۸، کتاب الدعاء، رقم: ۳۸۸۳

۶۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۳۹۷، رقم: ۷۶۷۴

۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۵۴، رقم: ۲۲۹۷

(۱) ۱۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۲۴۷، رقم: ۷۰۷

۲۔ نسائی، عمل الیوم واللیلۃ، ۱: ۴۰۳

۳۔ نسائی، عمل الیوم واللیلۃ، ۱: ۴۱۵، رقم: ۶۵۵

۴۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۸۹، رقم: ۱۸۷۶

۵۔ ابویعلی، المسند، ۱۲: ۲۳، رقم: ۶۶۷۱

۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۱۵، رقم: ۹۷۹۵

۷۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۱۲۶، رقم: ۳۲۰۲

۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۱: ۴۳۲، رقم: ۶۲۰

۹۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۷۴، رقم: ۲۷۲

۱۰۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۲: ۱۳۴، رقم: ۲۶۸۸

اللہ مجھ سے غم و پریشانی کو دور فرما، اے زمین و آسمان اور عظمت والے عرش کے رب! اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تیری ذات پاک ہے بے شک میں ہی (اپنی جان پر) زیادتی کرنے والوں میں سے تھا۔‘‘

۵۲۔ **اَللّٰھُمَّ! فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَ مَلِيْكُهُ، أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ، وَ مِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَ شِرْكِهِ، وَ أَنْ أَقْتَرِفَ عَلٰى نَفْسِيْ سُوْءًا أَوْ أَجُرَّهُ إِلٰى مُسْلِمٍ۔**(۱)

’’اے اللہ! آسمانوں اور زمینوں کے پیدا کرنے والے۔ چھپی اور ظاہر چیزوں کو جاننے والے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو ہی ہر چیز کا رب اور مالک ہے، میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان اور اس کے (دھوکہ فریب کے) جال سے اور میں تیری پناہ لیتا ہوں اس چیز سے بھی کہ میں اپنے نفس پر کوئی برائی کروں یا کسی مسلمان پر برائی کا الزام لگاؤں (تو مجھے اپنی پناہ میں لے لے)۔‘‘

۵۳۔ **اَللّٰھُمَّ! رَحْمَتَكَ أَرْجُوْ فَلَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ، وَ أَصْلِحْ لِيْ شَأْنِيْ كُلَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ۔**(۲)

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۴۲، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۲۹
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۱۶، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۶۷
۳۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۴۱۳، رقم: ۱۲۰۴
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۴: ۴۰۳، رقم: ۷۶۹۹
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۹۶، رقم: ۶۸۵۱
۶۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۲: ۲۲، رقم: ۸۴۹

(۲) ۱۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۲۴، کتاب الأدب، رقم: ۵۰۹۰
۲۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۶۷، رقم: ۱۰۴۸۷
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۴۲

←

’’اے اللہ میں تیری رحمت کی امید رکھتا ہوں۔ مجھے ایک پل کے لئے بھی میرے نفس کے سپرد نہ کرنا اور میرے تمام حالات کو درست کردے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔‘‘

جب کوئی بخار میں مبتلا ہو تو یہ دعا پڑھے:

۵۴۔ بِسْمِ اللهِ الْكَبِيْرِ أَعُوْذُ بِاللهِ الْعَظِيْمِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ۔(۱)

’’بزرگ و برتر اللہ کا نام لیکر شفا چاہتا ہوں، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو عظیم ہے جوش مارتی ہوئی رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے‘‘

۵۵۔ حضرت عبداللہ بن اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو اللہ تعالیٰ یا کسی انسان کی طرف کوئی حاجت ہو تو اسے چاہئے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھے اور پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور بارگاہ رسالت میں تحفۂ درود پیش کر کے یہ دعا مانگے:

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ،

.... ۴۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۲۰، رقم: ۲۹۱۵۴
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۳: ۲۵۰، رقم: ۹۷۰
۶۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۱۷، رقم: ۸۶۹

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۰۵، ابواب الطب، رقم: ۲۰۷۵
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۶۵، کتاب الطب، رقم: ۳۵۲۶
۳۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۵۹، رقم: ۸۲۷۴
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۰۰، رقم: ۲۷۲۹
۵۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۲۰۴، رقم: ۵۹۴
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۲۲۴، رقم: ۱۱۵۶۳
۷۔ ابن راشد، الجامع، ۱۱: ۱۷

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. أَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَ عَزَائِمِ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ ـ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا، يَا أَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ‘‘(۱)

’’اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بڑا ہی بردبار کرم کرنے والا ہے، پاک ہے اللہ جو عرش عظیم کا مالک ہے۔ سب تعریفیں اللہ ہی کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری رحمت کے (واجب کردینے والے) اسباب کا اور تیری مغفرت کو پختہ کردینے والی خصلتوں کا اور ہر گناہ سے حفاظت کا اور ہر نیکوکاری کی نعمت کا اور ہر نافرمانی سے سلامتی کا میرے تمام گناہ بخش دے۔ میرے جملہ غم غلط کردے اور میری ہر وہ حاجت جو تیری رضامندی کے مطابق ہو پوری فرما۔ اے سب مہربانوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والے۔‘‘

۵۶۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک نابینا شخص بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۳۴۴، ابواب الوتر، رقم: ۴۷۹
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۴۱، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، رقم: ۱۳۸۴
۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۷۰۶، رقم: ۱۹۲۵
۴۔ بزار، المسند، ۸: ۳۰۰، رقم: ۳۳۷۴
۵۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۲۱۳، رقم: ۳۴۱
۶۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۳: ۳۵۸، رقم: ۳۳۹۸
۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۱: ۲۶۹، رقم: ۳۰۹۸
۸۔ بیہقی، شعب الایمان، ۳: ۱۷۵، رقم: ۳۲۶۵
۹۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۱۵۷
۱۰۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۱: ۲۷۳، رقم: ۱۰۱۹

میری بینائی لوٹا دے۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے اسے مخصوص الفاظ کے ساتھ دعا مانگنے کا طریقہ سکھایا جس کی بدولت اس کی بینائی لوٹ آئی اور آج بھی وہی دعا کوئی شخص اپنی حاجت کا ذکر کر کے مانگے تو وہ پوری ہوتی ہے، دعا یہ ہے:

''اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْأَلُكَ وَ أَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیْ، (وتذكر حاجتك) اَللّٰهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ۔(۱)

''اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبئ رحمت محمد ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں۔ اے محمد صلی اللہ علیك وسلم میں آپ کے توسل سے آپ کے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ وہ میری فلاں (اپنی حاجت کا ذکر کریں) حاجت پوری فرمائے۔ اے اللہ تو اپنے نبی کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔''

۳۔ دُعائے استخارہ

۵۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ ہمیں تمام کاموں میں استخارہ کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا پختہ ارادہ کرلے تو دو رکعت نفل پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگے:

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۶۹، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۷۸
۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۵۸، رقم: ۱۱۸۰
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۴۱، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، رقم: ۱۳۸۵
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۳۸
۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۱۶۸، رقم: ۱۰۴۹۵
۶۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۲: ۲۲۵، رقم: ۱۲۱۹
۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۱۴۷، رقم: ۳۷۹

’’اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَ أَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ، وَ تَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ، وَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ (وتسميه باسمه) خَيْرٌ لِّیْ، فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ، فَاقْدِرْهُ وَيَسِّرْهُ لِیْ، ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِيْهِ ۔ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِّیْ، فِیْ دِيْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ أَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَ اقْدِرْ لِیَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِیْ بِهٖ۔(۱)

’’اے اللہ میں تیرے علم سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قوت چاہتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، اس لئے کہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں نہیں رکھتا تو جانتا ہے میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین میں میرے معاش اور میرے انجام میں بہتر ہے تو اسے میرے لئے مقدر فرما اور اسے میرے لئے آسان فرما۔ پھر اس میں میرے لئے برکت عطا فرما۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے دین، میرے معاش اور میرے انجام میں برا ہے تو اسے مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور بھلائی جہاں کہیں ہو میرے لئے مقدر فرما پھر مجھے اس پر راضی کر دے۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۳۹۱، ابواب التطوع، رقم: ۱۱۰۹
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۴۵، کتاب الدعوات، رقم: ۶۰۱۹
۳۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۹۰، کتاب التوحید، رقم: ۶۹۵۵
۴۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۲: ۳۴۵، ابواب الوتر، رقم: ۴۸۰
۵۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۸۹، کتاب الصلوٰۃ، رقم: ۱۵۳۸
۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۴۰، کتاب اقامۃ الصلوٰۃ، رقم: ۱۳۸۳
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۴۴

۴۔ دُعائے نور

۵۸۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ نُوْراً فِيْ قَلْبِيْ، وَ نُوْراً فِيْ قَبْرِيْ، وَ نُوْراً مِنْ بَيْنَ يَدَيَّ، وَ نُوْراً مِنْ خَلْفِيْ، وَ نُوْراً عَنْ يَمِيْنِيْ، وَ نُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ، وَ نُوْراً مِنْ فَوْقِيْ، وَ نُوْراً مِنْ تَحْتِيْ، وَ نُوْراً فِيْ سَمْعِيْ، وَ نُوْراً فِيْ بَصَرِيْ، وَ نُوْراً فِيْ شَعْرِيْ، وَ نُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ، وَ نُوْراً فِيْ لَحْمِيْ، وَ نُوْراً فِيْ دَمِيْ، وَ نُوْراً فِيْ عِظَامِيْ۔ اَللّٰهُمَّ! أَعْظِمْ لِيْ نُوْراً، وَ أَعْطِنِيْ نُوْراً، وَ اجْعَلْ لِّيْ نُوْرًا۔ (۱)

’’اے اللہ! میرے دل میں نور بھر دے، میری قبر میں، میرے آگے، پیچھے، دائیں، بائیں اوپر اور نیچے نور ہی نور پھیلا دے، اے اللہ میرے کانوں، میری آنکھوں، میرے بالوں، میری جلد، میرے گوشت، میرے خون اور میری ہڈیوں میں نور ہی نور بھر دے۔ اے اللہ! میرے لئے نور کو بڑا فرما۔ مجھے نور عطا فرما اور میرے لئے نور بنا دے۔‘‘

۵۔ جامع دُعا ...... بوسیلۂ مصطفیٰ ﷺ

۵۹۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسأَلُكَ مِنْ خَيرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ، وَ نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اِسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ، وَ أَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَ عَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۴۸۲، ابواب الدعوات، رقم: ۳۴۱۹
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۰: ۲۸۳، رقم: ۱۰۶۶۸
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۴: ۹۶، رقم: ۳۶۹۶

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۳۷، ابواب الدعوات، رقم: ۳۵۲۱
۲۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۲۳۶، رقم: ۶۷۹
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۸: ۱۹۲، رقم: ۷۷۹۱
۴۔ ابن رجب حنبلی، جامع العلوم والحکم، ۱: ۴۵۳

”اے اللہ ہم تجھ سے ہر وہ خیر وخوبی مانگتے ہیں جو تیرے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ نے تجھ سے مانگی ہے اور ہر اس چیز سے پناہ مانگتے ہیں جس سے تیرے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ نے پناہ مانگی ہے۔ تو ہی مددگار ہے اور تیرے ہی اوپر (ہمیں مقصود تک) پہنچانا ہے اور کوئی بھی طاقت اور قوت اللہ کے سوا (میسر) نہیں۔

باب: ٦

معمولات

(زہد و ورع)

والیٔ کونین حضور نبی اکرم ﷺ رب کائنات کے محبوب نبی ہیں، اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو اپنی نوازشوں اور عطاؤں سے اس قدر سرفراز فرمایا ہے کہ آپ ﷺ نے تحدیثِ نعمت کے طور پر ارشاد فرمایا:

إنما أنا قاسم و خازنٌ و اللہ یعطی۔(۱)

’’میں صرف بانٹنے والا اور خازن ہوں اور اللہ دیتا ہے۔‘‘

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب ﷺ کو زمین و آسمان کے خزانوں کا مالک بنایا اور آپ ﷺ کو نبوی شان و شوکت کے ساتھ قوت و اقتدار بھی عطا کیا، آپ ﷺ نہ صرف ریاست مدینہ کے مقتدر اور بااختیار حکمران تھے بلکہ جزیرۃ العرب کے نواح میں اس وقت کے جتنے حکمران، سراہان مملکت اور ریاستوں کے بادشاہ تھے وہ سب کے سب آپ ﷺ کی عظمت و سطوت سے مرعوب تھے اور آپ ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے تحفے تحائف بھیجا کرتے تھے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کی زندگی میں دنیوی بادشاہوں کی طرح شاہانہ کروفر اور ٹھاٹھ باٹھ نام کو بھی نہیں تھا بلکہ آپ ﷺ نے فقر و

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۳، کتاب الجهاد، رقم: ۲۹۴۶
۲۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۳۹، کتاب العلم، رقم: ۷۱
۳۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۷۱۹، کتاب الزکوٰۃ، رقم: ۱۰۳۷
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۳: ۴۲۵، رقم: ۵۸۳۹
۵۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۰: ۲۳۸، رقم: ۵۸۵۵
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۹: ۳۲۹، رقم: ۷۵۵
۷۔ طحاوی، شرح معانی الآثار، ۴: ۳۳۷
۸۔ عسقلانی، فتح الباری، ۶: ۲۱۸

سادگی کی زندگی کو اپنے لئے پسند فرمایا اور اپنی امت مرحومہ کو بھی سادگی اور فقر و زہد کی زندگی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

۲۔ آپ ﷺ کی دنیا سے بے رغبتی کا یہ عالم تھا کہ جب آپ ﷺ نے ظاہری حیات مبارکہ سے پردہ فرمایا تو دمِ وصال آپ ﷺ کی زرہ بھی رہن رکھی ہوئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

قبض النبی ﷺ و درعه مرهونة عند رجل من یهود علی ثلاثین صاعا من شعیر، اخذها رزقا لعیاله۔(۱)

”آپ ﷺ اس حال میں اس دنیا سے رخصت ہوئے کہ آپ ﷺ کی زرہ ایک یہودی کے پاس تیس (۳۰) صاع جو کے عوض رہن رکھی ہوئی تھی جو آپ ﷺ نے اپنے اہل و عیال کے غذائی ضروریات پوری کرنے کے لئے ادھار لئے تھے۔“

۳۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ اپنی آئندہ ضرورت کے پیش نظر کبھی بھی کوئی چیز ذخیرہ نہ کرتے، صرف تعلیم اُمت کے لئے حیات ظاہری کے آخری حصے (۷ ہجری میں فتح خیبر کے بعد) آپ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کی ضروریات کے لئے خیبر کی زمینوں سے اناج رکھنے کا بندوبست فرمایا تھا۔(۲)

اس سے یہ بتلانا مقصود تھا کہ اگر کوئی امتی اپنی آئندہ ضرورت کے پیش نظر اناج رکھ لے تو اسے گناہ تصور نہ کیا جائے جیسا کہ دیگر روایات سے پتہ چلتا ہے آپ ﷺ کی

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۲۳۶، رقم: ۲۱۰۹
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۴: ۲۷۲
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱۱: ۳۲۸، رقم: ۱۱۹۰۱
۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۳۶، رقم: ۱۰۹۷۴
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۲۶
(۲) بخاری، الصحیح، ۲: ۸۲۰، کتاب المزارعہ، رقم: ۲۲۰۳

ازواج مطہرات کے پاس جو اناج ذخیرہ ہوتا تھا وہ بھی سال بھر محتاج وفقراء کے کام آ جاتا اور آپ ﷺ کے اہل خانہ کئی کئی دن تک صرف پانی اور کھجور پر اکتفاء کر لیتے۔

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

توفي رسول الله ﷺ و قد شبعنا من الأسودين: الماء و التمر۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے اس حال میں وصال فرمایا کہ ہم دو سیاہ چیزوں یعنی پانی اور کھجور سے پیٹ بھرتی تھیں۔‘‘

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت ہے:

إن كنا آل محمد نمكث شهرا ما نستوقد بنار، إن هو إلا الماء و التمر۔(۲)

’’بے شک ہم آل محمد ﷺ پورا پورا ماہ اس حالت میں بھی گزارتے کہ (گھر میں پکانے کے لئے) آگ تک نہ جلائی جاتی اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۸۴، کتاب الزہد والرقائق، رقم: ۲۹۷۵
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۷۴، کتاب الاطعمہ، رقم: ۵۱۲۷
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۱۵، رقم: ۲۵۸۴۳
۴۔ ابن راہویہ، المسند، ۲: ۵۹۲، رقم: ۱۱۶۶
۵۔ ابن حیان، طبقات المحدثین باصبہان، ۲: ۳۵۸، رقم: ۲۱۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۴۵، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق، رقم: ۲۴۷۱
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۸۲، کتاب الزہد والرقائق، رقم: ۲۹۷۲
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۰۸، رقم: ۲۴۸۱۲
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۷۵، رقم: ۶۳۶۱
۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۱۳۱، رقم: ۳۴۷۴۴
۶۔ ابن راہویہ، المسند، ۲: ۳۵۵، رقم: ۸۸۹

کرتے۔‘‘

۶۔ آپ ﷺ کی حیات ظاہری کا ایک ایک لمحہ فقر و سادگی میں بسر ہوا۔ آپ ﷺ کبھی بھی دنیاوی چیزوں کی حرص و لالچ میں مبتلا نہ ہوئے بلکہ حیات ظاہری کے آخری لمحے تک جو کچھ عطائے خداوندی سے حلال اور پاکیزہ ملا اسی پر قناعت فرمائی، تن ڈھاپنے کے لئے جو لباس میسر ہوا استعمال فرمایا اور کبھی بھی دنیاوی عیش وعشرت کی تمنا نہ کی۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے:

اللهم! لا عيش إلا عيش الآخرة۔(۱)

’’اے اللہ! بے شک عیش کی زندگی تو آخرت کی زندگی ہی ہے۔‘‘

۷۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من أحب دنياه أضر بآخرته، ومن أحب آخرته أضر بدنياه، فاثروا ما يبقى على ما يغنى۔(۲)

’’جس شخص نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی اخروی زندگی کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اپنی اخروی زندگی سے محبت کی اس نے اپنی دنیوی زندگی کو گھاٹے میں رکھا، پس تم ہمیشہ کی زندگی کو عارضی زندگی پر ترجیح دو۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۵۰۴، کتاب المغازی، رقم: ۳۸۷۲
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۴۳۱، کتاب الجهاد والسير، رقم: ۱۸۰۴
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۶۹۳، ابواب المناقب، رقم: ۳۸۵۶
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۷۷، رقم: ۸۲۸۳
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۴: ۳۴۹، رقم: ۶۹۳۰

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۱۲
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۴۸۶، رقم: ۷۰۹
۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۱۹۸، رقم: ۵۶۸
۴۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۲۵۸، رقم: ۴۱۸

←

۸۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

حلوة الدنيا مرة الآخرة و مرة الدنيا حلوة الآخرة۔(۱)

”دنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی کڑواہٹ آخرت میں مٹھاس ہے۔“

۹۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الدنيا دار من لا دار له، و مال من لا مال له، و لها يجمع من لا عقل له۔(۲)

”یہ دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) کوئی گھر نہیں اور اس شخص کا مال ہے جس کا (آخرت میں) کوئی حصہ نہیں اور کوئی نادان شخص ہی دنیا جمع کرتا ہے۔“

...... ۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۳۷۰، رقم: ۶۳۰۸
۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۴۳، رقم: ۷۸۵۳
۷۔ ہیثمی، موارد الظمآن، ۱: ۶۱۲، رقم: ۲۴۷۳

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۴۲، رقم: ۲۲۹۵۰
۲۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۴۵، رقم: ۷۸۶۱
۳۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۲: ۸۶، رقم: ۹۶۳
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۳: ۲۹۱، رقم: ۳۴۳۸
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۲۸۷، رقم: ۱۰۳۳۶
۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۸۵، رقم: ۴۹۰۴

(۲) ۱۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۷۵، رقم: ۱۰۶۳۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۷۱، رقم: ۲۴۴۶۴

←

۱۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا:

هل تدرون من المفلس؟ ''کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: **المفلس فينا، يا رسول الله! من لا درهم له و لا متاع۔** ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم (روپیہ پیسہ) ہو نہ دنیاوی ساز و سامان ہو۔'' اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: **إن المفلس من أمتي من يأتي يوم القيامة بصيام و صلاة و زكاة، و يأتي قد شتم عرض هذا و قذف هذا و أكل مال هذا فيقعد فيقتص هذا، من حسناته و هذا من حسناته، فإن فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه من الخطايا، أخذه من خطاياهم فطرحت عليه، ثم طرح في النار۔(۱)**

''میری امت میں روزِ قیامت مفلس وہ شخص ہوگا جو روزے، نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ حاضر ہوگا مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال کھایا ہوگا۔ پس اسے بٹھا کر اس سے (دوسروں کو اس کے ذریعے پہنچنے والے) نقصان کی کمی پوری کی جائے گی (اور اس سے کہا جائے گا: تمہاری) یہ

۳۔ دیلمی، الفردوس بماثور الخطاب، ۲: ۲۳۰، رقم: ۳۱۰۹
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۸۸
۵۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۳: ۳۴

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۰۳، رقم: ۸۰۱۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۹۷، کتاب البر، رقم: ۲۵۸۱
۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۱۳، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق، رقم: ۲۴۱۸
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۰: ۲۵۹، رقم: ۴۴۱۱
۵۔ ابو یعلی، المسند، ۱۱: ۳۸۵، رقم: ۶۴۹۹
۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۹۳، رقم: ۱۱۲۸۴

نیکیاں فلاں کو دی جاتی ہیں اور یہ نیکیاں فلاں کو دی جاتی ہیں پس اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں اور پھر بھی اس سے سرزد ہونے والی خطائیں رہ گئیں تو جن پر اس نے زیادتی کی ہوگی ان کے گناہوں کو اس کے اعمال نامہ میں ڈال دیا جائے گا (حتی کہ اس کے نامہ اعمال میں بایاں پلڑا بھاری ہو جائے گا)، پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔‘‘

۱۱۔ آپ ﷺ کی دُنیا سے بے رغبتی کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک بوسیدہ چادر اور ایک موٹا تہبند دکھایا، پھر فرمایا:

إن رسول الله ﷺ قبض في هذين الثوبين۔(۱)

’’رسول اللہ ﷺ کا وصال مبارک انہی دو کپڑوں میں ہوا۔‘‘

۱۲۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ رسول خدا ﷺ کا یہ فقر اختیاری تھا نہ کہ اضطراری، ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ (معاذ اللہ) معاشی تنگی کی وجہ سے آپ ﷺ نے زاہدانہ زندگی اپنا لی تھی۔ آپ ﷺ کے دستِ جود وسخا میں تو اللہ تعالیٰ نے زمین کے جملہ خزانوں کی چابیاں عطا فرمائی تھیں جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إني أعطيت مفاتيح خزائن الأرض۔(۲)

’’بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں۔‘‘

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۴۹، کتاب اللباس، رقم: ۲۰۸۰
۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴۵، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۳۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۳۱، رقم: ۲۵۰۴۱
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۹۳، رقم: ۶۶۲۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۴۰۸، کتاب الرقاق، رقم: ۶۲۱۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۹۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۲۹۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۱۴۹، ۱۵۳

جبکہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کو یہ اختیار بھی دیا تھا کہ اگر آپ ﷺ چاہتے تو مکہ مکرمہ کے پہاڑوں کو سونا بنا دیا جاتا مگر آپ ﷺ نے فقر کو اختیار کیا۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عرض علی ربی لیجعل لی بطحاء مکة ذھباً، قلت: لا، یا رب! ولکن أشبع یوما، و أجوع یوما، فإذا جعت تضرعت إلیك و ذکرتك و إذا شعبت شکرتك و حمدتك ۔(۱)

’’میرے پروردگار نے مجھے اختیار دیا کہ مکہ مکرمہ کی وادی بطحاء کے پہاڑ میرے لئے سونا بن جائیں۔ میں نے عرض کیا: نہیں، اے میرے پروردگار! بلکہ مجھے تو یہ بات پسند ہے کہ ایک دن پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک دن بھوکا رہوں، جب میں بھوکا رہوں تو تیری ذات کریم کے سامنے تضرع و گریہ و زاری کروں اور تجھے یاد کروں اور جب سیر ہو کر کھاؤں تو تیرا شکر اور تیری تعریف کروں۔‘‘

۱۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے دنیا کی بے وقعتی کے حوالے سے فرمایا:

لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضة ما سقی کافرا منھا شربة ماء۔(۲)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۵، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۴۷
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۲۵۴، رقم: ۲۲۲۴۴
۳۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۸۸، رقم: ۱۲۲۲
۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۸: ۲۰۷، رقم: ۷۸۳۵
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۷۲، رقم: ۱۴۶۷
۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۹۳، رقم: ۴۹۴۴
۷۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۸: ۱۳۳
۸۔ حسینی، البیان والتعریف، ۱: ۲۹، رقم: ۵۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۶۰، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۲۰ ←

’’اگر دنیا کی وقعت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی میسر نہ ہوتا۔‘‘

حضور ﷺ کا زہد و فقر پر فخر

۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے زہد و فقر کی زندگی کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے لئے یہ دعا مانگی:

اَللّٰهُمَّ أَحْيِنِیْ مِسْكِيْنًا وَ أَمِتْنِیْ مِسْكِيْنًا وَ احْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَةِ الْمَسَاكِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. ’’اے اللہ! مجھے حالتِ مسکینی میں زندہ رکھ، حالتِ مسکینی میں ہی وفات ہو اور قیامت کے دن مجھے مساکین ہی کی جماعت سے اٹھانا۔‘‘ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! ایسا کیوں ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: **إنهم يدخلون الجنة قبل أغنيائهم بأربعين خريفا، يا عائشة! لا تردی المسكين ولو بشق تمرة، يا عائشة أحبی المساكين و قربيهم، فإن الله يقربك يوم القيامة.**(۱)

’’بیشک وہ دولت مندوں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے، اے عائشہ! مسکین (کے سوال) کو کبھی رد نہ کرنا اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی ہو۔ اے

......۲۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۱۴، رقم: ۱۰۵۹
۳۔ احمد بن حنبل، الزہد، ۱: ۶۳، رقم: ۱۲۸
۴۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۴۱، رقم: ۷۸۴۷
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۲۵، رقم: ۱۰۴۶۵

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۷، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۵۲
۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۱۲، رقم: ۱۲۹۳۱
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۶۷، رقم: ۱۴۵۳

عائشہ! مساکین سے محبت رکھ اور انہیں اپنے قریب کر، (ایسا کرنے سے) اللہ تعالیٰ تجھے قیامت کے دن اپنا قرب نصیب کرے گا۔"

۱۵۔ قاضی عیاضؒ نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی شکم سیر ہو کر کھانا نہیں کھایا تھا اور اس امر کا کسی سے تذکرہ بھی نہیں فرماتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کو شکم سیر ہونے سے فاقہ زیادہ عزیز تھا۔ اکثر یہ ہوتا تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ بھوک کی وجہ سے رات بھر بے قرار رہتے اور پھر بھی دن کو روزہ رکھتے۔ میں حضور ﷺ کی یہ حالت دیکھ کر بے اختیار رو دیتی اور شکم مبارک پر ہاتھ پھیر کر عرض کرتی: یا رسول اللہ! میں آپ پر فدا ہوں، آپ دنیا سے اپنے لئے اتنا حصہ تو قبول فرمالیں جس سے فاقے کی اذیت نہ اُٹھانی پڑے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: عائشہ مجھے دنیا سے کیا تعلق کہ میرے بھائی جو اولو العزم پیغمبر تھے اس سے زیادہ سختیوں پر صبر کرتے رہے اور اسی حالت میں اپنے رب کی طرف گئے اور اس نے ان کا اکرام کیا اور ان کو اس کے عوض بڑی بڑی نعمتیں دیں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں آرام و راحت سے زندگی بسر کروں اور آخرت میں ان سے کم درجہ پاؤں۔ اس لئے فرمایا:

وما من شئ هو أحب إلي من اللحوق بأخواني و أخلائي۔(۱)

"کوئی چیز مجھے اس سے زیادہ محبوب و مرغوب نہیں کہ میں اپنے بھائیوں، دوستوں اور رفیق اعلیٰ سے (اس حال میں) ملوں (جو میرے لئے باعثِ اکرام ہو)۔"

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ صرف ایک ماہ اس جہان فانی میں جلوہ افروز رہے اور پھر مالک حقیقی سے جا ملے۔"

ذیل میں ہم آپ ﷺ کے معمولاتِ زہد و ورع کے حوالے سے چند احادیث کا ذکر کر رہے ہیں:

(۱) ا۔ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۱: ۱۴۳

۱۔ حضور ﷺ کا سادہ طرزِ زندگی اور غریب نوازی

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يعود المريض، و يشهد الجنازة، و يركب الحمار، و يجيب دعوة العبد، و كان يوم بني قريظة على حمار مخطوم بحبل من ليف، عليه أكاف ليف.(۱)

’’حضور ﷺ مریضوں کی عیادت فرماتے، جنازوں میں شریک ہوتے، گدھے پر سواری فرماتے اور غلام کی دعوت قبول فرمالیتے۔ بنو قریظہ کی لڑائی میں آپ ﷺ ایک ایسے ہی گدھے پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی اور کاٹھی بھی اسی چھال کی تھی۔‘‘

۲۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما رفع رسول الله ﷺ قط عشاء لغداء ولا غداء لعشاء، ولا اتخذ من شيء زوجين، لا قميصين ولا ردائين ولا ازارين ولا من النعال، ولا رئي قط فارغا في بيته، اما يخصف نعلا لرجل مسكين أو يخيط ثوبا لأرملة.(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی رات کا کھانا صبح کے لئے بچا کر نہ رکھا اور نہ صبح کا رات کیلئے اور نہ ہی کوئی چیز جوڑا جوڑا بناتے، نہ دو کُرتے، نہ دو اوڑھنے والی

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۳۳۷، ابواب الجنائز، رقم: ۱۰۱۷
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۹۸، کتاب الزہد، رقم: ۴۱۷۸
۳۔ حاکم، المستدرک، ۲: ۵۰۶، رقم: ۳۷۳۴
۴۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۶۹، رقم: ۱۳۲۹
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۲۸۹، رقم: ۸۱۹۰

(۲) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۸۰، رقم: ۸۶۳
۲۔ ابن جوزی، صفۃ الصفوہ، ۱: ۲۰۰

چادریں، نہ دو تہبند، اور نہ ہی دو جوتے اور نہ ہی کبھی گھر میں فارغ دیکھے گئے یا تو کسی مسکین کو جوتا سی کر دے رہے ہوتے یا بیوہ اور بے آسرا عورتوں کو کپڑے سی کر دے رہے ہوتے۔‘‘

۳۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ إذا أتي بطعام أمر به فالقي على الأرض و قال: إنما أنا عبد آكل كما يأكل العبد و أجلس كما يجلس العبد۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ جب بھی کھانا پیش کیا جاتا تو آپ ﷺ زمین پر دسترخوان بچھا دیتے اور فرماتے: میں تو ایک بندہ ہوں، میں اسی طرح کھاتا ہوں جس طرح بندہ کو کھانا زیب دیتا ہے اور اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح بندہ کو بیٹھنا زیب دیتا ہے۔‘‘

۴۔ حضرت عون بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ لا يضحك إلاتبسما ولا يلتفت إلا جميعا۔(۲)

’’رسول اللہ ﷺ زور سے ہنستے نہیں تھے بلکہ صرف تبسم فرماتے اور مخاطب کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاتے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، الزہد: ۱۱
۲۔ شیبانی، الزہد، ۱:۶

(۲) ۱۔ وکیع، کتاب الزہد، ۲۶۷، رقم: ۳۷
۲۔ ابن مبارک، الزہد، ۱:۴۷، رقم: ۱۴۶
۳۔ ابن سعد نے ’الطبقات الکبریٰ (۱:۴۲۰)‘ میں یہ روایت حضرت عوف رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لو تعلمون ما أعلم لضحكتم قليلاً و لبكيتم كثيراً(۱)

’’اگر تمہیں بھی ان چیزوں کے بارے میں کچھ خبر ہو جائے جن کے متعلق میں جانتا ہوں تو تم کم ہنسا کرتے اور تمہارا رونا زیادہ ہوتا۔‘‘

۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ يدعى إلى خبز الشعير والاهالة السنخة فيجيب۔ و لقد كانت له درع رهنا عنديهودى ما وجد ما يفتكها حتى مات۔(۲)

’’جب بھی حضور ﷺ کو جو کی روٹی اور کئی دن کی باسی چکنائی کی دعوت دی جاتی تو آپ ﷺ (بے تکلف) قبول فرما لیتے۔ آپ ﷺ کی ایک زرہ ایک یہودی کے پاس رہن تھی، وصال مبارک تک آپ ﷺ کے پاس اس کے چھڑانے کے لئے رقم جمع نہ ہوئی۔‘‘

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۶۸۹، کتاب التفسیر، رقم: ۴۳۴۵
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۷۹، کتاب الرقاق، رقم: ۶۱۲۱
۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۳۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۵۹
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۴۰۲، کتاب الزہد، رقم: ۴۱۹۱
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۸۰، رقم: ۱۲۸۸۲
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۱۰۹، رقم: ۵۷۹۲
۷۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۹۶، رقم: ۲۷۳۵

(۲) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۳: ۳۷۵، رقم: ۴۰۰۲
۲۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۰۰، رقم: ۵۵۲
۳۔ طبرانی نے ’المعجم الکبیر (۱۲، ۶۷، رقم: ۱۲۴۹۴)‘ میں یہ روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ذرا مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کی۔

۲۔ حضور ﷺ کا شکم سیری سے اجتناب

۱۔ حضرت مسروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ رضی اللہ عنہا نے میرے لیے کھانا منگوایا اور فرمایا:

ما أشبع من طعام فأشاء أن أبکی إلا بکیت قال: قلت! لم؟ قالت: أذکر الحال التی فارق علیها رسول اللہ ﷺ الدنیا، واللہ! ما شبع من خبز و لحم مرتین فی یوم۔(۱)

’’میں جب سیر ہو کر کھانا کھاتی ہوں تو رونے کو جی چاہتا ہے اور پھر رو پڑتی ہوں۔‘‘ مسروق کہتے ہیں: میں نے پوچھا: آپ ایسا کیوں کرتی ہیں؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس حالت کو یاد کرتی ہوں جس میں حضور نبی اکرم ﷺ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ اللہ کی قسم! حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی ایک دن میں دو مرتبہ روٹی اور گوشت سے پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔‘‘

۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما شبع رسول اللہ ﷺ من خبز شعیر یومین متتابعین حتی قبض۔(۲)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۹، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۵۶
۲۔ ابن راہویہ، المسند، ۳: ۱۰۴۶، رقم: ۱۸۱۱
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۶: ۱۴۱، رقم: ۶۰۲۹
۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۱۳، رقم: ۱۰۴۲۱

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۹، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۵۷
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۷۲، رقم: ۶۳۵۸
۳۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۹۸، رقم: ۱۳۸۹

یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہوگیا۔‘‘

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ما شبع رسول اللہ ﷺ و أھله ثلاثا تباعا من خبز البر حتی فارق الدنیا۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے۔‘‘

۳۔ شکمِ اطہر پر پتھر

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

شکونا إلی رسول اللہ ﷺ الجوع و رفعنا عن بطوننا عن حجر حجرٍ، فرفع رسول اللہ ﷺ عن بطنه عن حجرین۔(۲)

’’ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۹، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۵۸
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۸۴، کتاب الزہد والرقائق، رقم: ۲۹۷۶
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۱۰، کتاب الاطعمہ، رقم: ۳۳۴۳
۴۔ ابویعلی، المسند، ۱۱: ۳۵، رقم: ۶۱۷۵
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۲۵، رقم: ۵۶۳۷

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۸۵، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۷۱
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۱۴، رقم: ۱۰۴۲۸
۳۔ شیبانی، کتاب الزہد، ۱: ۱۷۵
۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۲: ۱۷۰
۵۔ قرطبی، الجامع لاحکام القرآن، ۱۴: ۱۵۶

پر باندھا ہوا ایک ایک پتھر دکھایا۔ اس پر آپ ﷺ نے اپنے شکم انور سے کپڑا ہٹایا تو دو پتھر باندھے ہوئے تھے۔‘‘

۲۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دوران خطبہ لوگوں کے دنیوی مال ومتاع اور اسباب راحت وعیش میسر آنے کا ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لقد رأيت رسول الله ﷺ يظل اليوم يلتوي، ما يجد دقلا يملأ به بطنه۔(۱)

’’میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ (فقر وزہدِ اختیاری کے باعث) سارا دن بھوک سے گزار دیتے، بسا اوقات کم قیمت کھجوریں بھی بظاہر دستیاب نہیں ہوتی تھیں جس سے آپ ﷺ پیٹ مبارک سیر فرمائیں۔‘‘

۴۔ حضور ﷺ کا انبیاء کی اتباع میں سادہ لباس پسند فرمانا

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

ما رفع رسول الله ﷺ قط عشاء لغداء ولا غداء لعشاء، ولا اتخذ من شيء زوجين، لا قميصين ولا ردائين ولا ازارين ولا من

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۸۵، کتاب الزہد والرقائق، رقم: ۲۹۷۸
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۸۸، رقم: ۴۱۴۶
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۵۰، رقم: ۳۵۳
۴۔ ابو یعلی، المسند، ۱: ۱۹۴، رقم: ۲۲۳
۵۔ بزار، المسند، ۱: ۳۵۴، رقم: ۲۳۷
۶۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۶۰، رقم: ۷۹۲۰
۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۵۲، رقم: ۶۳۴۰
۸۔ طیالسی، المسند، ۱: ۱۲، رقم: ۵۷
۹۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۸۷، رقم: ۳۴۳۲۲
۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۰۶

النعال، ولا رئی قط فارغا فی بیته، اما یخصف نعلا لرجل مسکین أویخیط ثوبا لأرملة (۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی رات کا کھانا صبح کے لئے بچا کر نہ رکھا اور نہ صبح کا رات کیلئے اور نہ ہی کوئی چیز جوڑا جوڑا بناتے، نہ دو کُرتے، نہ دو اوڑھنے والی چادریں، نہ دو تہبند، اور نہ ہی دو جوتے اور نہ ہی کبھی گھر میں فارغ دیکھے گئے یا تو کسی مسکین کو جوتا سی کر دے رہے ہوتے یا بیوہ اور بے آسرا عورتوں کو کپڑے سی کر دے رہے ہوتے۔‘‘

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ آپ ﷺ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں اونی لباس بھی پہنا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

کانت الأنبیاء یستحبون أن یلبسوا الصوف، و یحتلبوا الغنم و یرکبوا الحمر۔(۲)

(سابقہ) انبیاء کرام پسند کرتے تھے کہ صوف کا لباس پہنیں، بکری کا دودھ دوئیں اور گدھے پر سواری فرمائیں۔‘‘

حضور ﷺ کی اسی سنت کے پیش نظر طبقہ اولیٰ و وسطیٰ کے صوفیاء اظہارِ عجز و نیاز اور ریاضت ومجاہدہ کے لئے اسی لباس کو پسند کرتے اور پہنتے تھے۔

۳۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

---

(۱) ۱۔ ابن جوزی، الوفا: ۴۸۰، رقم: ۸۶۳
۲۔ ابن جوزی، صفة الصفوہ، ۱: ۲۰۰

(۲) ۱۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۲۰۸، رقم: ۷۳۸۷
۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۵۲، رقم: ۶۱۵۶
۳۔ وکیع، کتاب الزہد: ۳۵۴، رقم: ۱۲۹
۴۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۳۰۶
۵۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۲۱۶

فغسل وجهه و يديه و عليه جبة من صوف۔(۱)

’’پھر آپ ﷺ نے اپنے چہرہ اقدس اور دونوں ہاتھوں کو دھویا، اس وقت آپ ﷺ نے اونی جبہ زیب تن فرمایا ہوا تھا۔‘‘

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

لبس رسول الله ﷺ الصوف۔(۲)

’’حضور ﷺ نے اونی لباس پہنا۔‘‘

۵۔ امام ابن جوزی نے بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے لباس زیب تن فرمانے کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

کان رسول الله ﷺ يلبس الصوف۔(۳)

’’حضور ﷺ اونی لباس زیب تن فرمایا کرتے تھے۔‘‘

۶۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۸۵، کتاب الاطعمہ، رقم: ۵۴۶۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۲۳۰، کتاب الطہارہ، رقم: ۲۷۴
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۱: ۳۸، کتاب الطہارہ، رقم: ۱۵۱
۴۔ دارمی، السنن، ۱: ۱۹۴، رقم: ۷۱۳
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۶۶، رقم: ۴۸۹
۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۸۱، رقم: ۱۲۴۸

(۲) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۱۱، کتاب الاطعمہ، رقم: ۳۳۴۸
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۷۸، کتاب اللباس، رقم: ۳۵۵۶
۳۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۳۱۶، رقم: ۷۹۲۵
۴۔ کنانی، مصباح الزجاجہ، ۴: ۲۹، رقم: ۱۱۶۲

(۳) ۱۔ ابن جوزی، الوفا، ۵۸۳، رقم: ۱۱۱۲
۲۔ بیجوری، المواہب اللدنیہ: ۵۷

صنعت له ثوبا من صوف، فلبثه(۱)

''میں نے حضور ﷺ کے لئے صوف کے کپڑے بنائے جو آپ ﷺ نے پہنے۔''

۵۔ فخرِ دو جہاں ﷺ کا کاشانہ مبارک

۱۔ آپ ﷺ کے حجرۂ مبارک کی یہ کیفیت تھی کہ جلانے کی چند لکڑیاں گاڑ کر ان سے کمبلوں کو باندھ دیا گیا تھا۔ وصال مبارک تک آپ ﷺ کا یہی خاص دولت خانہ رہا جبکہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے جو حجرے تھے ان میں چار حجروں کی دیواریں کچی اینٹ کی تھیں اور چھت کو کھجور کے پتے ڈال کر لیپ کیا گیا تھا اور پانچ حجروں کی تو دیواریں بھی نہ تھیں، صرف کھجور کی شاخیں گاڑ کر ان پر مٹی سے لیپ کیا گیا تھا۔ (۲)

۲۔ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کی بلندی اتنی تھی کہ میرا ہاتھ ان کی چھت کو لگتا تھا۔ (۳)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے زمانے میں نوعمر تھے جب ان کا ہاتھ چھت کو لگتا تھا تو اس سے کاشانۂ مصطفیٰ ﷺ کی بلندی کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ یہ خاص حضور ﷺ اور ازواج مطہرات کے دولت خانے تھے جن میں آپ ﷺ نے ساری زندگی بسر کی۔

۳۔ عبداللہ ہوزنی، ابو عامر سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: میں مؤذنِ رسول حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملا اور ان سے عرض کیا: اے بلال! مجھے بتلایئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کے اخراجات کی صورت کیا تھی؟ انہوں نے فرمایا:

---

(۱) أبو یعقوب فیروز آبادی، سفر السعادہ: ۱۲۲

(۲) ا۔ سمہودی، وفاء الوفاء، ۲: ۴۶۱

(۳) ا۔ سمہودی، وفاء الوفا، ۲: ۴۶۳

ما كان له شيء كنت أنا الذى إلى ذلك منه منذ بعثه الله عزوجل إلى أن توفى رسول الله ﷺ۔ وكان إذا أتاه الإنسان مسلما، فرآه عاريا يأمرنى فانطلق فأستقرض فأشترى له البردة فأكسوه و أطعمه۔(۱)

''(حضور نبی اکرم ﷺ نے کوئی شے ذخیرہ نہیں کر رکھی تھی بلکہ) زمانہ بعثت سے لے کر آخر وقت تک میں ہی جملہ اخراجات کا انتظام و انصرام کیا کرتا تھا۔ جب کوئی مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ ﷺ اسے ننگے بدن دیکھتے تو مجھے حکم فرماتے تو میں جا کر اس کے لئے کوئی شے قرض لیتا اور چادر وغیرہ خرید کر اسے پہناتا اور اسے (کھانا) کھلاتا۔''

۶۔ بسترِ مبارک کی سادگی

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

دخلت علّى امراة من الأنصار، فرأت فراش رسول الله ﷺ عبأة مثنية، فرجعت إلى منزلها فبعثت إلىّ بفراش حشوه الصوف، فدخل علىّ رسول الله ﷺ، فقال: ما هذا؟ فقلت: فلانة الأنصارية دخلت علىّ فرأت فراشك فبعثت إلىّ بهذا ۔ فقال: رديه فلم أرده و أعجبنى أن يكون فى بيتى حتى قال لى ذالك ثلاث مرات۔ فقال: يا عائشة! رديه فوالله لوشئت لأجرى الله معى جبال الذهب و الفضة فردته۔(۲)

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۱۷۱، کتاب الخراج، رقم: ۳۰۵۵
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۶۲، رقم: ۶۳۵۱
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۳۶۳، رقم: ۱۱۱۹
۴۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۱۴۷، رقم: ۴۶۶
۵۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ۱: ۱۴۹

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، الزہد: ۲۰
۲۔ شیبانی، الزہد، ۱: ۱۴

←

’’ایک انصاری خاتون میرے پاس آئی، اس نے رسول اللہ ﷺ کا بستر مبارک دیکھا جو کہ چمڑے کو دہرا کرکے بچھایا گیا تھا۔ پس وہ خاتون اپنے گھر گئی اور حضور نبی اکرم ﷺ کے لئے اون سے بھرا نرم بستر بھیجا۔ جب آقائے دوجہاں ﷺ میرے ہاں تشریف لائے تو دریافت فرمایا: یہ کیسا بستر ہے؟ میں نے عرض کیا: فلاں انصاری عورت میرے پاس آئی تھیں اس نے آپ صلی اللہ علیک وسلم کا بستر دیکھا تو یہ (نرم بستر) آپ کے لئے بھیج دیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس کو واپس کر دو۔ میں نے واپس نہ کیا کیونکہ وہ مجھے گھر میں اچھا لگ رہا تھا حتی کہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ اسے واپس کرنے کا کہا اور فرمایا: عائشہ! یہ واپس کر دو بخدا اگر میں چاہوں تو اللہ رب العزت سونے اور چاندی کے پہاڑوں کو میرے ساتھ ساتھ چلائے۔‘‘

۲۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے فقرِ اختیاری کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

و انه لعلی حصیر ما بینه و بینه شیٔ، و تحت رأسه و سادة من أدم حشوها لیف، و ان رجلیه قرظا مصبوبا، و عند رأسه أهب معلقة، فرأیت أثر الحصیر فی جنبه فبکیت، فقال: ما یبکیك؟ فقلت: یا رسول الله صلی الله علیك وسلم! ان کسریٰ و قیصر فیما هما فیه، و أنت رسول الله! فقال: أما ترضی أن تکون لهم الدینا و لنا الآخرة۔(۱)

.......۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲:۱۷۳، رقم: ۱۴۶۸

۴۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۱:۱۰۲

۵۔ ابن زید، ترکۃ النبی، ۱:۷۲

۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴:۱۰۰، رقم: ۴۹۷۸

۷۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱:۲۹۲، رقم: ۶۰۹۱

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۴:۱۸۶۷، کتاب التفسیر، رقم: ۴۶۲۹

۲۔ ابوعوانہ، المسند، ۳:۱۶۸، رقم: ۴۵۷۵

۳۔ مسلم، الصحیح، ۲:۱۱۰۹، کتاب الطلاق، رقم: ۱۴۷۹

←

’’آپ ﷺ چٹائی پر اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کے جسم اقدس اور اس کے درمیان کوئی چیز (بچھی ہوئی) نہ تھی اور آپ ﷺ کے سرانور کے نیچے چمڑے کا تکیہ تھا جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی اور آپ ﷺ کے مقدس پیروں کے نیچے سلم کے پتے بچھے ہوئے تھے، سرہانے کی جانب چند کچے چمڑے لٹک رہے تھے۔ پس میں نے حضور ﷺ کے پہلو میں چٹائی کے نشانات دیکھے تو میں بے اختیار رونے لگا، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! یہ کسریٰ و قیصر کیسے آرام سے زندگی بسر کر رہے ہیں حالانکہ آپ تو اللہ کے محبوب رسول ہیں! فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ دنیا ان کے لیے ہو اور آخرت ہمارے لیے۔

۳۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

كان و سادة رسول الله ﷺ، التي يتكئ عليها من أدم حشوها ليف۔(۱)

’’حضور ﷺ کا تکیہ جس سے آپ ﷺ ٹیک لگاتے تھے چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

اضطجع رسول الله ﷺ على حصير فأثر فى جنبه، فلما استيقظ جعلت أمسح جنبه، فقلت: يا رسول الله صلى الله عليك وسلم! ألا اذنتنا حتى نبسط لك على الحصير شيئاً؟ فقال رسول الله ﷺ: مالى

......۴۔ ابو یعلی، المسند، ۵: ۱۶۸، رقم: ۲۷۸۳
۵۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۳۲۶

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۵۰، کتاب اللباس والزینۃ، رقم: ۲۰۸۲
۲۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۷۱، کتاب اللباس، رقم: ۴۱۴۶

و للدنيا ما أنا والدنيا انما مثلي و مثل الدنيا كراكب ظل تحت شجرة ثم راح و تركها۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ چٹائی پر آرام فرما ہوئے تو اس کے اثرات اور نشانات آپ ﷺ کے پہلوئے اقدس پر نمایاں نظر آئے۔ جب آپ ﷺ بیدار ہوئے تو میں آپ ﷺ کے پہلو اقدس سے (نشان) پونچھنے لگا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم نرم ترین بچھونا آپ کے لئے بچھاتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے دنیا سے کیا تعلق اور اسے مجھ سے کیا واسطہ، میری اور دنیا کی حالت یوں ہے جیسے ایک سوار نے (سخت گرم دن کے اندر سفر کیا اور دورانِ سفر) ایک درخت کے نیچے قیلولہ کیا، پھر کوچ کر گیا اور درخت کو چھوڑ گیا۔‘‘

۵۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں: میں نے دو بچھونے بنائے جن کے اندر کھجور کی چھال اور سرکنڈا کی مانند خوشبودار گھاس بھری ہوئی تھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

يا عائشة، مالي وللدنيا، انما أنا والدنيا بمنزلة رجل نزل تحت شجرة في أصلها، حتى إذا فاء الغيء ارتحل فلم يرجع إليها أبدا؟(۲)

’’اے عائشہ! مجھے اس دنیا سے کیا غرض اور دنیا کو مجھ سے کیا واسطہ! میری اور دنیا کی کیفیت و تعلق تو یوں ہے جیسے ایک شخص دوپہر کو آرام وسکون حاصل کرنے کے لئے تھوڑی دیر ایک درخت کے نیچے قیلولہ کرتا ہے، یہاں تک کہ

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱:۳۹۱، رقم: ۳۷۰۹
۲۔ بزار، المسند، ۴:۳۳۷، رقم: ۱۵۳۳
۳۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ۴: ۲۳۴
(۲) ۱۔ ابن حبان، أخلاق النبی ﷺ و آدابہ، ۴: ۱۷۵

جب سایہ ڈھلتا ہے تو اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے اور پھر کبھی لوٹ کر اس طرف نہیں آتا۔“

۷۔ آپ ﷺ کے اہلِ خانہ کا شانِ فقر

۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ اپنے بھانجے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

یا بن اختی، واللہ إن کنا لننظر إلی الھلال، ثم الھلال، ثلاثة أھلة فی شھرین، و ما أوقدت فی أبیات رسول اللہ ﷺ نار۔ فقلت: یا خالة! فما کان یعیشکم؟ قالت: الأسودان: التمر والماء، الا أنه قد کان لرسول اللہ ﷺ جیران من الأنصار، کان لھم منائح، و کانوا یمنحون رسول اللہ ﷺ من البانھم فیسقینا۔(۱)

”اے بھانجے! بخدا ہم یکے بعد دیگرے تین چاند دیکھتیں مگر اس دوران میں حضور نبی اکرم ﷺ کے گھروں میں سے کسی گھر میں آگ نہیں جلتی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے خالہ! پھر اتنا عرصہ تم زندہ کیسے رہتے تھے، اور کس چیز پر گزر ہوتی تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (ہماری زندگی کا دارومدار) پانی اور کھجوروں پر تھا، البتہ رسول خدا ﷺ کے پڑوسی انصار تھے ان کے دودھ دینے والے جانور ہوتے، وہ ان میں سے رسول خدا ﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتے تھے تو آپ ﷺ ہمیں پلاتے۔“

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۹۰۷، کتاب الھبہ، رقم: ۲۴۲۸
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۷۲، کتاب الرقاق، رقم: ۶۰۹۴
۳۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۲۸۳، کتاب الزھد والرقائق، رقم: ۲۹۷۲
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۸۸، کتاب الزھد، رقم: ۴۱۴۵
۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۲۵۸، رقم: ۶۳۴۸
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۸۲، رقم: ۲۵۵۳۰

۲۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

انه مشى النبى ﷺ بخبز شعير، و اهالة سنخة، و لقد رهن النبى ﷺ دِرعا له بالمدينة عند يهودى، و أخذ منه شعيرا لأهله، ولقد سمعته يقول: ما أمسى عند آل محمد ﷺ صاع بر و لا صاع حب، و ان عنده لتسع سوة۔(۱)

''وہ بارگاہ نبوی ﷺ میں جو کی روٹی اور پرانی چربی لے کر گئے، جس کا ذائقہ بدل چکا تھا، اور نبی اکرم ﷺ نے اپنی ذرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس گروی رکھ کر اپنے گھر والوں کے لئے جو لئے تھے۔ اور میں (حضرت قتادہ راوی) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: آلِ محمد ﷺ کے ہاں کوئی شام ایسی نہیں گزری کہ ان کے پاس ایک صاع (تقریباً چار سیر) گیہوں یا دانے ہوں، حالانکہ آپ ﷺ کے اہلِ خانہ نو گھروں پر مشتمل تھے۔''

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے دوسری روایت ہے:

إن كنا آل محمد نمكث شهرا ما نستوقد بنار، إن هو إلا الماء و التمر۔(۲)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲:۷۲۹، کتاب البیوع، رقم:۱۹۶۳

۲۔ بخاری، الصحیح، ۲:۸۸۷، کتاب الشرکہ، رقم:۲۳۷۳

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳:۵۱۹، ابواب البیوع، رقم: ۱۲۱۵

۴۔ نسائی، السنن، ۷:۲۸۸، کتاب البیوع، رقم:۴۶۱۰

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۶:۳۶، رقم: ۱۰۹۷۵

(۲) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۶۴۵، ابواب صفۃ القیامۃ والرقائق، رقم: ۲۴۷۱

۲۔ مسلم، الصحیح، ۴:۲۲۸۲، کتاب الزہد والرقائق، رقم:۲۹۷۲

۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۰۸، رقم: ۲۴۸۱۲

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴، ۲۷۵، رقم: ۶۳۶۱

۵۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷:۱۳۱، رقم: ۳۴۷۴۴

۶۔ ابن راہویہ، المسند، ۲:۳۵۵، رقم: ۸۸۹

’’بے شک ہم آل محمد ﷺ پورا پورا ماہ اس حالت میں بھی گزارتے کہ (گھر میں پکانے کے لئے) آگ تک نہ جلائی جاتی اور صرف پانی اور کھجور پر گزارہ کرتے۔‘‘

۸۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ خلوت گزینی

بچپن سے ہی حضور ﷺ کی طبیعت خلوت کی طرف مائل تھی۔ علامہ حلبی حضور ﷺ کے اس میلان خلوت گزینی کا ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے ہیں:

ألف ﷺ العبادة و الخلوة فی حال کونه طفلا۔(۱)

’’حضور ﷺ کو بچپن ہی سے عبادت اور خلوت سے انس تھا۔‘‘

۲۔ لیکن جب زمانہ بعثت قریب آیا تو ذوق خلوت پسندی میں شدید اضافہ ہوگیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

ثم حبب إلیه الخلاء و کان یخلو بغار حراء فیتحنث فیه و هو التعبد اللیالی ذوات العدد۔(۲)

’’پھر حضور ﷺ کو خلوت نشینی محبوب ہوگئی اور آپ ﷺ غارِ حرا میں گوشہ نشین ہوکر تحنث (ایک قسم کی عبادت) کیا کرتے تھے۔ وہاں آپ ﷺ متعدد راتیں

(۱) حلبی، السیرۃ الحلبیہ، ۱: ۳۸۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۴، کتاب بدء الوحی، رقم: ۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۱: ۱۴۰، کتاب الایمان، رقم: ۱۶۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۲۳۲، رقم: ۲۶۰۰۱
۴۔ عبدالرزاق، المصنف، ۵: ۳۲۱، رقم: ۹۷۱۹
۵۔ ابن راہویہ، المسند، ۲: ۳۱۴، رقم: ۸۴۰
۶۔ ابوعوانہ، المسند، ۱: ۱۰۲، رقم: ۳۲۸
۷۔ ابن مندہ، الایمان، ۲: ۶۸۹، رقم: ۶۸۱
۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۵
۹۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۹۴
۱۰۔ ابن کثیر، تحفۃ الطالب، ۱: ۳۳۳، رقم: ۲۳۳

عبادت میں مصروف رہتے۔‘‘

۳۔ آپ رضی اللہ عنہا مزید فرماتی ہیں:

وحبب إليه الخلوة فلم يكن شيءٌ أحب إليه من أن يخلو(۱)

’’حضور ﷺ کے دل میں خلوت نشینی کو مرغوب بنا دیا گیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کو خلوت نشین رہنے سے زیادہ کوئی بھی کام پسند نہ تھا۔‘‘

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کی یہ خلوت نشینی ۳ یا ۷ دنوں پر یا بعض اوقات ۳۰ یا ۴۰ دنوں پر مشتمل ہوتی تھی اور صوفیائے کرام کی چالیس دنوں کی خلوت نشینی (چلہ) اسی حکم کے تابع ہے۔ (۲)

بقول اقبالؔ

مصطفیٰ اندر حرا خلوت گزید
مدتے جز خویشتن کس را ندید
در شبستانِ حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

از کم آمیزی تخیل زندہ تر
زندہ تر جوئندہ تر پائندہ تر

اس خلوت نشینی میں حضور کی عبادت شریعت ابراہیمی کے مطابق ذکر اور فکر و مراقبہ تھی۔ (۳)

---

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۵: ۵۹۶، ابواب المناقب، رقم: ۳۶۳۲
۲۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۲: ۶۶
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۱۹۴
۴۔ خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۱۴: ۴۰۱، رقم: ۷۷۱۸

(۲) ملا علی قاری، مرقاۃ المفاتیح، ۵: ۴۰۱

(۳) شیخ عبدالحق محدث دہلوی، شرح سفر السعادہ: ۲۶

۹۔ حضور ﷺ کے معمولاتِ بیعت

حضور نبی اکرم ﷺ نے دنیا میں پرتعیش زندگی گزارنے کی بجائے اپنے لئے اُخروی زندگی کو ترجیح دی اور پوری زندگی عبادت، ذکر و فکر اور دین حق کی ترویج و اشاعت میں گزاری، آپ ﷺ اپنی امت کے لئے بھی اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ وہ بھی عارضی زندگی پر ہمیشہ کی زندگی کو ترجیح دیں اور آخرت میں درجات عالیہ پر فائز ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے امت کو بھی زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت والی زندگی گزارنے کی تلقین کی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ کے مبارک معمولات میں سے یہ بھی تھا کہ آپ ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے قبول اسلام کی بیعت کے علاوہ سمع و طاعت، اقامت دین، تقویٰ و طہارت وغیرہ پر بھی بیعت لیتے تھے جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی بیان کیا ہے کہ تمام صحابہ کی بیعت براہ راست دستِ رسول ﷺ پر تھی اور اس دور میں بیعت کی کئی اقسام مروج تھیں مثلاً:

۱۔ بیعت قبول اسلام
۲۔ بیعت الخلافہ
۳۔ بیعتِ اقامتِ ارکانِ دین
۴۔ بیعت التمسک بالسنۃ والتقوی
۵۔ بیعت الاجتناب عن البدعات
۶۔ بیعت الہجرۃ
۷۔ بیعت الجہاد
۸۔ بیعت السمع والطاعہ
۹۔ بیعت المحبۃ (۱)

جو بیعت طریقت وسلوک میں مروج ہے وہ ان بیعات سے قطعاً مختلف نہیں جو

(۱) ۱۔ شاہ ولی اللہ، القول الجمیل: ۱۴

۲۔ مولانا یوسف کاندھلوی نے 'حیاۃ الصحابہ جلد ۱ کے دوسرے باب کا عنوان: باب البیعۃ، باندھ کر اقسام بیعت کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرتے۔

۱۔ عتبہ بن عبد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بايعت النبی ﷺ خمسا علی الطاعة، و اثنتين علی المحبة(۱)

’’میں نے حضور ﷺ کے دست حق پرست پر پانچ بیعتیں اطاعت اور دو محبت پر کیں۔‘‘

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بايعت رسول اللہ ﷺ بيدی هذه علی السمع والطاعة فيما استطعت۔(۲)

’’میں نے اپنے اس ہاتھ سے حضور ﷺ کے ساتھ ان چیزوں کے بارے میں سمع و طاعت پر بیعت کی جن کی میں استطاعت رکھتا تھا۔‘‘

مذکورہ بالا روایات سے واضح ہوا کہ عہد رسالت و صحابہ میں بیعت سے مراد صرف امرِ خلافت یا قبول اسلام ہی نہ تھا بلکہ دیگر اُمورِ دینی میں بھی بیعت کا طریق مروج تھا اور آپ ﷺ اپنے صحابہ سے بیعت لیتے تھے۔

۳۔ شاہ ولی اللہ دہلویؒ بیعت کی مشروعیت کی نسبت رقمطراز ہیں:

---

(۱) ۱۔ طبرانی، مسند الشامیین، ۲: ۴۳۰، رقم: ۱۶۳۴
۲۔ ابن ابی عاصم، ۲: ۴۹۸، رقم: ۱۰۴۶
۳۔ یوسف کاندھلوی، حیاۃ الصحابہ، ۱: ۲۵۱

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۴۷، رقم: ۷۸
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۲، رقم: ۱۲۷۸۶
۳۔ ابو عوانہ، المسند، ۴: ۳۴۸، رقم: ۶۹۲۸
۴۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۲۲۲، رقم: ۱۴۸۱
۵۔ مقدسی، الاحادیث المختارہ، ۶: ۲۹۶، رقم: ۲۳۱۴
۶۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۹: ۲۹۵، رقم: ۳۷۶۸

يعلم أن البيعت سنة و ليست واجبة لأن الناس بايعوا النبی ﷺ و تقربوا بها إلی الله تعالی۔(۱)

”جاننا چاہیے کہ بیعت کرنا سنت ہے، واجب نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور ﷺ کی بیعت کرتے تھے اور اس سے اللہ کا قرب حاصل کرتے تھے۔“

شاہ صاحب کے بیان سے دو اُمور ثابت ہوئے:

۱۔ بیعت سنت ہے بدعت نہیں۔

۲۔ بیعت تقرب الی اللہ کا ذریعہ ہے، یا بہ الفاظ دیگر ”قرب الٰہی کا وسیلہ ہے۔“

۱۰۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیماتِ زہد و ورع

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

كن في الدنيا كأنك غريب أو عابر سبيل ۔(۲)

”دنیا میں تم ایسے رہو جیسے ایک اجنبی یا مسافر۔“

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

ليس الزهادة فی الدنيا بتحريم الحلال و لا فی إضاعة المال، ولكن الزهادة فی الدنيا أن لا تكون بما فی يديك أوثق منك

(۱) شاہ ولی اللہ، القول الجمیل : ۱۸

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۵۸، کتاب الرقاق، رقم: ۶۰۵۳

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۶۷، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۳۳

۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۷۸، ابواب الزہد، رقم: ۴۱۱۴

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۴، رقم: ۴۷۶۴

۵۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۴۷۱، رقم: ۶۹۸

بما فی يد الله تعالی، و أن تکون فی ثواب المصيبة إذا أصبت بها أرغب منك فيها لو أنها أبقيت لك ۔(۱)

”دنیا میں زہد حلال کو حرام کرنے اور مال کو ضائع کرنے میں نہیں ہے بلکہ زہد یہ ہے کہ تیرا اپنے مال و متاع کی بجائے اللہ پر بھروسہ زیادہ ہو اور یہ کہ مصیبت کا سامنا کرنے پر تو اس میں (صبر و برداشت کر کے) ثواب کی زیادہ رغبت رکھتا ہو چاہے وہ (مصیبت) تم پر باقی رہے۔“

۳۔ ایک مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا:

صلاح أول هذه الأمة بالزهد و اليقين و يهلك آخرها بالبخل و الأمل ۔(۲)

”آغاز زمانے میں اس امت کی اصلاح زہد اور یقین کے ساتھ ہو گی اور آخری زمانے میں امت بخل اور امید کی وجہ سے ہلاک ہوگی۔“

۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن الدنيا حلوة حضرة و إن الله تعالی مستخلفكم فيها، فينظر

---

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۷۳، کتاب الزہد، رقم: ۴۱۰۰
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۱، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۴۰
۳۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۵۷، رقم: ۷۹۵۴
۴۔ دیلمی، الفردوس بما ثور الخطاب، ۳: ۴۰۳، رقم: ۵۲۲۸
۵۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۱۳۹، رقم: ۵۱۴۶

(۲) ۱۔ شیبانی، کتاب الزہد، ۱: ۱۰
۲۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۳۳۲، رقم: ۷۶۵۰
۳۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۷۶، رقم: ۴۸۶۲
۴۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۱۰: ۲۸۶
۵۔ بیہقی، شعب الإیمان، ۷: ۴۲۷، رقم: ۱۰۸۴۵

كيف تعملون فاتقوا الدنيا و اتقوا النساء(۱)

’’بے شک دنیا شیریں اور سرسبز ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں جانشین بنائے گا پھر وہ تمہارے اعمال دیکھے گا، لہٰذا دنیا اور عورتوں سے بچو۔‘‘

۵۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أن الزهد فی الدنيا يريح القلب و البدن و أن الرغبة فی الدنيا تطيل الهم و الحزن۔(۲)

’’دنیا سے بے رغبتی (زہد) قلب و بدن کو سکون دیتا ہے اور اس میں رغبت رکھنا غم و حزن بڑھاتا ہے۔‘‘

۶۔ حضرت عمرو بن میمون اودی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اغتنم خمسا قبل خمس: حياتك قبل موتك و صحتك قبل سقمك و فراغك قبل شغلك، و شبابك قبل هرمك، و غناك قبل فقرك ۔(۳)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۲۰۹۸، کتاب الذکر، رقم: ۲۷۴۲
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۴۸۳، ابواب الفتن، رقم: ۲۱۹۱
۳۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۲۵، کتاب الفتن، رقم: ۴۰۰۰
۴۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۰۰، رقم: ۹۲۶۹
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲، رقم: ۱۱۱۸۵
۶۔ حمیدی، المسند، ۲: ۳۳۱، رقم: ۷۵۲
۷۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۸۶، رقم: ۲۱۵۶

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، الزہد: ۱۶
۲۔ شیبانی، الزہد، ۱: ۱۰
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷: ۳۴۷، رقم: ۱۰۵۳۶

(۳) ۱۔ وکیع، کتاب الزہد: ۲۲۳، ۲۲۴، رقم: ۷
۲۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۷۷، رقم: ۳۴۳۱۹
۳۔ قضاعی، مسند الشہاب، ۱: ۴۲۵، رقم: ۷۲۹

←

’’پانچ چیزوں کی موجودگی کو پانچ چیزوں کے وقوع سے قبل غنیمت جانو: اپنی زندگی کو موت سے قبل، صحت کو بیماری سے قبل، فراغت کو مصروفیت سے قبل، جوانی کو بڑھاپے سے قبل اور وسعتِ مال کو محتاجی سے قبل۔‘‘

۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

من أحب لقاء الله، أحب الله لقائه، و من كره لقاء الله، كره الله لقائه، و الموت قبل لقاء الله۔(۱)

’’جو شخص اللہ رب العزت سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو شرف ملاقات عطا فرماتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کی خواہش نہ کرے تو وہ بھی اسے اپنی ملاقات سے محروم کر دیتا ہے اور ملاقات سے قبل ہی موت کو اس کا مقدر کر دیا جاتا ہے۔‘‘

۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لو كان لابن آدم و اديان من مال لأبتغى واديا ثالثا ولا يملأ جوف بن آدم إلا التراب و يتوب الله على من تاب۔(۲)

.......۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۷:۲۶۳، رقم: ۱۰۲۵۰
۵۔ ابن مبارک، الزہد، ۱:۲، رقم: ۲
۶۔ مزی، تہذیب الکمال، ۹:۴۴۳

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴:۲۰۶۶، کتاب الذکر، رقم: ۲۶۸۴
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳:۳۷۹، ابواب الجنائز، رقم: ۱۰۶۷
۳۔ نسائی، السنن، ۴:۱۰، کتاب الجنائز، رقم: ۱۸۳۸
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲:۱۴۲۵، کتاب الزہد، رقم: ۴۲۶۴
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶:۲۰۷، رقم: ۲۵۷۶۹
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۷:۲۸۰، رقم: ۳۰۱۰

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۲:۷۲۵، کتاب الزکوۃ، رقم: ۱۰۴۸

←

’’اگر کسی انسان کے پاس مال و دولت سے بھری دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کو حاصل کرنے کی کوشش کرے گا اور انسان کا پیٹ صرف مٹی ہی سے بھرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی توبہ قبول فرماتا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ کا خواستگار ہو۔‘‘

۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يدخل فقراء المسلمين الجنة قبل أغنيائهم بنصف يوم وهو خمس مائة عام۔(۱)

’’مسلمانوں میں سے فقراء مالدار لوگوں سے ۵۰۰ سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔‘‘

۱۰۔ حضرت مستورد بن شداد بیان کرتے ہیں:

كنت مع الركب الذين وقفوا مع رسول الله ﷺ على السخلة الميتة، فقال رسول الله ﷺ: اترون هذه هانت على أهلها حين

۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۶۹، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۳۷
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۲۲، رقم: ۱۲۲۵۰
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۸: ۲۹، رقم: ۳۲۳۶
۵۔ دارمی، السنن، ۲: ۴۱۰، رقم: ۲۷۷۸
۶۔ ابویعلیٰ، المسند، ۵: ۲۳۶، رقم: ۲۸۴۹

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۷۸، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۵۴
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۴۳، رقم: ۸۵۰۲
۳۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۶: ۴۱۲، رقم: ۱۱۳۴۸
۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱۰: ۴۱۱، رقم: ۶۰۱۸
۵۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۳۵۷، رقم: ۸۸۶۵
۶۔ منذری، الترغیب والترہیب، ۴: ۶۴، رقم: ۴۸۲۰
۷۔ عجلونی، کشف الخفاء، ۲: ۵۴۰، رقم: ۳۲۶۱

ألقوها؟ قالوا: من هوانها ألقوها يا رسول الله۔ قال: فالدنيا أهون على الله من هذه على أهلها۔(۱)

''میں بھی ان سواروں میں شامل تھا جو حضور نبی اکرم ﷺ کی معیت میں راستے میں ایک بکری کے مردہ بچے کے پاس کھڑے ہو گئے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے بکری کا یہ مردہ بچہ اپنے مالک کے نزدیک کس قدر حقیر تھا جب اس نے اسے پھینکا۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یارسول اللہ! اس کے حقیر اور ذلیل ہونے کی وجہ سے ہی مالک نے اسے پھینک دیا ہے۔ پس آپ ﷺ نے فرمایا: دُنیا اللہ کے نزدیک اس مردہ بچے سے بھی زیادہ حقیر و ذلیل ہے۔''

۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إن في الجنة لغرفا يرى بطونها من ظهورها و ظهورها من بطونها، فقال اعرابي: لمن هي يا رسول الله؟ قال: لمن أطاب الكلام و أطعم الطعام و أدام الصيام و صلى لله عزوجل بالليل والناس نيام۔(۲)

''جنت میں ایک مکان ایسا ہے کہ باہر سے اس کا اندرونی منظر اور اندر سے

(۱) ۱۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۵۲۱، ابواب الزہد، رقم: ۲۳۲۱
۲۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۳۷۷، کتاب الزہد، رقم: ۴۱۱۱
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۰: ۳۰۴، رقم: ۷۲۳
۴۔ ابن مبارک، الزہد، ۱: ۱۷۷، رقم: ۵۰۸
۵۔ ابن خلاد، أمثال الحدیث، ۱: ۵۸، رقم: ۲۲

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۱: ۱۵۵، رقم: ۱۳۳۷
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۳۵۴، ابواب البر، رقم: ۱۹۸۴
۳۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۲۴۸، رقم: ۲۵۷۴۳
۴۔ ابویعلیٰ، المسند، ۱: ۳۴۴، رقم: ۴۳۸
۵۔ احمد بن حنبل، الزہد: ۲۵

اس کا بیرونی منظر صاف نظر آتا ہے: ایک اعرابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کس خوش نصیب کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس شخص کے لئے جس نے شیریں گفتاری کی، کھانا کھلایا اور روزوں پر مداومت اختیار کی اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں ان لمحات میں نماز کا نذرانہ پیش کیا جب سارے لوگ سوئے ہوں۔‘‘

باب: ۷

برکات

یہ حقیقت ہے کہ انبیاء و صالحین سے منسوب چیزیں بڑی بابرکت اور فیض رساں ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے آثار کو بطورِ تبرک محفوظ رکھنا اور ان سے برکت حاصل کرنا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا۔ آج بھی اہلِ محبت ان تبرکاتِ مقدسہ کو حصولِ فیض و برکت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور ان کی حرمت کے تحفظ کے لئے جان کا نذرانہ پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔

کتبِ احادیث و سیر کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبیٔ اکرم ﷺ سے دعا کروانے کے علاوہ اور بھی بہت سی صورتوں میں آپ ﷺ سے برکت حاصل کرتے تھے، مثلاً وہ آپ ﷺ کے دست مبارک کا اپنے اوپر مسح کرواتے خود آپ ﷺ کے جسم اطہر کو تبرکاً مس کرتے، آپ ﷺ کے وضو سے بچے ہوئے پانی سے تبرک حاصل کرتے جس پانی سے آپ ﷺ دست اقدس دھوتے اس دھوون سے اور آپ ﷺ کے بچے ہوئے کھانے سے تبرک حاصل کرتے، اسی طرح آپ ﷺ کے پسینہ مبارک اور لعابِ دہن مبارک سے تبرک حاصل کرتے، وہ موئے مبارک جو حجامت کے وقت اترتے، نیچے نہ گرنے دیتے تھے، مزید برآں ناخن مبارک سے، لباس مبارکِ سے، عصاء مبارک، سے انگوٹھی مبارک سے، بستر مبارک سے، چارپائی مبارک سے، چٹائی مبارک سے، الغرض ہر اس چیز سے تبرک حاصل کرتے جس کی حضور ﷺ کے جسمِ اقدس سے کچھ نہ کچھ نسبت ہوتی حتی کہ آپ ﷺ کے وصال کے بعد صحابہ کرام اور تابعین عظام نے آپ ﷺ کی قبرِ انور سے اور آپ ﷺ کے منبر مبارک سے بھی تبرک حاصل کیا بلکہ جن مکانوں اور رہائش گاہوں میں آپ ﷺ نے سکونت اختیار فرمائی، جن جگھوں پر آپ ﷺ نے نمازیں ادا فرمائیں اور جن راستوں سے آپ ﷺ گزرے ان کی گرد و

غبار تک کو انہوں نے موجبِ برکت جانا۔ یہاں تک کہ صحابہ و تابعین کے ادوار کے بعد نسلاً بعد نسلاً ہر زمانے میں اکابر ائمہ و مشائخ اور علماء و محدثین کے علاوہ خلفاء و سلاطین حضور ﷺ کے آثار و تبرکات کو بڑے ادب و احترام سے محفوظ رکھتے چلے آئے ہیں اور خاص مواقع پر بڑے اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو ان تبرکات کی زیارت کروائی جاتی تھی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس حضور نبیٔ اکرم ﷺ کے زیرِ استعمال متعدد چیزیں بطور تبرک موجود تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ سے منسوب ان چیزوں سے حصولِ برکت کے لئے جس جذبۂ عقیدت و محبت کا اظہار اپنی زندگیوں میں کیا اس حوالے سے چند روایات درج ذیل ہیں۔

۱۔ ہاتھ اور پاؤں مبارک سے حصولِ برکت

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله ﷺ إذا صلى الغداة جاء خدم المدينة بآنيتهم فيها الماء، فما يؤتى بإناء إلا غمس يده فيها، فربما جاؤه فى الغداة الباردة فيغمس يده فيها(۱)

’’رسول اللہ ﷺ جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے تو خدّامِ مدینہ پانی سے بھرے ہوئے اپنے برتن لے آتے۔ آپ ﷺ ہر برتن میں اپنا ہاتھ مبارک ڈبو دیتے۔ بسا اوقات سرد موسم کی صبح یہ واقعہ ہوتا اور آپ ﷺ اپنا

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۴
۲۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۸۰، رقم: ۱۲۷۴
۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹
۴۔ نووی، شرح علی صحیح مسلم، ۱۵: ۸۲
۵۔ سیوطی، الجامع الصغیر، ۱: ۱۷۱
۶۔ مناوی، فیض القدیر، ۵: ۱۴۶

ہاتھ ان میں ڈبو دیتے۔‘‘

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں تھے، لوگ کفار کے مقابلے سے بھاگ نکلے اور ان بھاگنے والوں میں، میں بھی شامل تھا پھر جب پشیمان ہوئے تو سب نے واپس مدینہ جانے کا مشورہ کیا اور عزمِ مصمم کرلیا کہ اگلے جہاد میں ضرور شریک ہوں گے۔ وہاں ہم نے رسول اللہ ﷺ کے پاس جانے کی تمنا کی کہ خود کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کر دیں۔ اگر ہماری توبہ قبول ہوگئی تو مدینہ میں ٹھہر جائیں گے ورنہ کہیں اور چلے جائیں گے۔ پھر ہم نے بارگاہِ رسالتِ مآب ﷺ میں آ کر عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! ہم بھاگنے والے ہیں۔ آپ ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

لا، بل أنتم العَكّارون. قال: فدنونا فقبلنا يده، فقال: أنا فِئَة المسلمين۔(۱)

---

(۱) ۱۔ ابوداؤد، السنن، ۳: ۴۶، کتاب الجهاد، رقم: ۲۶۴۷

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۳۵۶، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۲۳

۳۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۲۱۵، ابواب الجهاد، رقم: ۱۷۱۶

۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۷۰، رقم: ۵۳۸۴

۵۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۳۳۸، رقم: ۹۷۲

۶۔ قرطبی، الجامع لِاحکام القرآن، ۷: ۳۸۳

۷۔ ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۲: ۲۹۵

۸۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۶: ۵۴۱، رقم: ۳۳۶۸۶

۹۔ ابن موسی حنفی، معتصر المختصر، ۱: ۲۱۳

۱۰۔ حسینی، البیان والتعریف، ۱: ۲۹۵، رقم: ۷۸۶

۱۱۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحوذی، ۷: ۴۳۷

۱۲۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۸: ۸۰

۱۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۴: ۱۴۵

’’نہیں، بلکہ تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ (یہ سن کر ہم خوش ہوگئے) آپ ﷺ کے نزدیک گئے اور آپ ﷺ کے دست اقدس کو بوسہ دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں (یعنی ان کا ملجا و مأویٰ ہوں، وہ میرے سوا اور کہاں جائیں گے)۔‘‘

۳۔ امِّ ابان بنت وازع بن زارع اپنے دادا زارع بن عامر جو وفدِ عبدالقیس کے ساتھ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے، سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا:

لما قَدِمنا المدينة فجعلنا نتبادرُ من رواحِلنا، فَنُقَبِّلُ يدَ رسول الله ﷺ و رِجلَهٗ۔(۱)

(۱) ۱۔ ابو داؤد، السنن، ۴: ۳۵۷، کتاب الأدب، رقم: ۵۲۲۵
۲۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۴: ۴۴۷، رقم: ۱۴۹۳
۳۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۵: ۲۷۵، رقم: ۵۳۱۳
۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۷: ۱۰۲، رقم: ۱۳۳۶۵
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۶: ۴۷۷، رقم: ۸۹۶۶
۶۔ عسقلانی، فتح الباری، ۸: ۸۵
۷۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱: ۵۷
۸۔ مبارکپوری، تحفۃ الاحوذی، ۷: ۴۳۷
۹۔ عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۴: ۹۳، رقم: ۱۸۳۰
۱۰۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۱۳۳، رقم: ۴۱۸
۱۱۔ مزی، تہذیب الکمال، ۹: ۲۶۶، رقم: ۱۹۴۶
۱۲۔ زیلعی، نصب الرایۃ، ۴: ۲۵۸
۱۳۔ عسقلانی، الدرایۃ فی تخریج احادیث الھدایۃ، ۲: ۲۳۲، رقم: ۶۹۱
۱۴۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۳: ۳۰۴، رقم: ۱۶۸۴

’’جب ہم مدینہ منورہ گئے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اترے اور رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔‘‘

۲۔ ناخن مبارک سے حصولِ برکت

حضور نبیٔ اکرم ﷺ نے ایک دفعہ منیٰ میں حصرت عبداللہ بن زید کو اپنے موئے مبارک اور ناخن کٹوا کر عطا فرمائے جن کو انہوں نے بطور تبرک سنبھال کر رکھا۔ ان کے صاحبزادے حضرت محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

فحلق رسول اللہ ﷺ رأسه في ثوبه فأعطاه فقسم منه علی رجال و قلم أظفاره فأعطاه صاحبه(۱)

’’نبیٔ اکرم ﷺ نے اپنی چادر میں اپنا سر اقدس منڈوایا اور بال انہیں عطا کر دیئے جس میں سے کچھ انہوں نے لوگوں میں تقسیم کر دیے پھر آپ ﷺ نے ناخن مبارک کٹوائے اور وہ انہیں اور ان کے ساتھی کو عطا کر دیئے۔‘‘

---

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۴: ۴۲
۲۔ ابن خزیمہ، الصحیح، ۴: ۳۰۰، رقم: ۲۹۳۱
۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۴۸، رقم: ۱۷۴۴
۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۱: ۲۵، رقم: ۹۱
۵۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۲۰۲، رقم: ۱۵۳۵
۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۴: ۱۹ (اس کے تمام راوی صحیح ہیں)
۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ ۳: ۵۳۶
۸۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۶۹
۹۔ مقدسی، الأحادیث المختارۃ، ۹: ۳۸۴، رقم: ۳۵۳
اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔ اور اس کے رجال مشہور و ثقہ ہیں۔

۳۔ موئے مبارک سے حصولِ برکت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم ﷺ کے برکات کو حاصل کرنے کا کوئی موقع ضائع نہیں جانے دیتے تھے۔ جس چیز کو بھی آپ ﷺ سے نسبت ہو جاتی اسے وہ دنیا و مافیہا سے عزیز تر جانتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے عمل سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اندر یہ شعور بیدار کر دیا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے آثار و تبرکات کو محفوظ رکھتے اور ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ جب حضور ﷺ حج کے موقع پر قربانی دینے سے فارغ ہوئے تو:

ناول الحالق شِقَّه الأيمن فحلقه، ثم دعا أبا طلحة الأنصاری فأعطاه إياه، ثم ناوله الشِّقَّ الأيسر، فقال: احلق. فحلقه، فأعطاه أبا طلحة، فقال: اقسمه بين الناس۔(۱)

’’آپ ﷺ نے سرِ انور کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کردیا، اس نے بال

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، ۲: ۹۴۸، کتاب الحج، رقم: ۱۳۰۵
۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۹: ۱۹۱، رقم: ۳۸۷۹
۳۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۶۴۷، رقم: ۱۷۴۳
۴۔ ترمذی، الجامع الصحيح، ۳: ۲۵۵، ابواب الحج، رقم: ۹۱۲
۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۴۹، رقم: ۴۱۱۶
۶۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۲۰۳، کتاب المناسک، رقم: ۱۹۸۱
۷۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۱، ۲۱۴
۸۔ حمیدی، المسند، ۲: ۵۱۲، رقم: ۱۲۲۰
۹۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۱۳۴، رقم: ۹۳۶۳
۱۰۔ ابن خزیمہ، الصحيح، ۴: ۲۹۹، رقم: ۲۹۲۸
۱۱۔ بغوی، شرح السنة، ۷: ۲۰۶، رقم: ۱۹۶۲

مبارک مونڈ دیئے۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو وہ بال عطا کئے، اِس کے بعد حجام کے سامنے بائیں جانب کی اور فرمایا: مونڈ دو، اس نے ادھر کے بال بھی مونڈ دیئے۔ آپ ﷺ نے وہ بال بھی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کئے اور فرمایا: یہ بال لوگوں میں بانٹ دو۔‘‘

۲۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

أن رسول الله ﷺ لما حلق رأسه، كان أبو طلحة أولَ من أخذَ من شعره۔(۱)

’’جب رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مبارک منڈوایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے موئے مبارک لیے۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موئے مصطفیٰ ﷺ کو دنیا و مافیہا سے عزیز جانتے

۳۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:

قلت لعبيدة: عندنا من شعر النبي ﷺ، أصبناه من قِبَل أنس، أو من قِبَل أهل أنس، فقال: لأن تكون عندى شعرة منه أحب إليّ من الدنيا وما فيها۔(۲)

’’میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبیٔ اکرم ﷺ کے کچھ موئے مبارک ہیں جن کو ہم نے انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ عبیدہ نے کہا کہ اگر حضور ﷺ کے ان بالوں میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا۔‘‘

---

(۱) بخاری، الصحیح، ۱: ۷۵، کتاب الوضوء، رقم: ۱۶۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۷۵، کتاب الوضوء، رقم: ۱۶۸

۲۔ بیہقی، السنن الکبری، ۷: ۶۷، رقم: ۱۳۱۸۸

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۲۰۱

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ’’اس حدیث سے آپ ﷺ کے بال مبارک سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے۔‘‘(۱)

ایک اور روایت میں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

۴۔ لأن يكون عندی منه شعرة أحب إلی من كل صفراء و بيضاء اصبحت علی وجه الأرض۔(۲)

’’حضور ﷺ کے بالوں میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھے روئے زمین کے تمام سونے اور چاندی کے حصول سے زیادہ محبوب ہے۔‘‘

موئے مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے بیمار شفایاب ہوئے

۵۔ حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أرسلَنی أهلی إلی أم سلمة بقدح من ماء، و قبض إسرائيل ثلاث أصابع من فضة فيه شعر من شعر النبیﷺ، و كان إذا أصاب الإنسانَ عين أو شئ بعث إليها مِخْضَبَهٗ فاطلعت فی الجُلْجُل فرأيتُ شعراتٍ حمرًا۔(۳)

---

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۲۷۴

(۲) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۵۶، رقم: ۱۳۷۱۰

۲۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۲۷، رقم: ۴۰۳۲

۳۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۴: ۴۲

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳: ۵۰۶

۵۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۶: ۹۵

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۱۰، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۵۷

۲۔ ابن راہویہ، المسند، ۱: ۱۷۳، رقم: ۱۴۵

۳۔ ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۶: ۲۱

۴۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۶۹

۵۔ مبارکپوری، تحفۃ الأحوذی، ۵: ۵۱۰

’’مجھے میرے گھر والوں نے حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا (ایک چاندی کا) پیالہ دے کر بھیجا۔ (اسرائیل نے تین انگلیاں پکڑ کر اس پیالے کی طرح بنائیں) جس میں نبی اکرم ﷺ کا موئے مبارک تھا، اور جب کبھی کسی کو نظر لگ جاتی یا کچھ ہو جاتا تو وہ حضرت ام سلمۃ رضی اللہ عنہا کے پاس (پانی کا) برتن بھیج دیتا۔ پس میں نے برتن میں جھانک کر دیکھا تو میں نے چند سرخ بال دیکھے۔‘‘

۶۔ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک چاندی کی بوتل میں تھے۔ جب لوگ بیمار ہوتے تو وہ ان بالوں سے برکت حاصل کرتے اور ان کی برکت سے شفا پاتے۔ اگر کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ اپنی بیوی کو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس برتن دیکر بھیجتے جس میں پانی ہوتا اور وہ اس پانی میں سے بال مبارک گزار دیتیں اور بیمار وہ پانی پی کر شفایاب ہو جاتا اور اس کے بعد موئے مبارک اس برتن میں رکھ دیا جاتا۔(۱)

۷۔ حضرت یحییٰ بن عباد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كان لنا جلجل من ذهب فكان الناس يغسلونه، و فيه شعر رسول الله، قال: فتخرج منه شعرات قد غيرت بالحناء و الكتم۔(۲)

’’ہمارا ایک سونے کا برتن (جلجل) تھا جس کو لوگ دھوتے تھے، اس میں رسول اللہ ﷺ کے بال تھے۔ چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ حنا اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔‘‘

۸۔ حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا:

(۱) عینی، عمدۃ القاری، ۲۲: ۴۹

(۲) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۷

عندی من شعر رسول اللہ مخضوب مصبوغ فی سکۃ۔(۱)

’’ہمارے پاس حضور اکرم ﷺ کے بال ہیں جو رنگین اور خوشبودار ہیں۔‘‘

موئے مصطفیٰ ﷺ کے حصول کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانہ وار بڑھتے

۹۔ اسی طرح ایک اور روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں:

لقد رأیت رسول اللہ ﷺ، والحَلّاق یَحلِقه وأطاف به أصحابه، فما یریدون أن تقع شعرۃ إلا فی ید رجل۔(۲)

’’میں نے دیکھا کہ حجام آپ ﷺ کا سر مبارک مونڈ رہا تھا اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام آپ ﷺ کے گرد گھوم رہے تھے اور چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا کوئی بال بھی زمین پر گرنے کی بجائے ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پسِ مرگ بھی موئے مصطفیٰ ﷺ سے حصولِ برکت کے خواہاں تھے

۱۰۔ ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

---

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۷

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۲، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۲۵

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۳۳، ۱۳۷، رقم: ۱۲۳۸۶۔۱۲۴۲۳

۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۳۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۱۸۱

۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۷: ۶۸، رقم: ۱۳۱۸۹

۶۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۵: ۱۸۹

۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۸۰، رقم: ۱۲۷۳

۸۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱: ۱۸۸

هذه شعرة من شعر رسول الله ﷺ فضعها تحت لساني۔ قال: فوضعتها تحت لسانه، فدفن و هي تحت لسانه۔(۱)

’’یہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا ایک بال مبارک ہے، پس تم اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے وہ بال آپ رضی اللہ عنہ کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور انہیں اس حال میں دفنایا گیا کہ وہ بال ان کی زبان کے نیچے تھا۔‘‘

موئے مبارک کی برکت سے شاہ عبدالرحیمؒ کی صحت یابی

موئے مبارک کے کرامات و برکات کے حوالے سے ائمہ و صالحین کے بعض ذاتی مشاہدات کا ذکر بھی کتب سیر و تواریخ میں ملتا ہے۔ ائمہ متاخرین میں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم علمی و فکری شخصیت سے کون متعارف نہ ہوگا۔ انہوں نے اپنی کتاب ’’الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین‘‘ اور ’’انفاس العارفین‘‘ میں اپنے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ العزیز کی بیماری کا واقعہ ان کی زبانی خود بیان کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک مرتبہ اتنا سخت بخار ہوا کہ زندہ بچنے کی امید نہ رہی۔ اسی دوران مجھ پر غنودگی سی طاری ہوئی، اندریں حال میں نے حضرت شیخ عبدالعزیز کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بیٹے عبدالرحیم (مبارک ہو)! حضور نبی اکرم ﷺ تمہاری عیادت کے لئے تشریف لانے والے ہیں اور سمت کا تعین کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرف تمہاری پائنتی ہے اس طرف سے آپ تشریف لائیں گے۔ سو تمہارے پاؤں اس رخ پر نہیں ہونے چاہئیں۔ مجھے غنودگی کے عالم سے کچھ افاقہ ہوا مگر بولنے کی طاقت نہ تھی چنانچہ حاضرین کو اشارے سے سمجھایا کہ میری چار پائی کا رخ تبدیل کر دیں بس اسی لمحے حضور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا:

’’كيف حالك يا بني؟

(۱) عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۱: ۱۲۷

بیٹے عبدالرحیم! تمہارا کیا حال ہے؟''

بس پھر کیا تھا آقائے دوجہاں ﷺ کی شیریں گفتار اور رس بھرے بول نے میری دنیا ہی بدل دی جس سے مجھ پہ وجد و بکاء اور اضطراب کی عجیب کیفیت طاری ہوئی۔ حضور نبی اکرم ﷺ میرے سرہانے تشریف فرما تھے اور مجھے اپنی آغوش میں لئے ہوئے تھے۔ فرطِ جذبات سے مجھ پر گریہ و زاری کی وہ کیفیت طاری ہوئی کہ آپ ﷺ کا قمیص مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس رقت و گداز سے مجھے قرار و سکون نصیب ہوا۔ اچانک میرے دل میں خیال گزرا کہ میں تو مدت سے حضور نبی اکرم ﷺ کے موئے مبارک کا آرزو مند ہوں آپ ﷺ کا کتنا بڑا کرم ہوگا اگر اس وقت میری یہ آرزو پوری فرمادیں۔ آپ ﷺ میرے اس خیال سے آگاہ ہوئے اور اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیر کر دو موئے مبارک میرے ہاتھ میں تھما دئے۔ پھر مجھے خیال آیا کہ میں تو شاید خواب دیکھ رہا ہوں جب بیدار ہوں گا تو خدا جانے یہ بال محفوظ رہیں یا نہ رہیں۔ آپ ﷺ اس خیال کو بھی جان گئے اور فرمایا کہ یہ عالم بیداری میں بھی تیرے پاس محفوظ رہیں گے۔ بس آپ ﷺ نے مجھے صحتِ کلی اور درازئ عمر کی بشارت عطا فرمائی۔ مجھے اسی لمحے افاقہ ہوا اور میں نے چراغ منگوا کر دیکھا تو وہ موئے مبارک میرے ہاتھ سے غائب تھے، اس پر مجھے سخت اندیشہ اور پریشانی لاحق ہوئی تو آپ ﷺ نے مجھے آگاہ فرمایا کہ بیٹے میں نے دونوں بالوں کو تیرے تکیہ کے نیچے رکھا ہے یہ وہاں سے تجھے ملیں گے۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں اٹھا اور انہیں اسی جگہ پایا۔ میں نے تعظیم و اکرام کے ساتھ انہیں ایک جگہ محفوظ کر لیا۔ اس کے بعد بخار ختم ہوا، تمام کمزوری دور ہو گئی اور مجھے صحتِ کلی نصیب ہوئی۔

ان موئے مبارک کے خواص میں سے تین کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ آپس میں جڑے ہوئے رہتے تھے جوں ہی درود شریف پڑھا جاتا یہ دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور درود شریف ختم ہوتے ہی پھر اصلی حالت اختیار کر لیتے تھے۔

۲۔ ایک مرتبہ تین منکرین نے امتحان لینا چاہا اور ان موئے مبارک کو دھوپ میں لے گئے۔ غیب سے فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا جس نے ان موئے مبارک پر سایہ کرلیا حالانکہ اس وقت چلچلاتی دھوپ پڑ رہی تھی۔ ان میں سے ایک تائب ہوگیا۔ جب دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا تو باقی دونوں بھی تائب ہوگئے۔

۳۔ ایک مرتبہ کئی لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے جمع ہوگئے۔ شاہ صاحب نے ہرچند کوشش کی مگر تالا نہ کھلا۔ اس پر شاہ صاحب نے مراقبہ کیا تو پتہ چلا کہ ان میں ایک شخص جنبی ہے۔ شاہ صاحب نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو تجدید طہارت کا حکم دیا، جنبی کے دل میں چور تھا، جوں ہی وہ مجمع میں سے نکلا فوراً قفل کھل گیا اور سب نے موئے مبارک کی زیارت کرلی۔

پھر والد بزرگوار نے عمر کے آخری حصے میں ان کو بانٹ دیا جن میں ایک مجھے بھی مرحمت فرمایا جو اب تک میرے پاس موجود ہے۔(۱)

۴۔ جنگ میں فتح کے لئے موئے مبارک کا توسل

حضرت صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارک میں حضور ﷺ کے چند موئے مبارک تھے۔ ایک دفعہ وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر پڑی تو اس کے لینے کیلئے تیزی سے دوڑے جبکہ اس معرکے میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لم أفعلها بسبب القَلَنْسُوة، بل لما تضَمَّنَتْه من شَعرِه ﷺ لئلا أُسْلَب بركتها وتقع في أيدي المشركين۔(۲)

''میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کیلئے اتنی تگ و دو نہیں کی تھی بلکہ اس لئے کہ اس ٹوپی میں حضور ﷺ کے موئے مبارک تھے مجھے خوف ہوا کہ کہیں

(۱) شاہ ولی اللہ، انفاس العارفین: ۴۰، ۴۱

(۲) قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲: ۶۱۹

اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔‘‘

موئے مبارک کی برکت سے جنگ یرموک میں مسلمانوں کی فتح

تاریخ واقدی اور دیگر کتب سیر میں مروی ہے کہ جب شام میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جبلہ بن ایہم کی قوم کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے ایک روز مسلمانوں کے قلیل لشکر کا دُشمن سے آمنا سامنا ہوا تو اُنہوں نے رومیوں کے بڑے افسر کو مار دیا، اس وقت جبلہ نے تمام رومی اور عرب فوج کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت نہایت نازک تھی اور رافع ابن عمر طائی نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا ’’آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی۔‘‘ خالد رضی اللہ عنہ نے کہا: سچ کہتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں وہ ٹوپی بھول آیا ہوں جس میں حضور ﷺ کے موئے مبارک ہیں۔ ادھر یہ حالت تھی اور ادھر رات ہی کو آپ ﷺ نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جو فوج کے سپہ سالار تھے خواب میں زجر و توبیخ فرمائی کہ تم اس وقت خواب غفلت میں پڑے ہو اٹھو اور فوراً خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو کہ کفار نے ان کو گھیر لیا ہے۔ اگر تم اس وقت جاؤ گے تو وقت پر پہنچ جاؤ گے۔ ابوعبیدہ نے اسی وقت لشکر کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جائے چنانچہ وہاں سے وہ مع فوج یلغار کے لئے روانہ ہوئے۔ راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ فوج کے آگے آگے نہایت سرعت سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلا جا رہا ہے اس طرح کہ کوئی اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔ انہوں نے خیال کیا کہ شاید کوئی فرشتہ ہے جو مدد کے لئے جا رہا ہے مگر احتیاطاً چند تیز رفتار سواروں کو حکم کیا کہ اس سوار کا حال دریافت کریں، جب قریب پہنچے تو پکار کر اس جوان کو توقف کرنے کے لئے کہا یہ سنتے ہی وہ جسے ہم جوان سمجھ رہے تھے رکا تو ہم نے دیکھا کہ وہ تو خالد بن ولید کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ ان سے حال دریافت کیا گیا تو وہ گویا ہوئیں: کہ اے امیر! جب رات کے وقت میں نے سنا کہ آپ نے نہایت بے تابی سے لوگوں سے فرمایا کہ خالد بن ولید کو دشمن نے گھیر لیا تو میں نے خیال کیا کہ وہ ناکام کبھی نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک ہیں، مگر اتفاقاً ان کی ٹوپی پر نظر پڑی جو وہ گھر بھول

آئے تھے اور جس میں موئے مبارک تھے۔ بعجلتِ تمام میں نے ٹوپی لی اور اب چاہتی ہوں کہ کسی طرح اس کوان تک پہنچا دوں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جلدی سے جاؤ خدا تمہیں برکت دے۔ چنانچہ وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھ گئیں۔ حضرت رافع بن عمر جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ ہماری یہ حالت تھی کہ اپنی زندگی سے مایوس ہوگئے تھے یکبارگی تہلیل وتکبیر کی آوازیں بلند ہوئیں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو تجسس ہوا کہ یہ آواز کدھر سے آ رہی ہے کہ اچانک ان کی رومی سواروں پر نظر پڑی جو بدحواس ہو کر بھاگے چلے آ رہے تھے اور ایک سوار ان کا پیچھا کر رہا تھا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا کر اس سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ اے جوانمرد تو کون ہے؟ آواز آئی کہ میں تمہاری اہلیہ ام تمیم ہوں اور تمہاری مبارک ٹوپی لائی ہوں جس کی برکت سے تم دشمن پر فتح پایا کرتے تھے۔

راویٔ حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب خالد رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پہن کر کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔(۱)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو موئے مبارک میں جو برکت دکھائی دیتی تھی وہ اہل عقول کی سمجھ میں نہیں آ سکتی کہ وہ کیا چیز ہے حسی یا معنوی جو بالوں کے اندر رہتی ہے یا سطح بالائی پر وہ چاہے کتنی ہی موشگافیاں کریں ان کے لئے اس کا سمجھنا مشکل ہے۔ اس روایت سے سب مشکلات حل ہوگئیں اور معلوم ہوگیا کہ مشکل سے مشکل کاموں میں آسانی اور امداد غیبی کا مل جانا اس برکت کا ایک ادنیٰ سا کرشمہ تھا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے فتح موئے مبارک کی برکت سے حاصل ہوتی تھی۔

عبدالحمید بن جعفر سے روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں یہ ٹوپی سر سے غائب تھی جب تک وہ نہیں ملی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نہایت الجھن میں رہے اور ملنے کے بعد اطمینان ہوا۔ اس وقت آپ نے یہ ماجرا بیان فرمایا کہ:

---

(۱) محمد انوار اللہ فاروقی، مقاصد الاسلام، ۹: ۲۷۳-۲۷۵

فما وجھت فی وجه الا فتح لی۔(۱)

’’میں نے جدھر بھی رخ کیا اس موئے مبارک کی برکت سے فتح حاصل کی۔‘‘

اسی طرح تاریخ واقدی میں یہ واقعہ درج ہے کہ جنگ یرموک کے ایک معرکے میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ ایک نسطور نامی پہلوان سے ہوا۔ یہ مقابلہ دیر تک رہا، اچانک حضرت خالد رضی اللہ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا اور آپ کی ٹوپی زمین پر گرگئی۔ آپ ٹوپی اٹھانے میں لگ گئے اور اتنے میں وہ پہلوان آپ کی پیٹھ پر سوار ہوگیا۔ آپ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے کہ اللہ تم پر رحم کرے۔ میری ٹوپی مجھے واپس دلادو۔ ٹوپی آپ کو دی گئی جسے پہن کر آپ رضی اللہ عنہ نسطور پر غالب آ گئے اور اس کا کام تمام کردیا۔ بعد میں لوگوں نے کہا آپ نے یہ کیا حرکت کی اور ایک ٹوپی کی خاطر اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال لیا۔ آپ نے بتایا کہ وہ ٹوپی معمولی ٹوپی نہ تھی کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک سلے ہوئے تھے۔

۵۔ پسینہ مبارک سے حصولِ برکت

حضور نبی اکرم ﷺ کے جسد اطہر سے ہمیشہ پاکیزہ خوشبو آتی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس خوشبو کو مشک وعنبر اور پھول کی خوشبو سے بڑھ کر پایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے لئے، اپنے بچوں کے لئے، اور شادی بیاہ کے موقع پر اپنی بیٹیوں کے لئے حضور ﷺ کے پسینہ مبارک کو حاصل کرتے، اس سے برکت کی امید رکھتے اور بڑے اہتمام کے ساتھ اس متاعِ عزیز کو سنبھال کر رکھتے۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کے لیے چمڑے کا ایک گدا بچھایا کرتی تھیں اور حضور ﷺ ان کے

---

(۱) ۱۔ ابو یعلی، المسند، ۱۳: ۱۳۸، رقم: ۷۱۸۳
۲۔ عسقلانی، الا صابہ فی تمییز الصحابہ، ۱: ۴۱۴
۳۔ واقدی، المغازی، ۲: ۸۸۴

ہاں اسی گدے پر قیلولہ فرمایا کرتے تھے۔ (حضرت انس رضی اللہ عنہ کا) بیان ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ سونے سے بیدار ہوکر اٹھ کھڑے ہوتے تو وہ آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اور موئے مبارک کو ایک شیشی میں جمع کرتیں پھر ان کو خوشبو کے برتن میں ڈال دیتیں۔

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

فلما حضر أنس بن مالك الوفاةُ أوصىٰ إلي أن يُجْعل فی حنوطه من ذالك السُّكِ، قال: فجُعل فی حنوطه ۔(۱)

جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط(۲) میں اس خوشبو کو ملایا جائے۔ حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے حنوط میں وہ خوشبو ملائی گئی۔‘‘

۲۔ حضرت حمید سے روایت ہے کہ:

توفی أنس بن مالك فجعل فی حنوطه سكة أو سك و مسكة فيها من عرق رسول الله ﷺ۔(۳)

’’جب حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو ان کے حنوط میں ایسی خوشبو ملائی گئی جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پسینے کی خوشبو تھی۔‘‘

۲۔ اسی طرح دوسری روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۳۱۶، کتاب الاستئذان، رقم: ۵۹۲۵
۲۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۶۹

(۲) حنوط: وہ خوشبو جو کافور اور صندل ملا کر میت اور کفن کے لئے تیار کی جاتی ہے۔

(۳) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۴۹، رقم: ۷۱۵
۲۔ بیہقی، السنن الکبری، ۳: ۴۰۶، رقم: ۶۵۰۰
۳۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۲۱ (امام ہیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں)

ہمارے پاس نبی اکرم ﷺ تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ آپ ﷺ کو پسینہ آیا اور میری والدہ ایک شیشی لیکر آئیں اور آپ ﷺ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگیں۔ نبی اکرم ﷺ بیدار ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

یا أم سلیم! ما هذا الذی تصنعین؟ قالت: هذا عرقك نجعله فی طِیبِنا و هو مِن أطیب الطیب.(۱)

''اے ام سلیم! تم یہ کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ڈالیں گے اور یہ سب سے اچھی خوشبو ہے۔''

۴۔ ایک اور روایت میں حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے پسینہ مبارک جمع کرنے کی وجہ برکت کا حصول بتایا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے پوچھا:

ما تصنعین یا ام سلیم؟ فقالت: یا رسول اللہ! نرجو برکته

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۱
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳:۱۳۶، ۲۸۷، رقم: ۱۲۴۱۹، ۱۴۰۹۱
۳۔ نسائی، السنن، ۸: ۲۱۸، کتاب الزینۃ، رقم: ۵۳۷۱
۴۔ نسائی، السنن الکبری، ۵: ۵۰۶، رقم: ۹۸۰۶
۵۔ یوسف بن موسیٰ، معتصر المختصر، ۱: ۱۷
۶۔ ابو یعلی، المسند، ۶: ۴۰۹، رقم: ۳۷۶۹
۷۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲: ۳۰۸
۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۷۸، رقم: ۱۲۶۸
۹۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۱۹، رقم: ۲۸۹
۱۰۔ اصبہانی، دلائل النبوۃ، ۱: ۵۹، رقم: ۴۰
۱۱۔ ابو نعیم، حلیۃ الاولیاء، ۲: ۶۱
۱۲۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۵۴، رقم: ۱۴۲۹
۱۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱: ۷۲

لصبیاننا قال: أصبت۔ (۱)

''اے ام سلیم! تم کیا کر رہی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس میں اپنے بچوں کے لئے برکت کی امید رکھتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری امید درست ہے۔''

۶۔ لعابِ دہن سے حصولِ برکت

مستند احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آقائے دوجہاں ﷺ بیماروں کو دم فرماتے اور اپنا مبارک لعابِ دہن اپنی انگشتِ شہادت سے زمین پر ملتے اور اسے منجمد کر کے بیمار شخص کی تکلیف کی جگہ پر ملتے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی شفایابی کی دعا فرماتے۔

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کسی انسان کو تکلیف ہوتی یا کوئی زخم ہوتا تو حضور نبی اکرم ﷺ اپنا لعاب دہن مٹی کے ساتھ ملا کر لگاتے اور اس کی شفایابی کے لئے یہ مبارک الفاظ دہراتے:

بسم اللہ، تُربةُ أرضِنا، بريقة بعضنا، يُشفَى سَقِيمُنا، بِإذنِ رَبِّنا۔ (۲)

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۸۱۵، کتاب الفضائل، رقم: ۲۳۳۱
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۲۲۶، رقم: ۱۳۳۹۰
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۵۴، رقم: ۱۱۳۰
۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۱: ۷۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۶۸، کتاب الطب، رقم: ۵۴۱۳
۲۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۷۲۴، کتاب السلام، رقم: ۲۱۹۴
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۱۲، کتاب الطب، رقم: ۳۸۹۵
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۶۳، کتاب الطب، رقم: ۳۵۲۱
۵۔ نسائی، عمل الیوم واللیلۃ، ۱: ۵۵۹، رقم: ۱۰۲۳
۶۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۹۳، رقم: ۲۴۶۶۱

←

’’اللہ کے نام سے شفا طلب کر رہا ہوں، ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کا لعاب اللہ کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے۔‘‘

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

’’حضور نبی اکرم ﷺ کے الفاظ ’’ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے‘‘ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ دم فرماتے وقت مبارک لعابِ دہن لگایا کرتے تھے۔ امام نوویؒ فرماتے ہیں: ’’اس حدیث کا مطلب ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنا لعابِ دہن اپنی انگشتِ شہادت پر لے کر زمین پر ملتے اور اسے منجمد کر کے اسے تکلیف یا زخم کی جگہ پر ملتے اور ملتے ہوئے حدیث میں مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرماتے۔‘‘ امام قرطبیؒ فرماتے ہیں: ’’اس حدیث سے ہر بیماری میں دم کرنے کا جواز ثابت ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان یہ امر عام اور معروف تھا۔‘‘ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ’’نبی اکرم ﷺ کا اپنی انگلی مبارک زمین پر رکھنا اور اس پر مٹی ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دورانِ دم ایسا عمل کرنا درست اور جائز ہے۔ ...... اور بیشک اس سے اسماءِ الٰہی اور حضور ﷺ کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے، پھر دم اور اسماء مبارکہ وغیرہ کے اثرات اس قدر حیران کن ہیں جن کی حقیقت سے عقل ماؤف ہو جاتی ہے۔‘‘(۱)

(۱) عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۲۰۸

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے بچوں کو حضور ﷺ سے گھٹی دلواتے

مستند ترین کتبِ احادیث میں یہ مثالیں بھی بکثرت ملتی ہیں کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے گھٹی دلوانے اور اس کا نام رکھوانے کے لیے بارگاہِ رحمت للعالمین ﷺ میں حاضر ہوتے۔ آپ ﷺ اس نومولود کے منہ میں اپنا مبارک لعابِ

.... ۷۔ حاکم، المستدرک، ۴: ۴۵۷، رقم: ۸۲۶۶

۸۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۲۳۸، رقم: ۲۹۷۳

۹۔ ابویعلی، المسند، ۸: ۲۲، رقم: ۴۵۲۷

۱۰۔ بغوی، شرح السنۃ، ۵: ۲۲۴، رقم: ۱۴۱۴

دہن ڈالتے اور یوں اس بچے کے پیٹ میں سب سے پہلے جو چیز پہنچتی وہ دوجہانوں کے والی حضور ﷺ کا مبارک لعابِ دہن ہوتا۔

۳۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں:

أنها حَملتْ بعبد الله بن الزبير، قالتْ: فخرجتُ و أنا مُتِمٌّ، فأتيتُ المدينةَ فنزلتُ بقُبَاء، فولدتهُ بقُباء، ثم أتيتُ به النبيﷺ فوضَعتهُ في حِجرِه، ثم دعا بتمرةٍ، فَمَضَغَهَا، ثم تَفَل في فيه، فكان أوّلَ شئ دخل جوفَه ريقُ رسولِ الله ﷺ، ثم حَنَّكَه بتمرة، ثم دعاله و بَرَّكَ عليه ۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۴۲۲، کتاب فضائل الصحابۃ، رقم: ۳۶۹۷
۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۰۸۱، کتاب العقیقۃ، رقم: ۵۱۵۲
۳۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۹۱، کتاب الآداب، رقم: ۲۱۴۶
۴۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۴۷، رقم: ۲۶۹۸۳
۵۔ حاکم، المستدرک، ۳: ۶۳۲، رقم: ۶۳۳۰
۶۔ بیہقی، السنن الکبری، ۶: ۲۰۴، رقم: ۱۱۹۲۷
۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۳۷، رقم: ۲۳۴۸۳
۸۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۳۴۶، رقم: ۳۶۶۲۲
۹۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۱: ۴۱۳، ۴۱۲، رقم: ۵۷۳۔۵۷۴۔۵۷۵
۱۰۔ بخاری، التاریخ الکبیر، ۵: ۶، رقم: ۹
۱۱۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱: ۷۶۴
۱۲۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۹۰۶، رقم: ۱۵۳۵
۱۳۔ تمیمی، الثقات، ۳: ۲۱۲، رقم: ۷۰۷
۱۴۔ ابونعیم، حلیۃ الأولیاء، ۱: ۳۳۳ (ہشام بن عروہ اور فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے)
۱۵۔ تمیمی، مشاہیر علماء الأمصار، ۱: ۳۰، رقم: ۱۵۴

’’کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاملہ تھیں انہوں نے کہا: میں مکہ سے (ہجرت کے لئے) اس حالت میں نکلی کہ میرے وضع حمل کے دن پورے تھے میں مدینہ آئی اور قبا میں اتری اور وہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے پھر میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور میں نے اسے آپ ﷺ کی گود مبارک میں ڈال دیا۔ پھر آپ ﷺ نے کھجور منگوائی اور اسے چبایا۔ پھر بچہ کے منہ میں لعابِ دہن ڈال دیا اور جو چیز سب سے پہلے اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آپ ﷺ کا لعاب مبارک تھا۔ پھر اس کے تالو میں کھجور لگا دی، اس کے حق میں دعا کی اور اس پر مبارکباد دی۔‘‘

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

ذهبتُ بِعبدِ الله بن أبی طلحة الأنصاری إلی رسولِ الله ﷺ حين وُلِدَ، و رسول الله ﷺ فی عَبَاءَ ةٍ يَهْنأُ بَعيرًا له فقال: هل معكَ تمرٌ؟ فقلتُ: نعم، فناولته تَمَراتٍ، فألقاهُنَّ في فيه فَلاكَهُنَّ، ثم فَغَرَفا الصَّبِیَّ فمَجَّه فی فيه، فجعل الصبی يَتَلَمَّظُهُ، فقال رسول الله ﷺ: حُبُّ الأنصارِ التمر۔ و سماه عبدَ اللهِ۔(۱)

’’جب حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۸۹، کتاب الآداب: رقم: ۲۱۴۴

۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۷۵، ۲۱۲، ۲۸۷، رقم: ۱۲۸۱۲، ۱۳۲۳۳، ۱۴۰۹۷

۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۹: ۳۰۵

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۰: ۳۹۳، رقم: ۴۵۳۱

۵۔ ابویعلی، المسند، ۶: ۳۷، رقم: ۳۲۸۳

۶۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۲۸۸، کتاب الأدب، رقم: ۴۹۵۱

۷۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۸: ۴۳۳

۸۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۳۹۳، رقم: ۱۳۲۱

۹۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۴۲۹، رقم: ۱۲۵۴

۱۰۔ ابوعوانہ، المسند، ۵: ۲۴۰، رقم: ۸۵۵۰

لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ ایک چادر اوڑھے اپنے اونٹ کو روغن مل رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ پھر میں نے کچھ کھجوریں آپ ﷺ کو پیش کیں، آپ ﷺ نے وہ اپنے منہ میں ڈال کر چبائیں۔ پھر آپ ﷺ نے بچہ کا منہ کھول کر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا اور بچہ اسے چوسنے لگا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔ اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔‘‘

۷۔ قربِ مصطفیٰ ﷺ میں دفن ہونے کی خواہش

عالیٔ مرتبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے حضرات شیخین سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ اُنہیں قربِ مصطفیٰ ﷺ میں دفن ہونا نصیب ہو، تاکہ عالم برزخ میں بھی قرب و وصالِ محبوب کے لمحات سے ان کی روحوں کو تسکین ملے۔ یارِ غار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اس نیک خواہش کے بارے مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

لما حضرت أبابكر الوفاة أقعدنی عند رأسه و قال لی: یا علی! إذا أنا مت فغسلنی بالكف الذی غسلت به رسول الله و حنطونی و اذهبوا بی إلی البیت الذی فیه رسول الله فاستأذنوا فإن رأیتم الباب قد یفتح فادخلوا بی وإلا فردونی إلی مقابر المسلمین حتی یحكم الله بین عباده۔ قال: فاغسل و كفن و كنت أول من یأذن إلی الباب فقلت: یا رسول الله! هذا أبوبكر مستأذن، فرأیت الباب قد یفتح، و سمعت قائلا یقول: ادخلوا الحبیب إلی حبیبه فإن الحبیب إلی الحبیب مشتاق۔(۱)

(۱) ۱۔ حلبی، السیرۃ الحلبیۃ، ۳: ۴۹۳

۲۔ سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۲: ۴۹۲

۳۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق، ۳۰: ۴۳۶

’’جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اپنے سرہانے بٹھایا اور فرمایا: اے علی! جب میں فوت ہو جاؤں تو مجھے اس ہاتھ سے غسل دینا جس سے تم نے رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا تھا اور مجھے خوشبو لگانا اور مجھے حضور ﷺ کے روضۂ اقدس کے پاس لیجانا، اگر تم دیکھو کہ دروازہ کھول دیا گیا ہے تو مجھے وہاں دفن کر دینا ورنہ واپس لاکر عامۃ المسلمین کے قبرستان میں دفن کر دینا تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ فرما دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کو غسل اور کفن دیا گیا اور میں نے سب سے پہلے روضہ رسول ﷺ کے دروازے پر پہنچ کر اجازت طلب کی میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابوبکر آپ سے داخلہ کی اجازت مانگ رہے ہیں، پھر میں نے دیکھا کہ روضہ اقدس کا دروازہ کھول دیا گیا اور آواز آئی۔ حبیب کو اس کے حبیب کے ہاں داخل کر دو بے شک حبیب ملاقاتِ حبیب کے لئے مشتاق ہے۔‘‘

اسی طرح امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی اپنے آقائے کریم حضور نبی اکرم ﷺ کے پہلو میں دفن ہونے کے بہت ہی زیادہ خواہاں تھے۔ جب قاتلانہ حملے کے نتیجے میں آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اجازت لینے کے لئے بھیجا اگرچہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود یہ خواہش رکھتی تھیں اور انہوں نے فرمایا ہوا تھا کہ وہ اس جگہ کو اپنی تدفین کے لئے پسند کرتی ہیں مگر وہ فرمانے لگیں کہ اب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے اوپر ترجیح دیتی ہوں۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ واپس آئے اور اپنے والد کو خوشخبری سنائی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

ما كان شئ أهم إليّ من ذالك المضجع فإذا قبضت فاحملونى ثم سلموا، ثم قل: يستأذن عمر بن الخطاب فإن أذنت لى فادفنونى، و إلا فردونى إلى مقابر المسلمين۔(۱)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱:۴۶۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۳۲۸
۲۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۵:۳۵۳

←

''میرے نزدیک اس آرام گاہ سے بڑھ کر کوئی چیز اہم نہیں ہے۔ جب میں انتقال کر جاؤں تو مجھے اٹھا کر (اس جگہ پر) لے جانا، سلام عرض کرنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب اجازت چاہتا ہے اگر وہ (سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) اجازت دے دیں تو دفن کر دینا ورنہ مجھے عام مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دینا۔''

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس خواہش کی توجیہ صرف یہی ہے کہ وہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے قریب دفن ہونا باعث برکت سمجھتے تھے۔

۸۔ جبۂ رسول ﷺ سے حصول برکت

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے کسروانی طیلسان کا جبہ نکال کر دکھایا جس کے گریبان اور آستینوں پر ریشم کا کپڑا لگا ہوا تھا۔ پس آپ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں:

هذه كانت عند عائشة حتى قُبضتْ، فلما قُبضتُ قبضتها وكان النبی ﷺ يلبسها، فنحن نغسلها للمرضى يستشفى بها.(۱)

......۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۴: ۵۸

۴۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۱: ۲۹۰

۵۔ نووی، تہذیب الاسماء، ۲: ۳۳۲

۶۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۶: ۱۵۹

یہ روایت حاکم نے 'المستدرک (۳: ۹۹، رقم: ۴۵۱۹)' میں ابن ابی شیبہ نے 'المصنف (۷: ۴۴۰، رقم: ۳۷۰۴۴)' میں اور ابن سعد نے 'الطبقات الکبریٰ (۳: ۳۶۳)' میں رواۃ اور الفاظ کے قدرے اختلاف کے ساتھ بیان کی ہے۔

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۴۱، کتاب اللباس، رقم: ۲۰۶۹

۲۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴۹، کتاب اللباس، رقم: ۴۰۵۴

←

’’یہ مبارک جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ان کی وفات تک محفوظ رہا، جب ان کی وفات ہوئی تو یہ میں نے لے لیا۔ یہی وہ مبارک جبہ ہے جسے حضور نبی اکرم ﷺ پہنتے تھے۔ پس ہم اس کے وسیلہ سے بیماروں کے لئے شفاء طلب کرتے ہوئے اسے دھوتے ہیں۔‘‘

امام نوویؒ اس حدیث کے ذیل میں لکھتے ہیں:

و فی هذا الحديث دليل على استحباب التبرك بآثار الصالحين و ثيابهم۔(۱)

’’اس حدیث میں صالحین کے آثار اور ان کے کپڑوں سے برکت حاصل کرنے کے مستحب و پسندیدہ ہونے کی دلیل ہے۔‘‘

۹۔ کمبل مبارک سے حصولِ برکت

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس وہ کمبل محفوظ تھا جس میں حضور ﷺ کا وصال مبارک ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس کی زیارت کرواتی تھیں۔

------ ۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۳۴۷، رقم: ۲۶۹۸۷
۴۔ ابوعوانہ، المسند، ۵: ۲۳۱، رقم: ۸۵۱۳
۵۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۲: ۴۲۳، رقم: ۴۰۱۰
۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۲۷۰، رقم: ۵۸۷۹
۷۔ اسحاق بن راھویہ، المسند، ۱: ۱۳۴، رقم: ۳۰
۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴: ۹۸، رقم: ۲۶۴
۹۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۴۱، رقم: ۶۱۰۸
۱۰۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۴
(۱) نووی، شرح علی صحیح مسلم، ۱۴: ۴۴

حضرت بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

أخرجت إلینا عائشة رضی اللہ عنہا کساء ملبدا و قالت: فی هذا نزع روح النبی ﷺ۔(۱)

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک موٹا کمبل نکال کر ہمیں دکھایا اور فرمایا: حضور ﷺ کا وصال اس مبارک کمبل میں ہوا تھا۔''

یہ روایت حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ بھی مروی ہے:

دخلت علی عائشة فأخرجت إلینا إزارا غلیظا مما یصنع بالیمن، و کساء من التی یسمونها الملبدة، قال: فأقسمت باللہ، إن رسول اللہ ﷺ قبض فی هٰذین الثوبین۔(۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۱، ابواب الخمس، رقم: ۲۹۴۱
۲۔ عسقلانی، تغلیق التعلیق، ۳: ۴۶۸

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۶۴۹، کتاب اللباس والزینة، رقم: ۲۰۸۰
۲۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۱، ابواب الخمس، رقم: ۲۹۴۱
۳۔ ابوداؤد، السنن، ۴: ۴۵، کتاب اللباس: رقم: ۴۰۳۶
۴۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۷۶، کتاب اللباس، رقم: ۳۵۵۱
۵۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۱۳۱، رقم: ۲۵۰۴۱
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۹۳، رقم: ۶۶۲۳۔۶۶۲۴
۷۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۵: ۱۷۴، رقم: ۲۴۹۰۵
۸۔ ابن ابی شیبہ، المصنف، ۷: ۸۷، رقم: ۳۴۳۲۳
۹۔ ابو یعلی، المسند، ۷: ۴۰۷، رقم: ۴۴۳۲
۱۰۔ ابو یعلی، المسند، ۸: ۳۵۷، رقم: ۴۹۴۳
۱۱۔ ابن راہویہ، المسند، ۳: ۷۵۰۔۷۵۱
۱۲۔ ابو عوانہ، المسند، ۵: ۲۳۹، رقم: ۸۵۴۷۔۸۵۴۸
۱۳۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۴۵۲، رقم: ۳۰۸۴

←

’’میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا انہوں نے یمن کا بنا ہوا ایک موٹے کپڑے کا تہبند نکالا اور ایک چادر نکالی جس کو مُلَبَّدہ (پیوند لگی ہوئی) کہا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہی دو کپڑوں میں وصال فرمایا تھا۔‘‘

چادرِ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے امام بوصیریؒ شفایاب ہوئے

صاحبِ ’’قصیدہ بردہ‘‘ امام شرف الدین بوصیریؒ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ اپنے زمانے کے متبحر عالمِ دین، شاعر اور شہرۂ آفاق ادیب تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا جنکی بناء پر امراء اور سلاطینِ وقت ان کی بہت قدر و منزلت کرتے تھے۔ ایک روز جارہے تھے کہ سر راہ اللہ کے ایک نیک بندے سے آپ کی ملاقات ہوگئی، انہوں نے آپ سے پوچھا: بوصیری! کیا تمہیں کبھی خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے؟ اس کا آپ نے نفی میں جواب دیا لیکن اس بات نے ان کی کایا پلٹ دی اور دل میں حضور نبی اکرم ﷺ سے عشق و محبت کا جذبہ اس قدر شدت اختیار کر گیا کہ ہر وقت آپ ﷺ کے خیال میں مستغرق رہتے اور اسی دوران کچھ نعتیہ اشعار بھی کہے۔

پھر اچانک ان پر فالج کا حملہ ہوا جس سے ان کا آدھا جسم بیکار ہو گیا، وہ عرصہ دراز تک اس عارضے میں مبتلا رہے اور کوئی علاج کارگر نہ ہوا۔ اس مصیبت و پریشانی کے عالم میں امام بوصیریؒ کے دل میں خیال گزرا کہ اس سے پہلے تو دنیاوی حاکموں اور بادشاہوں کی قصیدہ گوئی کرتا رہا ہوں کیوں نہ آقائے دوجہاں ﷺ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھ کر اپنی اس مرضِ لا دوا کے لئے شفاء طلب کروں؟ چنانچہ اس بیماری کی حالت میں قصیدہ لکھا۔ رات کو سوئے تو مقدر بیدار ہوگیا اور خواب میں حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔ عالم خواب میں پورا قصیدہ آقائے کائنات ﷺ کو پڑھ

------ ۱۴۔ بیہقی، شعب الایمان، ۲: ۱۷۰، رقم: ۱۴۶۰

کر سنایا۔ آپ ﷺ امام بوصیریؒ کے اس کلام سے اس درجہ خوش ہوئے کہ اپنی چادر مبارک ان پر ڈالی اور پورے بدن پر اپنا دستِ شفاء پھیرا جس سے دیرینہ بیماری کے اثرات جاتے رہے اور آپ فوراً شفایاب ہوگئے۔ اگلے دن صبح صبح آپ اپنے گھر سے نکلے اور سب سے پہلے جس سے آپ کی ملاقات ہوئی وہ اس زمانے کے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابوالرجاء تھے۔ انہوں نے امام بوصیریؒ کو روکا اور درخواست کی کہ وہ قصیدہ جو آپ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی مدح میں لکھا ہے مجھے بھی سنا دیں۔ امام بوصیریؒ نے پوچھا کونسا قصیدہ؟ انہوں نے کہا: وہی قصیدہ جس کا آغاز اس شعر سے ہوتا ہے۔

أمن تذکر جیران بذی سلم

مزجت دمعا جری من مقلة بدم

’’کیا تو نے ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے گوشۂ چشم سے بہنے والے آنسو کو خون سے ملا دیا ہے؟‘‘

آپ کو تعجب ہوا اور پوچھا کہ اس کا تذکرہ تو میں نے ابھی تک کسی سے نہیں کیا پھر آپ کو کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے فرمایا کہ خدا کی قسم جب آپ یہ قصیدہ آقائے دوجہاں ﷺ کو سنا رہے تھے اور آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرما رہے تھے تو میں بھی اسی مجلس میں ہمہ تن گوش اسے سن رہا تھا۔ جس کے بعد یہ واقعہ مشہور ہوگیا اور اس قصیدہ کو وہ شہرتِ دوام ملی کہ آج تک اس کا تذکرہ زبان زد خاص و عام ہے اور اس سے حصولِ برکات کا سلسلہ جاری ہے۔(۱)

قصیدہ بردہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے امام بوصیریؒ سے خوش ہوکر اپنی چادر مبارک ان کے بیمار جسم پر ڈالی تھی اور پھر اپنا دست شفاء بھی پھیرا تھا جس کی برکت سے وہ فوراً شفاء یاب ہوئے لہٰذا اس چادرِ مصطفیٰ ﷺ کی نسبت سے اس قصیدہ کا نام ’’قصیدہ بردہ‘‘ مشہور ہوا۔

برکاتِ مصطفیٰ ﷺ آج بھی جاری وساری ہیں اور جس نے اس قصیدہ کو درمان

(۱) ۱۔ خرپوتی، عصیدۃ الشہدۃ شرح قصیدۃ البردۃ: ۳
۲۔ تھانوی، نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب، ۲۹۹۔۳۰۰

طلبی کا ذریعہ اور وسیلہ بنایا اللہ رب العزت نے اسے بامراد کیا۔ اس کی برکت سے بہت سوں کو فالج سے صحت یابی اور آشوب چشم کی شدت سے نجات ملی اس طرح بہت سے دیگر پریشان حال لوگوں کے دینوی و دنیاوی امور آسان ہوئے۔

۱۰۔ مس شدہ کپڑے سے حصولِ برکت

۱۔ مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو حضور ﷺ نے ان کی تجہیز و تکفین کے لئے خصوصی اہتمام فرمایا، غسل کے بعد جب انہیں قمیص پہنانے کا موقعہ آیا تو آپ ﷺ نے اپنا کرتہ مبارک عورتوں کو عطا فرمایا اور حکم دیا کہ یہ کرتہ انہیں پہنا کر اوپر کفن لپیٹ دیں۔(۱)

حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے کرتہ عطا فرمانے کا مقصد یہی سمجھ میں آتا ہے کہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ وہ اس کے فیوض و برکات سے مستفید ہو جائیں۔

۲۔ حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے ان کی تکفین کے لئے اپنا مبارک ازار بند عطا فرمایا۔(۲)

---

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۴:۳۵۱، رقم:۸۷۱
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱:۶۷، رقم: ۱۸۹
۳۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۴: ۱۸۹۱، رقم: ۴۰۵۲
۴۔ ابونعیم، حلیۃ الاولیاء، ۳:۱۲۱
۵۔ ابن جوزی، العلل المتناہیۃ، ۱: ۲۶۹، رقم: ۴۳۳
۶۔ ابن جوزی، صفوۃ الصفوۃ، ۲:۵۴
۷۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، ۷:۲۱۳
۸۔ سمھودی، وفاء الوفاء، ۳:۸۹۷
۹۔ عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۸: ۶۰، رقم: ۱۱۵۸۴
۱۰۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۹: ۲۵۶

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۴۲۳، کتاب الجنائز، رقم: ۱۱۹۶
۲۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۶۴۶، کتاب الجنائز، رقم: ۹۳۹

←

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ کے استعمال شدہ کپڑوں کو کفن بنایا

۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک خاتون نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک چادر پیش کی۔ جب آپ ﷺ نے وہ زیب تن فرمائی تو ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیك وسلم! کتنی حسین چادر ہے، مجھے عنایت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے انہیں عنایت فرمائی۔ حاضرین میں سے بعض نے اس کو اچھا نہیں سمجھا اور چادر مانگنے والے کو ملامت کی کہ جب تمہیں معلوم تھا کہ حضور ﷺ کسی سائل کو واپس نہیں لوٹاتے تو تم نے یہ چادر کیوں مانگی؟ اس شخص نے جواب دیا:

إنّی واللہ ماسألته لألبسها، إنما سألته لتكون كفنی قال سهل: فكانت كفنه۔(۱)

.....۳۔ ابو داؤد، السنن، ۳: ۱۹۷، کتاب الجنائز، رقم: ۳۱۴۲

۴۔ نسائی، السنن، ۴: ۳۰، ۳۱، ۳۲، کتاب الجنائز، رقم: ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۹۰

۵۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۳: ۳۱۵، ابواب الجنائز، رقم: ۹۹۰

۶۔ ابن ماجہ، السنن، ۱: ۴۶۸، کتاب الجنائز، رقم: ۱۴۵۸

۷۔ مالک، المؤطا، ۱: ۲۲۲، رقم: ۵۲۰

۸۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۸۴

۹۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۴۰۷، رقم: ۲۷۳۴۰

۱۰۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۷۴، رقم: ۳۶۰

۱۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۷: ۳۰۴، ۳۰۲، رقم: ۳۰۳۳، ۳۰۳۲

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۴۲۹، کتاب الجنائز، رقم: ۱۲۱۸

۲۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۷۳۷، کتاب البیوع، رقم: ۱۹۸۷

۳۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۸۹، کتاب اللباس، رقم: ۵۴۷۳

۴۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۴۵، کتاب الأدب، رقم: ۵۶۸۹

۵۔ نسائی، السنن الکبریٰ، ۵: ۴۸۰، رقم: ۹۶۵۹

۶۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۳: ۴۰۴، رقم: ۶۴۸۹

←

’’خدا کی قسم میں نے یہ چادر اس لئے نہیں مانگی کہ اسے پہنوں۔ میں نے (تو اس کی برکت کی امید سے) اس لئے مانگی ہے کہ یہ مبارک چادر میرا کفن ہو۔ حضرت سہل فرماتے ہیں: کہ یہ مبارک چادر بعد میں ان کا کفن بنی۔‘‘

یعنی اس خوش بخت صحابی رضی اللہ عنہ کو ان کی خواہش کے مطابق حضور نبی اکرم ﷺ کی مبارک چادر میں کفن دے کر دفنایا گیا۔

۴۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن سفیان غزوہ تبوک میں شہید ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں اپنے مبارک قمیص کا کفن پہنایا۔(۱)

۵۔ حضرت عبداللہ بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم فوت ہوئے تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی مبارک قمیص کا کفن پہنا کر دفن کیا، اور فرمایا: **هذا سعيد أدركته سعادة** ’’یہ خوش بخت ہے اوراس نے اس سے سعادت حاصل کی ہے۔‘‘(۲)

------ ۷۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۱۷۰، رقم: ۴۶۲
۸۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۱۴۳، ۱۶۹، ۲۰۰، رقم: ۵۷۸۵، ۵۸۸۷، ۵۹۹۷
۹۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۷۰، رقم: ۶۲۳۴
۱۰۔ قرشی، مکارم الاخلاق، ۱: ۱۱۴، رقم: ۳۷۸
۱۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۷۷، کتاب اللباس، رقم: ۳۵۵۵
۱۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۳۳، رقم: ۲۲۸۷۶
۱۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۴۵۴

(۱) ۱۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، ۳: ۲۶۲
۲۔ عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۴: ۱۱۱، رقم: ۴۷۱۵

(۲) ۱۔ ابن اثیر، اسد الغابہ، ۳: ۲۰۷
۲۔ ابن عبدالبر، الاستیعاب، ۳: ۸۸۴، رقم: ۱۴۹۶
۳۔ عسقلانی، الاصابہ فی تمییز الصحابہ، ۴: ۴۷، رقم: ۴۶۰۵
۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۴: ۴۸
۵۔ ذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۱: ۲۵۹

۶۔ حضرت عبداللہ بن ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو

دفنه النبی ﷺ فی قمیصه۔(۱)

’’حضور اکرم ﷺ نے اسے اپنے قمیص مبارک میں دفن کیا۔‘‘

۱۱۔ نعلینِ پاک سے حصولِ برکت

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور ﷺ کے نعلین پاک اور ایک پیالہ بھی محفوظ تھا جس میں حضور نبی اکرم ﷺ پانی نوش فرماتے تھے۔ نعلین پاک کے حوالے سے حضرت عیسیٰ بن طہمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں:

أخرج إلینا أنس نعلین جرداوین، لهما قبالان، فحدثنی ثابت البُنانی بعد عن أنس: أنهما نعلا النبی ﷺ۔(۲)

’’حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں بغیر بال کے چمڑے کے دو نعلین مبارک نکال کر دکھائے جن کے دو تسمے تھے۔ بعد میں ثابت بُنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ یہ دونوں حضور ﷺ کے نعلین مبارک ہیں۔‘‘

۲۔ ایک دفعہ حضرت عبید بن جُریج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ’’میں آپ کو بالوں سے صاف کی ہوئی کھال کی جوتی پہنے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔‘‘ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

---

(۱) عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۴: ۲۹، رقم: ۴۵۷۵

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۱، ابواب الخمس، رقم: ۲۹۴۰

۲۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۲۰۰، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۲۰

۳۔ بیہقی، شعب الایمان، ۵: ۱۷۷، رقم: ۶۲۶۹۔۶۲۷۰

۴۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۳۱۲، رقم: ۵۵۲۰

۵۔ ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، ۱: ۸۳، باب فی نعل رسول اللہ، رقم: ۷۸

فإني رأيت رسول اللهﷺ يلبس النعل التي ليس فيها شعر و يتوضأ فيها فأنا أحب أن ألبسها(۱)

’’میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی جوتیاں پہنے ہوئے دیکھا ہے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور آپ ﷺ اس میں وضو فرماتے تھے لہٰذا میں ایسی جوتیاں پہننا پسند کرتا ہوں۔‘‘

۳۔ امام قسطلانیؒ اپنی کتاب ’المواہب اللدنیۃ (۲:۸ا۱۱۔۱۱۹)‘ میں لکھتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعودؓ حضور نبی اکرم ﷺ کے خادمین میں سے تھے اور آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں تکیہ، مسواک، نعلین اور وضو کے لیے پانی لے کر حاضر رہتے۔ جب آپ ﷺ قیام فرماتے تو وہ آپ ﷺ کو نعلین مبارک پہنا دیتے اور جب آپ ﷺ تشریف رکھتے تو وہ آپ ﷺ کے نعلین پاک اٹھا کر بغل میں دبا لیتے تھے۔

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۱: ۷۳، کتاب الوضوء، رقم: ۱۶۴
۲۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۸۴، باب فی نعل رسول اللہ، رقم: ۷۹
۳۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۹۹، کتاب اللباس، رقم: ۵۵۱۳
۴۔ مسلم، الصحیح، ۲: ۸۴۴، کتاب الحج، رقم: ۱۱۸۷
۵۔ ابوداؤد، السنن، ۲: ۱۵۰، کتاب المناسک، رقم: ۱۷۷۲
۶۔ ابن حبان، الصحیح، ۹: ۷۹: رقم: ۳۷۶۳
۷۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۸۷، رقم: ۱۲۷۲
۸۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۵: ۳۷، رقم: ۸۷۶۲
۹۔ شافعی، السنن المأثورہ، ۱: ۳۷۳، رقم: ۵۰۳
۱۰۔ مالک، المؤطا، ۱: ۳۳۳، رقم: ۷۳۳
۱۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۲: ۶۶، ۱۱۰، رقم: ۵۳۳۸، ۵۸۹۴
۱۲۔ ابن عبدالبر، التمھید، ۲۱: ۷۴
۱۳۔ زرقانی، شرح المؤطا، ۲: ۳۳۱
۱۴۔ مزی، تہذیب الکمال، ۱۹: ۱۹۴، رقم: ۳۷۰۹

امام قسطلانیؒ مزید لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلین پاک کی بابت ابوبکر احمد بن امام ابومحمد عبداللہ بن حسین قرطبیؒ کہتے ہیں:

و نعلٍ خضَعْنا هيبةً لِبَهائِها
و إنَّا متى نَخضَع لها أبدًا نعلو
فَضَعْها على أعلَى المَفارِق إنها
حقيقَتُهَا تاجٌ و صورتُها نعلٌ

(ایسے جوتے کہ جن کی بلند و بالا عظمت کو ہم تسلیم کرتے ہیں، کیونکہ اس عظمت کو تسلیم کر کے ہی ہم بلند ہوسکتے ہیں۔ اس لیے انہیں بلند ترین جگہ پر رکھو کیونکہ درحقیقت یہ (سر کا) تاج ہیں اگرچہ دیکھنے میں جوتے ہیں۔) (۱)

جب امام فخانی نے پہلی مرتبہ نعلین پاک دیکھے تو بے ساختہ پکار اٹھے:

وَ لو قيل للمجنونِ لَيلىٰ و وَصْلُها
تُريدُ أمِ الدنيا و ما في زوايها
لقال غُبارُ من ترابِ نِعالها
أحبُّ إلى نفسي و الشفاء لي بَلائها

(اور اگر لیلیٰ کے مجنوں سے پوچھا جاتا کہ تو لیلیٰ سے ملاقات اور دنیا کے مال و زر میں سے کس چیز کو ترجیح دے گا؟ تو وہ بے اختیار پکار اٹھتا: ''اس کی جوتیوں سے اٹھنے والی خاک مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری ہے اور اس کی مصیبتیں رفع کرنے کے لئے سب سے بہترین علاج ہے۔'')

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ علماء متقدمین و متاخرین نے نعلینِ پاک کے متعلق متعدد کتب تالیف کی ہیں مثلاً:

(۱) قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ۲: ۴۷۰

۱۔ مولانا شہاب الدین احمد مقری نے 'فتح المتعال فی مدح النعال' نامی کتاب لکھی۔

۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی نے 'نیل الشفاء بنعال المصطفٰے' نامی رسالہ لکھا جو کہ ان کی کتاب 'زادالسعید' میں پایا جاتا ہے۔

۳۔ مولانا محمد زکریا کاندھلوی لکھتے ہیں:

''نعل شریف کے برکات و فضائل مولانا اشرف علی تھانوی کے رسالہ 'زادالسعید' کے آخر میں مفصل مذکور ہیں جس کو تفصیل جاننا مقصود ہو، اس میں دیکھ لے۔ مختصر یہ کہ اس کے خواص بے انتہا ہیں، علماء نے بارہا تجربے کئے ہیں۔ اسے اپنے پاس رکھنے سے حضور ﷺ کی زیارت نصیب ہوتی ہے، ظالموں سے نجات اور لوگوں میں ہر دلعزیزی حاصل ہوتی ہے، غرض اس کے توسل سے ہر مقصد میں کامیابی ہوتی ہے، طریقِ توسل بھی اسی میں مذکور ہے۔''

نقشِ نعلین پاک کی آزمائی ہوئی فوائد و برکات میں سے یہ بھی ہے کہ جو شخص اس کو حصولِ برکت کی نیت سے اپنے پاس محفوظ رکھے تو اس کی برکت سے وہ شخص ظالم کے ظلم سے، دشمنوں کے غلبہ سے، شیاطین کے شر اور ہر حاسد کی نظرِ بد سے حفاظت میں رہے گا۔ اسی طرح اگر کوئی حاملہ عورت شدت دردِ زہ میں اس کو اپنے دائیں پہلو پر رکھے تو اللہ تعالیٰ اپنی قدرت و مشیت سے اس خاتون پر آسانی فرمائے گا۔ اس نقش پاک کی برکتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس کے ذریعہ نظرِ بد اور جادو ٹونے سے آدمی امان میں رہتا ہے۔

نقشِ نعلین پاک کے حوالے سے امام ابن فہد مکیؒ اور دیگر ائمہ کی ایک کثیر تعداد نے اپنا اپنا یہ تجربہ بیان کیا کہ یہ جس لشکر میں ہوگا وہ فتح یاب ہوگا جس قافلے میں ہوگا وہ بحفاظت اپنی منزل پر پہنچے گا، جس کشتی میں ہوگا وہ ڈوبنے سے محفوظ رہے گی، جس گھر میں ہوگا وہ جلنے سے محفوظ رہے گا، جس مال و متاع میں ہوگا، وہ چوری سے محفوظ رہے گا اور کسی بھی حاجت کے لئے صاحبِ نعلین (حضور نبی اکرم ﷺ) سے توسل کیا جائے تو وہ

پوری ہو کر رہے گی اور اس توسل سے ہر تنگی فراخی میں تبدیل ہو گی۔

مصر کے ایک فاضل ادیب علامہ شرف الدین طنوبیؒ نے نقش نعلین پاک کے فوائد و برکات کا تذکرہ بڑے ہی محبت بھرے انداز کے ساتھ اپنے ان اشعار میں کیا ہے۔

یا عاشقاً نعل الحبیب وما رأی
تمثالها هنیت بالتمثال

''اے عاشقِ حبیب خدا ﷺ تجھے نعل حبیب ﷺ اور اس کا نقشِ پاک مبارک ہو۔''

ضعه علی خدیك ثم علی الحشا
و علیه و إلی الثمك المتول

''(اے عاشق) اسے اپنے رخسار پر رکھ پھر اسے اپنے پہلو پر رکھ اور اسے اپنے چہرے اور (آنکھوں پر) لگا کر (اظہارِ محبت وعقیدت کر)''

واعکف علیه عسی تفوز بیُمنه
فالسر قد یسری إلی الأشکال

''نقشِ نعل پاک کے ساتھ تعلق کو پختہ کر یقیناً اس کی برکت سے تجھے کامیابی حاصل ہو گی اور خوش ہو جا کہ اس کے ذریعہ تیری مشکلیں آسان ہوجائیں گی۔''

واجعل جبینك فوقه متبرکا
تحوی الفخار و غایة الأمال

''اپنی جبیں نیاز کو حصول برکت کے لئے نقش نعلین پاک پر جھکا دو، یہی تیرے لئے باعث افتخار ہے اور تمام امیدوں کا بر آنا اس میں پنہاں ہے۔''

واذکر حبیبك إذ بدت آثاره
وکأنه بذل العلی بوصال

''اپنے محبوب (حضور نبی اکرم ﷺ) کو یاد کر جب تو اُن کے آثار کو پائے گویا

ان آثار کو پانا ہی بلند مرتبہ اور وصالِ (حبیب ﷺ) ہے۔‘‘

إن غاب عنك ولو تعاين شكلها
فاعطف على تمثالها المتعال

’’اگر تیرے پاس نعلینِ پاک نہ ہو تو اس کے نقش کا تصور کر سکے تو (یہ تمہارے لئے بہتر ہے، لہٰذا) تو اس کے عظیم نقش سے محبت کا اظہار کر۔‘‘

أكرم بتمثال تزايد يُمنه
روت الثقات له جميل فعال

’’نعلین پاک کے نقش کے ساتھ اظہارِ محبت کر اس سے برکات میں اضافہ ہو گا اور مستند علماء نے بیان کیا ہے کہ اس کے کئی فوائد ہیں۔‘‘

إن أمسكته حامل بيمينها
رأت الخلاص به و حسن خصال

’’اگر نعلین پاک کا نقش کوئی حاملہ عورت اپنے دائیں پہلو پر رکھے تو اس سے اس کی تکلیف دور ہو جائے گی اور نیک خصلت والا بچہ پیدا ہو گا۔‘‘

أو من به داء لأصبح ناقها
من ضر أوجاع ومن أوجال

’’اسی طرح اگر کوئی خاتون کسی بیماری میں مبتلا ہو تو اس کے صدقے سے اس کا درد اور بے چینی دور ہو جائے گی۔‘‘

أو كان في جيش لأصبح ظاهرا
أو منزل لنجا من الإشعال

’’اور اس طرح اگر وہ نقش کسی لشکر کے پاس ہو تو وہ (دشمن پر) غالب آ جائے گا اور اگر یہی نقش کسی گھر میں ہو تو وہ گھر آگ لگنے سے محفوظ رہے گا۔‘‘

وبه الأمان من العدو بنظرة
والسحر والشيطان ذي الإضلال

’’اور یہی نقش دشمن، نظرِ بد، جادو اور گمراہ کرنے والے شیطان سے محفوظ رہنے کا ذریعہ بنتا ہے۔‘‘

والأمن من غرق ومن باغ ومن
كيد الحسود و سارق ختال

’’اور اسی کی برکت سے انسان ڈوبنے سے، ظالم کے ظلم سے، حاسد کے حسد اور چور کے فریب سے محفوظ رہتا ہے۔‘‘

فيه تمسك بالحبيب المصطفى ﷺ
فعسى به تنجو من الأهوال

’’اس نقش کے ذریعے حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تعلق بھی مضبوط ہوتا ہے اور یقیناً اسی کے ذریعے خطرات سے نجات ملتی ہے۔‘‘

لا يستوى قلب المعذب فى الهوى
لواعج الأدواء و قلب الخال[1]

’’محبت میں گرفتار دل جس کا علاج عشق کی دوا سے کیا جاتا ہے اور محبت سے خالی دل کبھی برابر نہیں ہوتے۔‘‘

برکاتِ نعلینِ پاک کے حوالے سے بعض واقعات و مشاہدات جن کو امام مقری نے اپنی کتاب ’’فتح المتعال فی مدح النعال‘‘ میں بیان کیا ہے، درج ذیل ہیں:

۱۔ شدید درد کا ازالہ

ابو جعفر احمد بن عبد المجید جو کہ بہت بڑے عالم باعمل اور متقی و پرہیزگار شخص تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کو نعلین پاک کا نقش بنوا دیا۔ ایک دن وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے گذشتہ رات اس نقش کی ایک حیران کن برکت کا مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کونسی ایسی عجیب برکت دیکھی ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ میری اہلیہ کو اچانک اتنا شدید درد ہوا کہ جس کی وجہ سے وہ قریب المرگ تھی پس میں نے نعلین پاک کا یہ نقش اس کے درد والی جگہ پر رکھا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

’’اللّٰهُمَّ أَرِنَا بَرَكَةَ صاحب هٰذا النَعلِ‘‘

’’اے اللہ! آج ہم پر صاحبِ نعل (حضرت محمد ﷺ) کی برکت و کرامت

---

(۱) مقری، فتح المتعال فی مدح النعال: ۴۰۴، ۴۰۵

ظاہر فرمادے۔‘‘

اس طالب علم نے بیان کیا کہ پس اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کو فوراً شفا عطا فرمائی۔(۱)

۲۔ مفتی محمد قصار المغیثی حادثہ میں محفوظ رہے

شہر فاس کے مفتی شیخ محمد قصار کے بچپن کا واقعہ ہے جس کو ثقہ اہل علم نے بیان کیا ہے: وہ یہ کہ بچپن میں مفتیؒ صاحب اپنے بعض رشتہ داروں کے ساتھ اپنے گھر کے نچلی منزل میں بیٹھے تھے۔ یہ بھی شہر فاس کی دیگر عام عمارتوں کی طرح ایک بڑی عمارت تھی جس کی بڑی بڑی دیواریں اور اونچے کمرے تھے۔ ان لوگوں کے سروں کے عین اوپر دیوار پر نقشِ نعلین پاک اس قدر بلندی پر لگا ہوا تھا کہ اگر کوئی شخص کھڑا ہو تو وہ سر کے برابر ہو۔ اللہ کی شان اوپر والی منزل نچلی منزل پر گر گئی اور پوری عمارت منہدم ہوگئی۔ لوگوں نے ملبے تلے دبے ہوئے لوگوں کی موت کا یقین کر لیا اور ایک دن سے زائد وہ ملبے تلے دبے رہے۔ ایک دن کے بعد لوگ کفن دفن کی غرض سے ملبہ ہٹاتے ہٹاتے ان تک پہنچے تو یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ نیچے دبے ہوئے جملہ افراد نقشِ نعلینِ پاک کی برکت سے زندہ و سلامت ہیں اور انہیں کوئی گزند تک نہیں پہنچی۔

یہ اللہ تعالیٰ کا لطف و احسان اور حضور نبی اکرم ﷺ کے نعلینِ پاک کا صدقہ تھا کہ وہ اس جان لیوا حادثہ میں بال بال بچ گئے۔ ہوا یوں کہ جب اوپر والی دیوار گر گئی تو وہ ان پر مانند خیمہ ٹھہر گئی۔ دیوار کا اوپر والا حصہ اس جگہ سے جا لگا جس کے نیچے نعلین پاک تھا اور نچلا حصہ زمین میں کھڑا ہو گیا جس کے بعد مٹی پتھر وغیرہ پہاڑ کی طرح اوپر سے نیچے گرتے رہے اور یہ لوگ اس کے نیچے محفوظ رہے۔ یوں اللہ سبحانہ و تعالی نے نعلین مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے ان کو ہر قسم کی تکلیف اور نقصان سے اپنی حفاظت میں رکھا۔(۲)

(۱) ۱۔ قسطلانی، المواھب اللدنیہ، ۲: ۴۶۶، ۴۶۷

۲۔ مقری، فتح المتعال فی مدح النعال: ۴۶۹

(۲) مقری، فتح المتعال فی مدح النعال، ۴۷۰، ۴۷۱

۳۔ شیخ عبدالخالق بن حب النبی کا مشاہدہ

ا۔ شیخ عبدالخالق بن حب النبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک سال نصف رمضان کو مجھے ایک پھوڑا نکل آیا اور کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یہ کیا ہے اس کی وجہ سے مجھے سخت تکلیف لاحق ہوئی۔ میں اس مرض کے ماہر اطباء اور جراح کے پاس گیا مگر کوئی بھی اس تکلیف کو سمجھ سکا اور نہ کوئی اس کا علاج تجویز کر سکا۔ مجھے شدت تکلیف نے بے چین کیا ہوا تھا۔ پھر جب اچانک مجھے اس نقشِ نعلِ پاک کے فضائل و برکات یاد آئے تو میں نے اس نقش کو جائے تکلیف پر رکھا اور دعا کی:

اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسئَلُكَ بِحَقِّ نَبِيّكَ مُحَمَّد ﷺ مَن مشى بالنعل أن تُعَافِينى مِن هٰذا المرض يا اَرحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

”اے اللہ! تجھ سے تیرے محبوب نبی حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ دیتے ہوئے سوال کرتا ہوں جو کہ اس نعل مبارک میں چلتے رہے ہیں جس کا یہ نقش ہے۔ اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے پروردگار! مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرما۔“

وہ فرماتے ہیں خدا کی قسم مجھے ایک دن کے اندر ایسا افاقہ ہوا گویا کہ تکلیف تھی ہی نہیں۔“

۲۔ اسی طرح ان کی ایک بچی تھی جس کی آنکھیں ایسی خراب ہوئیں کہ اطباء اسکے علاج سے عاجز آ گئے ایک دن اس بچی نے ان سے کہا: میں نے سنا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی نعل پاک کے نقش کے بہت زیادہ فوائد و برکات ہیں مجھے بھی لاکر دیں، پس انہوں نے اس کو نقش مبارک دیا، اس بچی نے نقش کو اپنے آنکھوں پر رکھا تو نقش نعلین پاک کی برکت سے اس کی آنکھوں کی بیماری ختم ہوگئی۔

۴۔ امام مقری کا مشاہدہ

ا۔ صاحب فتح المتعال امام مقریؒ فرماتے ہیں:

اس نقشِ پاک کی فوائد و برکات کا میں نے خود اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے۔ ہوا یوں کہ میں ذیقعدہ شریف ۱۰۲۷ھجری کو غرب جزائر میں ایک بحری جہاز پر سفر کر رہا تھا۔ سخت سردی کا موسم تھا۔ دریا خوب طغیانی پر تھا۔ سیلاب کے ایک تیز ریلے کے ساتھ جہاز کے کئی تختے ٹوٹ گئے، ہم سب ہلاکت کے قریب پہنچ گئے اور تمام لوگ اپنی نجات سے مایوس ہوگئے اور موت کا سامنا کرنے کے لئے تیار تھے کہ میں نے جہاز کے کپتان کے پاس نقش نعلین بھیجا کہ اس کی برکت سے خیر کی امید رکھے چنانچہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر کرم فرمایا اور ہمیں صحیح وسلامت پار لگا دیا اور اسے سمندری سفر کے ماہرین نے بڑی کرامت کی نشانی شمار کیا۔ (۱)

۲۔ اسی سفر کے دوران راستے میں ایک مقام پر ڈاکوؤں کا قبضہ تھا جو لوگوں کو لوٹتے تھے ان کے پاس بہت سارا اسلحہ اور کثیر لوگ تھے۔ اللہ نے ہمیں اس نقشِ پاک کی برکت سے ان کی آنکھوں سے چھپائے رکھا اور ہم مدینہ منورہ میں صحیح سالم پہنچ گئے۔

۳۔ اسی طرح ایک دن ہم دریا میں سفر پر تھے کہ سامنے ایک بہت بڑا پتھر ظاہر ہوا کہ اگر ہماری کشتی اس سے ٹکرا جاتی تو پاش پاش ہو جاتی۔ ہماری کشتی اس پہاڑی نما غار میں گھس گئی۔ اس پتھر نے ہمیں آگے پیچھے دائیں بائیں سے اس طرح گھیر لیا کہ اس پتھر اور ہماری کشتی کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ گیا۔ اس وقت دریا کی موجیں پورے جوبن پر تھیں۔ ہمیں یقین ہوگیا کہ اب تو ہماری کشتی ضرور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر تباہ ہو جائے گی۔ پس ہم نے نقش نعلین کے ساتھ توسل کیا تو اللہ نے ہمیں اس مشکل سے رہائی عطا فرمائی۔

۴۔ اسی طرح مجھ سے ایک ثقہ شخص نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ اسے ایک شدید مرض لاحق ہوگیا تھا جس کی وجہ سے وہ قریب المرگ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا کہ نقشِ نعلین مصطفیٰ ﷺ سے توسل کرو، اس نے ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے فضل و کرم فرمایا اور وہ اس کی برکت سے شفایاب ہوگیا۔

---

(۱) مقری، فتح المتعال فی مدح النعال:۲:۴۷

۵۔ اسی طرح یہ بھی مجھے بعض قابلِ اعتماد احباب نے بتایا کہ انہوں نے کئی دفعہ ایسے ممالک کا سفر کیا جن کے راستوں پر چوروں، رہزنوں کا ہر وقت خوف رہتا تھا اور عام طور پر ان کی لوٹ مار سے کوئی بھی مسافر نہیں بچتا تھا مگر چونکہ ان کے پاس نقشِ نعلینِ پاک تھا کئی مرتبہ ان کا سامنا چوروں کے ساتھ ہوا لیکن اس نقش کی برکت سے اللہ نے انہیں ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ (۱)

اس بحث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ سے بے پناہ عشق و محبت اور آپ ﷺ کی اشیاء کی تعظیم و تکریم ہی زندگی کا حقیقی سرمایہ ہیں۔ جیسا کہ امام احمد رضا خانؒ فرماتے ہیں:

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعلِ پاکِ حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے کہ ہاں، تاجدار ہم بھی ہیں

۱۲۔ مستعمل پانی سے حصولِ برکت

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا جب آپ ﷺ جعرانہ میں تشریف لائے، جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ایک اعرابی آپ ﷺ کے پاس آیا اور بولا: اے محمد! آپ نے مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''خوش ہو جاؤ۔'' اس نے کہا: آپ نے مجھ سے بہت دفعہ کہا ہے: ''خوش ہو جاؤ۔'' آپ ﷺ جلال کی حالت میں حضرت ابو موسیٰ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اس شخص نے میری بشارت کو رد کیا، اب تم دونوں میری بشارت قبول کرو۔ دونوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم نے (خوشخبری) قبول کی۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اس میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ انور دھوئے اور اس میں کلی کی، پھر فرمایا:

إشربا منه، و أفرغا علیٰ وجوهكما و نحوركما، و أبشرا. فأخذا

(۱) مقری، فتح المتعال فی مدح النعال: ۴۷۴۔۴۷۵

القدح ففعلا ما أمرهما به رسول اللہ ﷺ ، فنادتهما أم سلمة رضي الله عنها من وراء الستر: أفضِلا لأمكما مما في إنائكما، فأفضلا لها منه طائفة.(۱)

''تم دونوں اس کو پی لو اور اپنے چہرے اور سینے پر مل لو اور خوش ہو جاؤ۔ ان دونوں نے پیالہ لیا اور ایسے ہی کیا جیسے آپ ﷺ نے انہیں فرمایا تھا۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کو پردے کے پیچھے سے آواز دی: اس برتن میں جو بچا ہوا پانی ہے وہ اپنی ماں کے لئے بھی لاؤ پھر وہ اس میں سے کچھ پانی ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے لئے بھی لے گئے۔''

۱۳۔ پیالہ مبارک سے حصولِ برکت

لبِ مصطفیٰ ﷺ نے جس برتن کو مس کیا وہ بھی بڑے بابرکت ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایسے برتنوں کو بطور تبرک اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے اور پینے پلانے کے ایسے برتنوں کا استعمال باعث برکت و سعادت گردانتے تھے۔

۱۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک ایسے برتن میں پانی پلانے کی پیشکش کی کہ جس سے حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) ۱۔ مسلم، الصحیح، ۴: ۱۹۴۳، کتاب فضائل الصحابة، رقم: ۲۴۹۷
۲۔ بخاری، الصحیح، ۴: ۱۵۷۳، کتاب المغازی، رقم: ۴۰۷۳
۳۔ ہندی، کنز العمال، ۱۳: ۶۰۸، ۶۰۹، رقم: ۳۷۵۵۶
۴۔ عسقلانی، تغلیق التعلیق، ۲: ۱۲۸
۵۔ فاکہی، أخبار مکہ، ۵: ۶۴، رقم: ۲۸۴۵
۶۔ ابویعلی، المسند، ۱۳: ۳۰۱، رقم: ۷۳۱۴
۷۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۳۱۸، رقم: ۵۵۸
۸۔ ذہبی، سیر أعلام النبلاء، ۲: ۳۸۵
۹۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۲۴

نے پانی نوش فرمایا تھا اور انہوں نے اس مبارک برتن کو اپنے پاس محفوظ کر لیا اور فرمایا:

أ لا أسقيك في قدح شرب النبي ﷺ فيه؟(۱)

’’کیا میں آپ کو اس پیالے میں (پانی) نہ پلاؤں جس میں نبی اکرم ﷺ نے نوش فرمایا ہے؟‘‘

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسرے الفاظ اس طرح مروی ہیں کہ میں مدینہ پاک حاضر ہوا تو مجھے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ملے اور اس نے کہا:

انطلق إلى المنزل فأسقيك في قدح شرب فيه رسول الله ﷺ۔(۲)

’’میرے ساتھ گھر چلیں میں آپ کو اس پیالہ میں پلاؤں گا جس میں نبی اکرم ﷺ نے پیا ہے۔‘‘

۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

فأقبل النبي ﷺ يومئذ حتى جلس في سقيفة بني ساعدة هو و أصحابه ثم قال: اسقنا، يا سهل: فخرجت لهم بهذا القدح فأسقيتهم فيه. (قال أبو حازم:) فأخرج لنا سهل ذلك القدح فشربنا منه. قال: ثم استوهبه عمر بن عبدالعزيز بعد ذلك، فوهبه له۔(۳)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۳۴، کتاب الأشربۃ، رقم: ۵۳۱۴
۲۔ عسقلانی، تغلیق التعلیق، ۵: ۳۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۶: ۲۶۷۳، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، رقم: ۶۹۱۰
۲۔ بیہقی، السنن الکبری، ۵: ۳۴۹، رقم: ۱۰۷۰۸
۳۔ عسقلانی، فتح الباری، ۷: ۱۳۱، رقم: ۳۶۰۳
۴۔ عسقلانی، تغلیق التعلیق، ۵: ۳۲

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۵: ۲۱۳۴، کتاب الاشربۃ، رقم: ۵۳۱۴
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۵۹۱، کتاب الأشربۃ، رقم: ۲۰۰۷

←

’’حضور نبی اکرم ﷺ ایک دن اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہمراہ سقیفہ بنی ساعدہ میں تشریف فرما ہوئے۔ پھر حضرت سہل سے فرمایا: اے سہل! ہمیں پانی پلاؤ۔ پھر میں نے ان کے لیے یہ پیالا نکالا اور انہیں اس میں (پانی) پلایا۔ (ابو حازم نے کہا:) سہل نے ہمارے لیے وہ پیالہ نکالا اور ہم نے بھی اس میں پیا۔ پھر حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ ان سے مانگ لیا تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے وہ پیالہ ان کو دے دیا۔‘‘

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیالۂ مصطفیٰ ﷺ سے مس شدہ پانی اپنے سروں اور چہروں پر انڈیلا

۳۔ حضرت حجاج بن حسان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كنا عند أنس بن مالك، فدعا بإناء و فيه ثلاث ضباب حديد و حلقة من حديد، فأخرج من غلاف أسود و هو دون الربع و فوق نصف الربع، فأمر أنس بن مالك فجعل لنا فيه ماء فأتينا به فشربنا وصببنا على رؤوسنا و وجوهنا و صلينا على النبي ﷺ۔(۱)

.......۳۔ ابو عوانہ، المسند، ۵: ۱۳۶، رقم: ۸۱۲۵

۴۔ بیہقی، السنن الکبری، ۱: ۳۱، رقم: ۱۲۳

۵۔ رویانی، المسند، ۲: ۲۰۱، رقم: ۱۰۳۶

۶۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۴۳۱، رقم: ۲۹۳۵

۷۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۶: ۱۴۵، رقم: ۵۷۹۲

۸۔ عسقلانی، فتح الباری، ۱۰: ۹۹، رقم: ۵۳۱۴

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۸۷، رقم: ۱۲۹۷۱

۲۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۷

۳۔ مقدسی، الاحادیث المختارۃ، ۵: ۲۱۶، رقم: ۱۸۴۵

اس روایت کی اسناد صحیح ہیں۔

’’ہم حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے کہ آپ نے ایک برتن منگوایا جس میں لوہے کے تین مضبوط دستے اور ایک چھلا تھا۔ آپ نے اسے سیاہ غلاف سے نکالا، جو درمیانے سائز سے کم اور نصف چوتھائی سے زیادہ تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حکم سے اس میں ہمارے لیے پانی ڈال کر لایا گیا تو ہم نے پانی پیا اور اپنے سروں اور چہروں پر ڈالا اور حضور نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا۔‘‘

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے پیالۂ مصطفیٰ ﷺ کو چاندی کے تار سے جوڑا

جب وہ مبارک پیالہ ٹوٹ گیا (جس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے پانی پیا تھا) جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ تھا تو اس کی مرمت کا انہوں نے جس قدر اہتمام کیا اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی اکرم ﷺ سے منسوب اشیاء کو کس قدر حرز جاں بنائے ہوئے تھے۔

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

أن قدح النبی ﷺ انکسر فاتخذ مکان الشعب سلسلةً من فضة. قال عاصم: رأیتُ القدح و شربتُ فیه۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو آپ (حضرت انس رضی اللہ عنہ) نے اسے

(۱) بخاری، الصحیح، ۳: ۱۱۳۱، ابواب الخمس، رقم: ۲۹۴۲
۲۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۸: ۸۷، رقم: ۸۰۵۰
۳۔ بیہقی، السنن الکبریٰ، ۱: ۲۹، رقم: ۱۱۳۔ ۱۱۱
۴۔ عسقلانی، تلخیص الحبیر، ۱: ۵۲
۵۔ ملقن، خلاصۃ البدر المنیر، ۱: ۲۵
۶۔ احمد بن علی، الفصل للوصل المدرج، ۱: ۲۴۹
۷۔ صنعانی، سبل السلام، ۱: ۳۴
۸۔ ابن قدامہ، المغنی، ۱: ۵۹
۹۔ شوکانی، نیل الاوطار، ۱: ۸۴

جوڑنے کے لئے عام چیز کی بجائے چاندی کے تار لگا دیئے۔ عاصم (راوی) کہتے ہیں: خود میں نے اس پیالے کی زیارت کی ہے اور اس میں پیا ہے۔‘‘

۱۴۔ مشکیزہ سے حصولِ برکت

۱۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دہنِ مصطفیٰ ﷺ سے مس شدہ مشکیزہ کا منہ حصول خیر و برکت کے لئے کاٹ کر محفوظ کیا۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ اپنی دادی حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

أن رسول الله ﷺ دخل عليها، و عندها قِربة معلقة فشرب منها و هو قائم، فقطعت فم القِربة تبتغي بركةَ موضع في رسول الله ﷺ۔(۱)

’’حضور نبی اکرم ﷺ اس کے ہاں تشریف لائے تو وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اس سے پانی پیا اس حال میں کہ آپ ﷺ کھڑے تھے، پس میں نے مشکیزے کا منہ حضور ﷺ کے دہنِ اقدس والی جگہ سے حصول برکت کے لیے کاٹ کر رکھ لیا۔‘‘

(۱) ۱۔ ابن ماجہ، السنن، ۲: ۱۱۳۲، کتاب الأشربہ، رقم: ۳۴۲۳
۲۔ ترمذی، الجامع الصحیح، ۴: ۳۰۶، ابواب الأشربہ، رقم: ۱۸۹۲
۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیہ، ۱: ۱۷۴، باب صفۃ شرب رسول اللہ ﷺ، رقم: ۲۱۲
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۲: ۱۳۸، رقم: ۵۳۱۸
۵۔ حمیدی، المسند، ۱: ۱۷۲، رقم: ۳۵۴
۶۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۵، رقم: ۸
۷۔ شیبانی، الآحاد والمثانی، ۶: ۱۳۸، رقم: ۳۳۶۵
۸۔ بغوی، شرح السنہ، ۱۱: ۳۷۹، رقم: ۳۰۴۲
ابن ماجہ کی روایت کی سند صحیح ہے جبکہ امام ترمذی نے اس روایت کو حسن صحیح غریب قرار دیا ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

أن النبي ﷺ دخل علی أم سلیم، و فی البیت قِربة معلقة، فشرب من فیها و هو قائم، قال: فقطعت أم سلیم فم القربة فهو عندنا۔(۱)

''حضور نبی اکرم ﷺ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے تو ان کے گھر میں (پانی کا) ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے اس مشکیزہ سے کھڑے ہوئے پانی نوش فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اس مشکیزہ کا منہ کاٹ لیا۔ پس وہ (اب بھی) ہمارے پاس موجود ہے۔''

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ تھیں۔

ان دونوں صحابیات کا مشکیزے کے ٹکڑوں کو محفوظ کر لینا فقط حصولِ برکت کے لیے اس وجہ سے تھا کہ انہیں محبوبِ کائنات ﷺ کے مبارک لبوں نے مس کیا تھا جس سے یہ ٹکڑے عام ٹکڑوں سے ممتاز ہو گئے تھے، فقط اس لئے کہ دہنِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشبو

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۱۱۹، رقم: ۱۲۲۰۹
۲۔ احمد بن حنبل، المسند، ۶: ۴۳۱، رقم: ۲۷۴۶۸
۳۔ ترمذی، الشمائل المحمدیۃ، ۱: ۱۷۷، باب صفۃ شرب رسول اللہ ﷺ، رقم: ۲۱۵
۴۔ طیالسی، المسند، ۱: ۲۲۹، رقم: ۱۶۵۰
۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۵: ۱۲۷، رقم: ۳۰۷
۶۔ طبرانی، المعجم الاوسط، ۱: ۲۰۴، رقم: ۶۵۴
۷۔ مقدسی، الآحادیث المختارہ، ۷: ۲۹۵، رقم: ۲۷۵۰
۸۔ ابن جعد، المسند، ۱: ۳۲۹، رقم: ۲۲۵۵
۹۔ ہیثمی، موارد الظمان، ۱: ۳۳۳، رقم: ۱۳۷۲
۱۰۔ ابن جارود، المنتقیٰ، ۱: ۲۲۰، رقم: ۸۶۸

سما جانے کے بعد یہ ہمیشہ کے لیے خیر و برکت کا باعث سمجھے جانے لگے۔

۱۵۔ عصا مبارک سے حصولِ برکت

۱۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں گستاخِ رسول سفیان بن خالد الھذلی کا کام تمام کر کے آقائے دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارا چہرہ فلاح پائے۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں نے اس (خالد بن سفیان بن ھذلی) کو قتل کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے سچ کہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ کھڑے ہوئے اور اپنے کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور مجھے عصا عطا کیا اور فرمایا: اے عبداللہ بن اُنیس! اسے اپنے پاس رکھ، پس جب میں یہ عصاء لے کر لوگوں کے سامنے نکلا تو انہوں نے کہا کہ یہ عصا (ڈنڈا) کیا ہے؟ تو کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عطا کیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ اسے پاس رکھو۔ لوگوں نے (مجھے) کہا: حضور نبی اکرم ﷺ سے دریافت کرو کہ کیا تم اسے رسول اللہ ﷺ کو واپس تو نہیں کرو گے؟ عبداللہ بن انیس کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیک وسلم! یہ عصا مبارک آپ ﷺ نے مجھے کس لیے عطا کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

آية بيني و بينك يوم القيامة، أن أقل الناس المنحصرون يومئذ يوم القيامة. فقرنها عبدالله بسيفهٖ فلم تزل معه حتى إذا مات، أمر بها فصبت معه فى كفنه ثم دفنا جميعاً(۱)

(۱) ۱۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۹۶

۲۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۲: ۵۱

۳۔ مقدسی، الآحادیث المختارۃ، ۹: ۳۰، رقم: ۱۳

۴۔ ابویعلی، المسند، ۲: ۲۰۲، رقم: ۹۰۵

۵۔ بیہقی، السنن الکبری، ۳: ۲۵۶، رقم: ۵۸۲۰

۶۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۶: ۲۰۳

←

’’قیامت کے روز یہ تیرے اور میرے درمیان ایک نشانی ہوگی کہ جس دن بہت کم لوگ کسی کے ساتھ تعاون کرنے والے ہوں گے۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) حضرت عبداللہ بن اُنیس نے اس عصا کو اپنی تلوار کے ساتھ باندھ لیا اور وہ ہمیشہ ان کے پاس رہتا یہاں تک کہ ان کا وصال ہوگیا۔ انہوں نے عصا کے متعلق وصیت کی تھی کہ اس کو ان کے کفن میں رکھ دیا جائے اور پھر ان کے ساتھ ان کے ساتھ یکجا دفن کر دیا جائے۔‘‘

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے:

أنه كانت عنده عصية لرسول الله ﷺ فمات فدفنت معه بين جنبه و بين قميصه(۱)

’’کہ ان کے پاس حضور ﷺ کی ایک چھوٹی سی چھڑی تھی، جب وہ فوت ہوئے تو وہ (چھڑی) ان کے ساتھ ان کی قمیص اور پہلو کے درمیان دفن کی گئی۔‘‘

آثارِ رسول ﷺ کی بے ادبی کی سزا

قاضی عیاض رضی اللہ عنہ ’الشفا (۲:۶۲۱)‘ میں ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

أن جَهْجَاها الغِفَارى أَخَذَ قضيبَ النبیِّ ﷺ من يد عثمان رضی اللہ عنہ، و

۷۔ طبری، تاریخ الامم والملوک، ۲: ۲۰۸
۸۔ ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، ۶: ۳۱
۹۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۶: ۱۱۵، رقم: ۷۱۶۰
۱۰۔ ہیثمی، موارد الظمان، ۱: ۵۶۱، رقم: ۵۹۱

(۱) ۱۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، ۶: ۶
۲۔ ہیثمی، مجمع الزوائد، ۳: ۴۵

تناوله لِيكسِره على رُكبته، فصاح به الناسُ، فأخذته الأكِلَة فى رُكبته فقطعها، و مات قبل الْحَولِ. (۱)

''جہجاہا غفاری نے حضور نبی اکرم ﷺ کا عصا مبارک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین لیا اور اسے اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑنے کی (مذموم) کوشش کی لیکن لوگوں نے شور مچا کر اسے روک دیا۔ پھر (اس کو اس بے ادبی کی غیبی سزا اس طرح ملی کہ) اس کے گھٹنے پر پھوڑا نکلا جو ناسور بن گیا جس کی وجہ سے اس کی ٹانگ کاٹ دی گئی اور وہ اُسی وجہ سے سال سے کم عرصہ میں مر گیا۔''

۱۶۔ منبر مبارک سے حصولِ برکت

حضور نبی اکرم ﷺ جس منبر شریف پر بیٹھ کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین سکھاتے تھے، عشاقِ مصطفیٰ ﷺ نے اس منبر شریف کو بھی آپ ﷺ کے دوسرے آثار کی طرح دل و جاں سے حصولِ برکت کا ذریعہ بنا لیا، وہ اسے جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتے اور اس سے برکت حاصل کرتے۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

و رُئِى ابن عمر واضعا يدَه على مَقْعَدِ النبىِ ﷺ من المِنبَر، ثم وضعها على وَجْهه. (۲)

---

(۱) ۱۔ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲: ۶۲۱
۲۔ بخاری، التاریخ الصغیر، ۱: ۷۹، رقم: ۳۱۱
۳۔ عسقلانی، الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۱: ۵۱۹

(۲) ۱۔ قاضی عیاض، الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، ۲: ۶۲۰
۲۔ تمیمی، الثقات، ۴: ۹، رقم: ۱۶۰۶
۳۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۱: ۲۵۴
۴۔ ابن قدامہ، المغنی، ۳: ۲۹۹

''اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جاتا کہ وہ منبر (نبوی) کی وہ جگہ جہاں حضور ﷺ تشریف فرما ہوتے، اسے اپنے ہاتھ سے چھوتے اور پھر ہاتھ اپنے چہرہ پر مل لیتے۔''

۱۷۔ عطا شدہ سونے سے حصولِ برکت

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا معمول تھا کہ آقائے دو جہاں ﷺ سے منسوب کسی بھی شے کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کرتے اور حتی المقدور اسے ضائع نہ ہونے دیتے حتی کہ حضور ﷺ نے جو دینار بطور معاوضہ کسی صحابی کو دیئے تو انہوں نے انہیں بھی باعث خیر و برکت سمجھ کر سنبھال کر رکھے اور آگے خرچ نہیں کیئے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا۔ ایک سست اونٹ پر سوار ہونے کی وجہ سے سب سے پیچھے رہتا تھا۔ جب میرے پاس سے حضور نبی اکرم ﷺ گزرے تو پوچھا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: جابر بن عبداللہ۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ایک سُست اونٹ پر سوار ہوں۔ آپ ﷺ نے مجھ سے چھڑی کے متعلق فرمایا تو میں نے چھڑی آپ ﷺ کے حضور پیش کی۔ آپ ﷺ نے اس سے اونٹ کو مارا اور ڈانٹا۔ مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے وہی اونٹ سب سے آگے بڑھ گیا۔ آپ ﷺ نے میرے اونٹ کو خریدنا چاہا تو میں عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! یہ آپ ہی کا ہے، یہ بلا معاوضہ آپ کی خدمت میں حاضر ہے۔ مگر حضور نبی اکرم ﷺ نے خریدنے پر اصرار کیا اور فرمایا کہ میں نے چار دینار کے عوض اسے تم سے خرید لیا ہے اور مجھے مدینہ منورہ تک اس پر سواری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔...... جب ہم مدینہ منورہ پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

یا بلال، اقضِہ و زِدہُ۔

''اے بلال! (جابر کو) اس کی قیمت دو اور اس میں زیادتی کرو۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو چار دینار اور ایک قیراط سونا زیادہ دیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لا تُفارِقُنی زیادۃُ رسولِ اللہ ﷺ. فلم یکنِ القیراط یُفارق جراب جابر بن عبداللہ۔(۱)

’’اللہ کے پیارے رسول ﷺ کا دیا ہوا (ایک قیراط) سونا مجھ سے کبھی جدا نہ ہوتا۔ (راوی بیان کرتے ہیں:) اور (نبی اکرم ﷺ کا عطا کردہ) وہ ایک قیراط (سونا) جابر بن عبداللہ کی تھیلی میں برابر رہتا، کبھی جدا نہ ہوا۔‘‘

خلاصۂ کلام

اوپر بیان کردہ تمام روایات جو احادیثِ پاک کی معتبر کتب سے ماخوذ اور صحیح ہیں، اس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ انبیاء و صالحین سے منسوب آثار و تبرکات فیض رساں اور پُرتاثیر ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو تبرکاتِ نبی ﷺ کی حفاظت کا اس قدر اہتمام فرماتے اس سے ان کا مقصد انہیں برائے نمائش محفوظ رکھنا نہیں تھا بلکہ وہ انہیں دافع آفات و بلیات سمجھتے تھے اور ان کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان آثار و تبرکات سے فیوض و برکات حاصل کئے اور مقاصدِ جلیلہ پورے کئے۔

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، ۲: ۸۱۰، کتاب الوکالۃ، رقم: ۲۱۸۵
۲۔ مسلم، الصحیح، ۳: ۱۲۲۲، کتاب المساقاۃ، رقم: ۱۶۰۰
۳۔ احمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۱۴، رقم: ۱۴۴۱۶
۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۱: ۲۷۹، رقم: ۴۹۱۱
۵۔ ابوعوانہ، المسند، ۳: ۲۵۳، رقم: ۴۸۴۹
۶۔ ابویعلی، المسند، ۳: ۴۱۳، رقم: ۱۸۹۸

مآخذ و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم**

۲۔ **آلوسی**، محمود بن عبد اللہ حسینی (۱۲۱۷۔۱۲۷۰ھ/۱۸۰۲۔۱۸۵۴ء)۔ **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**۔ لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۳۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹۔۲۳۵ھ/۷۷۶۔ ۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۴۔ **ابن ابی حاتم رازی**، ابو محمد عبد الرحمٰن (۲۴۰۔۳۲۷/۸۵۴۔۹۳۸)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۹/۱۹۹۹۔

۵۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ **الزہد**، قاہرہ، مصر: دارالریان للتراث، ۱۴۰۸ھ۔

۶۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶۔۲۸۷ھ/۸۲۲۔ ۹۰۰ء)۔ **السنہ**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۷۔ **ابن اثیر**، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری (۵۴۴۔۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **الکامل فی التاریخ**۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۸۔ **ابن اثیر**، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری (۵۴۴۔۶۰۶ھ/۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **النہایہ فی غریب الحدیث و الاثر**۔ قم، ایران: مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۳۶۴ھ۔

۹۔ **ابن اسحاق**، محمد بن اسحاق بن یسار، (۸۵۔۱۵۱ھ)۔ **سیرۃ ابن اسحاق**، معہد الدراسات والابحاث للتعریب۔

۱۰۔ **ابن تیمیہ**، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱۔۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳۔۱۳۲۸ء)۔ **الصارم المسلول علی شاتم الرسول**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۷ھ۔

۱۱۔ **ابن جارود**، ابو محمد عبداللہ بن علی (م۔۳۰۷ھ)۔ **المنتقی من السنن المسندۃ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتاب الثقافیہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۲۔ **ابن جزی**، محمد بن احمد (۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء)۔ **کتاب التسہیل لعلوم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۱۳۔ **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳۔۲۳۰ھ/ ۷۵۰۔۸۴۵ء)۔ **المسند**، بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۴۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **صفوۃ الصفوہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۱۵۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰۔۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶۔۱۲۰۱ء)۔ **الوفا بأحوال المصطفیٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۶۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۱۷۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۸۔ **ابن حیان**، عبد اللہ بن جعفر بن حیان ابو محمد الانصاری (۲۷۴ھ۔۳۶۹ھ)۔ **طبقات المحدثین باصبہان و الواردین علیہا**۔ بیروت، لبنان: موسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۲ء۔

۱۹۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰۔۳۵۴ھ/ ۸۸۴۔۹۶۵ء)۔ **مشاہیر علماء الامصار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۵۹ء۔

۲۰۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الاصابہ فی تمییز الصحابہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۲۱۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **الدرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ**، بیروت، لبنان۔

۲۲۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **القول المسدد فی الذب عن المسند للإمام احمد**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ، ۱۴۰۱ھ

۲۳۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تغلیق التعلیق علی صحیح البخاری**۔ بیروت۔لبنان: المکتب الاسلامی + عمان + اُردن: دار عمار، ۱۴۰۵ھ۔

۲۴۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **تہذیب التہذیب**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء

۲۵۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳۔۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲۔۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباری**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۲۶۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق (۲۲۳۔۳۱۱ھ/ ۸۳۸۔۹۲۴ء)۔ **الصحیح**، بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء۔

۲۷۔ **ابن خیاط**، خلیفہ أبو عمر اللیثی العصفری (۱۶۰۔۲۴۰ھ)۔ **الطبقات**۔ ریاض، سعودی عرب: دار طیبہ ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء

۲۸۔ **ابوزرعہ**، عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید رازی (۱۹۴۔۲۶۴ھ)۔ **الضعفاء و أجوبۃ الرازی علی سوالات البرذعی**۔ منصورۃ: دار الوفاء، ۱۴۰۹ھ۔

۲۹۔ **ابن راشد**، معمر ازدی (۱۵۱ھ)۔ **الجامع**، بیروت، لبنان، مکتبۃ الایمان،

۱۹۹۵ء۔

۳۰۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبداللہ (۱۶۱۔ ۲۳۷ھ/ ۷۷۸۔ ۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۳۱۔ **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶۔ ۷۹۵ھ)۔ **جامع العلوم و الحکم فی شرح خمسین حدیثا من جوامع الکلم**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۸ھ۔

۳۲۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸۔ ۲۳۰ھ/ ۷۸۴۔ ۸۴۵ء)۔ **الطبقات الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ و النشر، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۳۔ **ابن سنّی**، ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن اسباط دینوری (م۳۶۴ھ/ ۹۷۵ء)۔ **عمل الیوم و اللیلہ**۔ حیدر آباد، بھارت: دائرہ معارف نظامیہ۔

۳۴۔ **ابن شاہین**، عبدالباسط بن خلیل، **غایۃ السول فی سیرۃ الرسول**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۹۸۸ء۔

۳۵۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔ ۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔ ۱۰۷۱ء)۔ **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۳۶۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸۔ ۴۶۳ھ/ ۹۷۹۔ ۱۰۷۱ء)۔ **التمہید**۔ مغرب (مراکش): وزات عموم الأوقاف و الشؤون الإسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۳۷۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔ ۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ/تہذیب دمشق الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دارالمیسرہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۳۸۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹۔ ۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵۔ ۱۱۷۶ء)۔ **السیرۃ النبویہ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۳۹۔ **ابن قدامہ**، المقدسی، عبداللہ بن احمد، ابو محمد، (۶۲۰ھ)۔ **المغنی فی فقہ الامام احمد بن حنبل الشیبانی**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۴۰۔ **ابن قیم**، محمد ابی بکر، ایوب الزرعی، ابوعبداللہ، (۶۹۱۔۷۵۱ھ)۔ **زادالمعاد فی ہدیہ خیرالعباد**۔ الکویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔

۴۱۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **البدایہ و النہایہ**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۴۲۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **تفسیر القرآن العظیم**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۴۳۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر (۷۰۱۔۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱۔۱۳۷۳ء)۔ **شمائل الرسول**، بیروت، لبنان: دارالمعرفۃ۔

۴۴۔ **ابن ماجہ**، ابوعبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹۔۲۷۳ھ/ ۸۲۴۔۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۴۵۔ **ابن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸۔۱۸۱ھ/ ۷۳۶۔۷۹۸ء)۔ **کتاب الزہد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۴۶۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحیی (۳۱۰۔۳۹۵ھ/ ۹۲۲۔۱۰۰۵ء)۔ **الایمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۴۷۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السیرۃ النبویہ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

۴۸۔ **ابو اسماعیل بغدادی**، حماد بن اسحاق بن اسماعیل بن زید (۲۶۷ھ)۔ **ترکۃ النبی ﷺ والسبل التی وجھا فیھا**۔

۴۹۔ **ابوالحسین**، عبدالباقی بن قائع، (۲۶۵۔۳۵۱ھ)۔ **معجم الصحابۃ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الغرباء الاثریۃ، ۱۴۱۸ھ۔

۵۰۔ **ابو داؤد،** سلیمان بن اشعث سجستانی (۲۰۲۔۲۷۵ھ/ ۸۱۷۔۸۸۹ء)۔ **السنن۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۵۱۔ **ابو علا مبارک پوری،** محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳۔۱۳۵۳ھ)۔ **تحفۃ الاحوذی۔** بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ۔

۵۲۔ **ابوعوانہ،** یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیساپوری (۲۳۰۔۳۱۶ھ/ ۸۴۵۔ ۹۲۸ء)۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۵۳۔ **ابونعیم،** احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء۔** بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۵۴۔ **ابونعیم،** احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **دلائل النبوہ۔** حیدرآباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ۱۳۶۹ھ/۱۹۵۰ء۔

۵۵۔ **ابونعیم،** احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **المسند المستخرج علی صحیح مسلم۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء۔

۵۶۔ **ابونعیم،** احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶۔ ۴۳۰ھ/۹۴۸۔۱۰۳۸ء)۔ **مسند الامام ابی حنیفہ۔** ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۵۷۔ **ابو یعلی،** احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المسند۔** دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۵۸۔ **ابویعلیٰ،** احمد بن علی بن مثنی بن یحیی بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰۔۳۰۷ھ/ ۸۲۵۔۹۱۹ء)۔ **المعجم۔** فیصل آباد، پاکستان: ادارۃ العلوم و الاثریہ، ۱۴۰۷ھ۔

۵۹۔ **احمد بن حنبل،** ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴۔۲۴۱ھ/ ۷۸۰۔۸۵۵ء)۔ **المسند۔** بیروت،

لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۶۰۔ **احمد بن علی**، ابن ثابت بغدادی (۳۹۲۔۴۶۳ھ)۔ **الفصل للوصل المدرج فی النقل**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الھجرۃ ۱۴۱۸ھ

۶۱۔ **أزدی**، معمر بن راشد (۱۵۱ھ)۔ **الجامع**۔ بیروت، لبنان: مکتبۃ الایمان، ۱۹۹۵ء۔

۶۲۔ **أزدی**، ربیع بن حبیب بن عمر بصری، **الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب**۔ بیروت، لبنان: دار الحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

۶۳۔ **اشرف علی تھانوی**، مولانا (۱۲۸۰۔۱۳۶۲ھ/ ۱۸۶۳۔۱۹۴۳ء)۔ **نشر الطیب**۔ کراچی، پاکستان: ایچ۔ ایم سعید کمپنی، ۱۹۸۹ء۔

۶۴۔ **أصبھانی**، ابی محمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان (۳۶۹ھ)۔ **اخلاق النبی ﷺ و آدابہ**، ریاض، سعودی عرب: دار المسلم، ۱۹۹۸ء۔

۶۵۔ **امیر شاہ گیلانی**، ابن محمد زمان شاہ۔ **انوارِ غوثیہ شرح الشمائل النبویہ**، پشاور، پاکستان: عظیم پبلشنگ ہاؤس، ۱۳۹۶ھ/ ۱۹۷۶ء۔

۶۶۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الادب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۶۷۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۶۸۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **التاریخ الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۶۹۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴۔۲۵۶ھ/ ۸۱۰۔۸۷۰ء)۔ **الصحیح**، بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۷۰۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۰۔۲۹۲ھ/ ۸۲۵۔۹۰۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۹ھ۔

۷۱۔ **بیجوری**، ابراہیم بن محمد (۱۲۷۶ھ)۔ **المواہب اللدنیہ حاشیہ علی الشمائل المحمدیہ**۔ مصر: مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء۔

۷۲۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوہ**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۷۳۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۷۴۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **شعب الایمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۷۵۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **الاعتقاد**۔ بیروت، لبنان: دارالآفاق الجدید، ۱۴۰۱ھ۔

۷۶۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴۔۴۵۸ھ/۹۹۴۔ ۱۰۶۶ء)۔ **المدخل الی السنن الکبریٰ**۔ الکویت: دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ۔

۷۷۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔ ۸۹۲ء)۔ **الجامع الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۷۸۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسی بن ضحاک سلمی (۲۱۰۔۲۷۹ھ/۸۲۵۔۸۹۲ء)۔ **الشمائل المحمدیہ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیہ، ۱۴۱۲ھ۔

۷۹۔ **تلمسانی**، احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ المقرئی (۱۰۴۱ھ)۔ **فتح المتعال فی مدح النعال**۔ قاہرہ، مصر: دارالقاضی عیاض للتراث۔

۸۰۔ **حاکم**، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت۔ لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱/۱۹۹۰۔

۸۱۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱۔۴۰۵ھ/۹۳۳۔۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ مکہ، سعودی عرب: دار الباز للنشر و التوزیع۔

۸۲۔ **حسان بن ثابت** رضی اللہ عنہ، ابن منذر جزرجی (م۵۴ھ/۶۷۴ء)۔ **دیوان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۸۳۔ **حسام الدین ہندی**، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ **کنز العمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹/ ۱۹۷۹۔

۸۴۔ **حسینی**، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴۔۱۱۲۰ھ)۔ **البیان والتعریف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۸۵۔ **حکیم ترمذی**، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر۔ **نوادر الاصول فی احادیث الرسول**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۹۲ء۔

۸۶۔ **حلبی**، علی بن برہان الدین (۱۴۰۴ھ)۔ **السیرۃ الحلبیۃ**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۸۷۔ **حمیدی**، ابو بکر عبداللہ بن زبیر (م۲۱۹ھ/۸۳۴ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۸۸۔ **خازن**، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸۔۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹۔۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأویل فی معانی التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۸۹۔ **خرپوتی**، عمر بن احمد۔ **عصیدۃ الشھدہ شرح قصیدۃ البردۃ**۔ مصر: مطبعہ احمد الکامل

۹۰۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **تاریخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۹۱۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **الکفایۃ فی علم الروایۃ**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: المکتبۃ العلمیہ،

۹۲۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲۔ ۴۶۳ھ/۱۰۰۲۔۱۰۷۱ء)۔ **مشکوٰۃ المصابیح**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۹۳۔ **خفاجی**، ابو عباس احمد بن محمد بن عمر (۹۷۹۔۱۰۶۹ھ/ ۱۵۷۱۔۱۶۵۹ء)۔ **نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۹۴۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱۔۲۵۵ھ/ ۷۹۷۔۸۶۹ء)۔ **السنن**، بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۹۵۔ **دار قطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶۔۳۸۵ھ/ ۹۱۸۔۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۹۶۔ **دومی**، احمد عبدالجواد، **الاتحافات الربانیہ**۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ، ۱۳۸۱ھ۔

۹۷۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **میزان الاعتدال فی نقد الرجال**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء۔

۹۸۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۳ھ۔

۹۹۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد الذہبی (۶۷۳۔۷۴۸ھ)۔ **تذکرۃ الحفاظ**۔ حیدر آباد دکن، بھارت: دائرۃ المعارف العثمانیہ، ۱۳۸۸ھ/ ۱۹۶۸ء

۱۰۰۔ **رازی**، محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تیمی (۵۴۳۔۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹۔۱۲۱۰ء)۔ **التفسیر الکبیر**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۱۰۱۔ **رامہر مزی**، حسن بن عبدالرحمٰن (۲۶۰۔۳۶۰ھ)۔ **المحدث الفاصل بین الراوی والواعی**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۰۴ھ۔

۱۰۲۔ **رویانی**، ابو بکر فی بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ،

۱۴۱۶ھ۔

۱۰۳۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواہب اللدنیہ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۱۰۴۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵۔۱۱۲۲ھ/ ۱۶۴۵۔۱۷۱۰ء)۔ **شرح الموطا**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ۔

۱۰۵۔ **زیلعی**، عبداللہ بن یوسف، ابو محمد الحنفی (۷۶۲ھ)۔ **نصب الرایۃ لأحادیث الہدایۃ**۔ مصر: دارالحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۱۰۶۔ **سمعانی**، عبدالکریم بن محمد بن منصور (م۔۵۶۲ھ)۔ **أدب الاملاء و الاستملاء**۔ بیروت، لبنان: ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء

۱۰۷۔ **سمہودی**، نور الدین علی بن احمد (۸۴۴۔۹۱۱ھ)۔ **وفاء الوفا**۔ بیروت: لبنان، دار احیاء التراث العربی۔

۱۰۸۔ **سہیلی**، ابوالقاسم، عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن احمد بن ابی الحسن الخثعمی (۵۰۸۔۵۸۱ھ)۔ **الروض الانف**۔ ملتان، پاکستان: عبدالتواب اکیڈمی۔

۱۰۹۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الجامع الصغیر فی احادیث البشیر النذیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۱۰۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الخصائص الکبریٰ**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۱۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان

(۸۴۹۔۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵۔۱۵۰۵ء)۔ **الدیباج**۔ دار طوق النجاۃ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء

۱۱۲۔ **شاشی**، ابوسعید ہیثم بن کلیب بن شریح (م ۳۳۵ھ/ ۹۴۶ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ العلوم والحکم، ۱۴۱۰ھ۔

۱۱۳۔ **شافعی**، محمد ابوعبداللہ محمد بن ادریس (۱۵۰۔۲۰۴ھ)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۶ھ

۱۱۴۔ **شاہ ولی اللہ**، محدث دہلوی، (۱۱۷۴ھ/ ۱۷۶۲ء)۔ **الدر الثمین**۔

۱۱۵۔ **شعرانی**، عبدالوھاب (م۔۹۷۳ھ)۔ **کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ**۔ بمیدان، مصر: مکتبہ و مطبع محمد علی صبیح و اولادہ۔

۱۱۶۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳۔۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰۔۱۸۳۴ء)۔ **نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۲ء۔

۱۱۷۔ **شہاب**، ابوعبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم قضاعی (م ۴۵۴ھ/ ۱۰۶۲ء)۔ **المسند**، بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۱۸۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶۔۲۸۷ھ/ ۸۲۲۔۹۰۰ء)۔ **الآحاد والمثانی**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۱۹۔ **شیبانی**، عبداللہ بن احمد بن حنبل (۲۱۳۔۲۹۰ھ)۔ **السنۃ**۔ دمام: دار ابن قیم، ۱۴۰۶ھ۔

۱۲۰۔ **صالحی**، ابوعبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م ۹۴۲ھ/ ۱۵۳۶ء)۔ **سبل الھدیٰ و الرشاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۱۲۱۔ **صنعانی**، محمد بن اسماعیل (۷۷۳۔۸۵۲ھ)۔ **سبل السلام شرح بلوغ المرام**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۷۹ھ

۱۲۲۔ **صیداوی**، أبو الحسین محمد بن أحمد بن جمیع (۳۰۵۔۴۰۲)۔ **معجم الشیوخ**۔ بیروت،

لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۲۳۔ **ضبی**، ابوعبدالرحمٰن محمد بن فضل بن غزوان (م۔۱۹۵ھ)۔ **کتاب الدعا**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشید، ۱۹۹۹ء

۱۲۴۔ **ضیاء مقدسی**، محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ **الاحادیث المختارہ**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۲۵۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **مسند الشامیین**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۲۶۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الاوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۲۷۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الصغیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۱۲۸۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ۔

۱۲۹۔ **طبرانی**، سلیمان بن احمد (۲۶۰۔۳۶۰ھ/۸۷۳۔۹۷۱ء)۔ **المعجم الکبیر**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۳۰۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **جامع البیان فی تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۱۳۱۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴۔۳۱۰ھ/۸۳۹۔۹۲۳ء)۔ **تاریخ الامم والملوک**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۳۲۔ **طحاوی**، ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک بن سلمہ (۲۲۹۔۳۲۱ھ/۸۵۳۔۹۳۳ء)۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۳۳۔ **طیالسی**، ابو داؤد سلیمان بن داؤد جارود (۱۳۳۔۲۰۴ھ/ ۷۵۱۔۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۳۴۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/ ۸۶۳ء)۔ **المسند** ۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۳۵۔ **عبدالحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **مدارج النبوہ**۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۳۶۔ **عبدالحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **شرح سفر السعادت**۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۳۷۔ **عبدالحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸۔۱۰۵۲ھ/ ۱۵۵۱۔۱۶۴۲ء)۔ **شرح فتوح الغیب**۔ کانپور، بھارت: مطبع منشی نولکشور۔

۱۳۸۔ **عبدالرزاق**، ابوبکر بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶۔۲۱۱ھ/۷۴۴۔۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۳۹۔ **عبدالعزیز الدباغ** (م ۱۱۳۲ھ/۱۷۲۰ء)۔ **الابریز**۔ مصر: طابع: عبدالحمید احمد الحنفی۔

۱۴۰۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد بن عبد الہادی بن عبد الغنی جراحی (۱۰۸۷۔ ۱۱۶۲ھ /۱۶۷۶۔۱۷۴۹ء)۔ **کشف الخفا و مزیل الالباس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۴۱۔ **عظیم آبادی، محمد** شمس الحق أبو الطیب۔ **عون المعبود شرح سنن أبي داؤد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵

۱۴۲۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲۔۸۵۵ھ/ ۱۳۶۱۔۱۴۵۱ء)۔ **عمدۃ القاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۴۳۔ **فاکہی**، ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (م ۲۷۲ھ/ ۸۸۵ء)۔ **اخبار مکہ فی**

قديم الدہر وحديثه۔ بيروت، لبنان: دار خضر، ۱۴۱۴ھ۔

۱۴۴۔ **فاسی**، محمد المهدی بن احمد بن علی یوسف (۱۰۳۳۔۱۱۰۹ھ/۱۶۲۴۔۱۶۹۸ء)۔ **مطالع المسرات**۔ فیصل آباد، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ۔

۱۴۵۔ **فیروز آبادی**، ابوطاہر مجد الدين محمد بن يعقوب۔ (۸۱۶)۔ **سفر السعادة**۔ بميدان، مصر: مکتبہ ومطبع محمد علی صبیح و اولاده، ۱۳۷۶ھ/۱۹۶۵ء

۱۴۶۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ** ﷺ۔ بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي۔

۱۴۷۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی (۴۷۶۔۵۴۴ھ/۱۰۸۳۔۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعريف حقوق المصطفیٰ** ﷺ۔ ملتان، پاکستان: عبدالتواب اکیڈمی۔

۱۴۸۔ **قرشی**، عبد اللہ بن محمد ابو بکر۔ **مكارم الاخلاق**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ القرآن، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰۔

۱۴۹۔ **قرطبی**، ابوعبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (۲۸۴۔۳۸۰ھ/۸۹۷۔۹۹۰ء)۔ **الجامع لاحكام القرآن**۔ بيروت، لبنان: دار احياء التراث العربي۔

۱۵۰۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن حسين بن علی (۸۵۱۔۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸۔۱۵۱۷ء)۔ **المواهب اللدنیہ**۔ بيروت، لبنان: المكتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۵۱۔ **قیسرانی**، ابو الفضل محمد بن طاہر بن علی بن احمد مقدسی (۴۴۸۔۵۰۷ھ/۱۰۵۶۔۱۱۱۳ء)۔ **تذكرة الحفاظ**۔ رياض، سعودی عرب: دار الصميعي، ۱۴۱۵ھ۔

۱۵۲۔ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن اسماعيل (۷۶۲۔۸۴۰ھ)۔ **مصباح الزجاجة فی زوائد**

ابن ماجہ۔ بیروت، لبنان: دار العربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔
۱۵۳۔ **لحجی،** عبد اللہ بن سعید محمد عبادی (۱۳۴۴۔۱۴۱۰ھ)۔ **منتھی السول علی مسائل الوصول إلی شمائل الرسول** ﷺ
۱۵۴۔ **مالک،** ابن انس بن مالک رضی اللہ عنہ بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اصبحی (۹۳۔۱۷۹ھ/ ۷۱۲۔۷۹۵ء)۔ **الموطا۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء۔
۱۵۵۔ **محبّ طبری،** ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم (۶۱۵۔۶۹۴ھ/ ۱۲۱۸۔۱۲۹۵ء)۔ **الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ۔** بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء۔
۱۵۶۔ **محمد انوار اللہ فاروقی۔ مقاصد الاسلام۔** حیدر آباد، ہند: مجلس اشاعۃ العلوم، ۱۴۱۳ھ/ ۱۹۹۲ء
۱۵۷۔ **مروزی،** محمد بن نصر بن الحجاج ابو عبد اللہ (۲۰۲۔۲۹۴)۔ **تعظیم قدر الصلاۃ۔** مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبہ الدار، ۱۹۸۵ء۔
۱۵۸۔ **مزی،** ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴۔۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶۔۱۳۴۱ء)۔ **تہذیب الکمال۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔
۱۵۹۔ **مسلم،** ابن الحجاج قشیری (۲۰۶۔ ۲۶۱ھ/ ۸۲۱۔۸۷۵ء)۔ **الصحیح۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔
۱۶۰۔ **مقدسی،** محمد بن عبد الواحد حنبلی (م ۶۴۳ھ)۔ **الاحادیث المختارہ۔** مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثیہ، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔
۱۶۱۔ **مقریزی،** ابو العباس احمد بن علی بن عبد القادر بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن تمیم بن عبد الصمد (۷۶۹۔۸۴۵ھ/ ۱۳۶۷۔۱۴۴۱ء)۔ **إمتاعُ الاَسماع۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۶۲۔ **ملا علی قاری،** نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **شرح الشفا۔** مصر، ۱۳۰۹ھ۔

۱۶۳۔ **ملا علی قاری،** نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **جمع الوسائل فی شرح الشمائل۔** کراچی، پاکستان: نور محمد، اصح المطابع۔

۱۶۴۔ **ملا علی قاری،** نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م ۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **الزبدہ فی شرح البردہ۔**

۱۶۵۔ **ممدوح،** محمود سعید۔ **رفع المنارہ۔** قاہرہ، مصر: دار الامام الترمذی، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۶۶۔ **مناوی،** عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ **شرح الشمائل علی جمع الوسائل۔** کراچی، پاکستان: نور محمد، اصح المطابع۔

۱۶۷۔ **مناوی،** عبدالرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲۔۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵۔۱۶۲۱ء)۔ **فیض القدیر شرح الجامع الصغیر۔** مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۶۸۔ **منذری،** ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱۔ ۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵۔ ۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب و الترھیب۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۶۹۔ **نبہانی،** یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ)۔ **الانوار المحمدیہ من المواہب اللدنیہ۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۷۰۔ **نبہانی،** یوسف بن اسماعیل بن یوسف النبہانی (۱۲۶۵۔۱۳۵۰ھ)۔ **جواہر البحار فی فضائل النبی المختار۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۷۱۔ **نسائی،** احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/ ۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۷۲۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **السنن الکبریٰ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۷۳۔ **نسائی**، احمد بن شعیب (۲۱۵۔۳۰۳ھ/۸۳۰۔۹۱۵ء)۔ **عمل الیوم و اللیلہ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۱۷۴۔ **نسفی**، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود (م ۷۱۰ھ/۱۳۱۰ء)۔ **المدارک**۔ دار احیاء الکتب العربیہ۔

۱۷۵۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **تہذیب الاسماء و اللغات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۷۶۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱۔۶۷۷ھ/۱۲۳۳۔۱۲۷۸ء)۔ **شرح صحیح مسلم**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۶ء۔

۱۷۷۔ **واقدی**، محمد بن عمر (۱۳۰۔۲۰۷ھ)۔ **کتاب المغازی**۔ نشر دانش اسلامی، ۱۴۰۵ھ

۱۷۸۔ **ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور اللالکائی**، ابو القاسم (۴۱۸ھ)۔ **شرح أصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ من الکتاب والسنۃ و اجماع**۔ ریاض، سعودی عرب: دار طیبۃ، ۱۴۰۲ھ۔

۱۷۹۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد**۔ قاہرہ، مصر: دارالریان للتراث + بیروت، لبنان: دارالکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء۔

۱۸۰۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵۔۸۰۷ھ/۱۳۳۵۔۱۴۰۵ء)۔ **موارد الظمآن إلی زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۸۱۔ **یوسف کاندھلوی**، (۱۳۳۵۔۱۳۸۴ھ)۔ **حیاۃ الصحابہ**۔ دمشق، شام: دارالقلم، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء